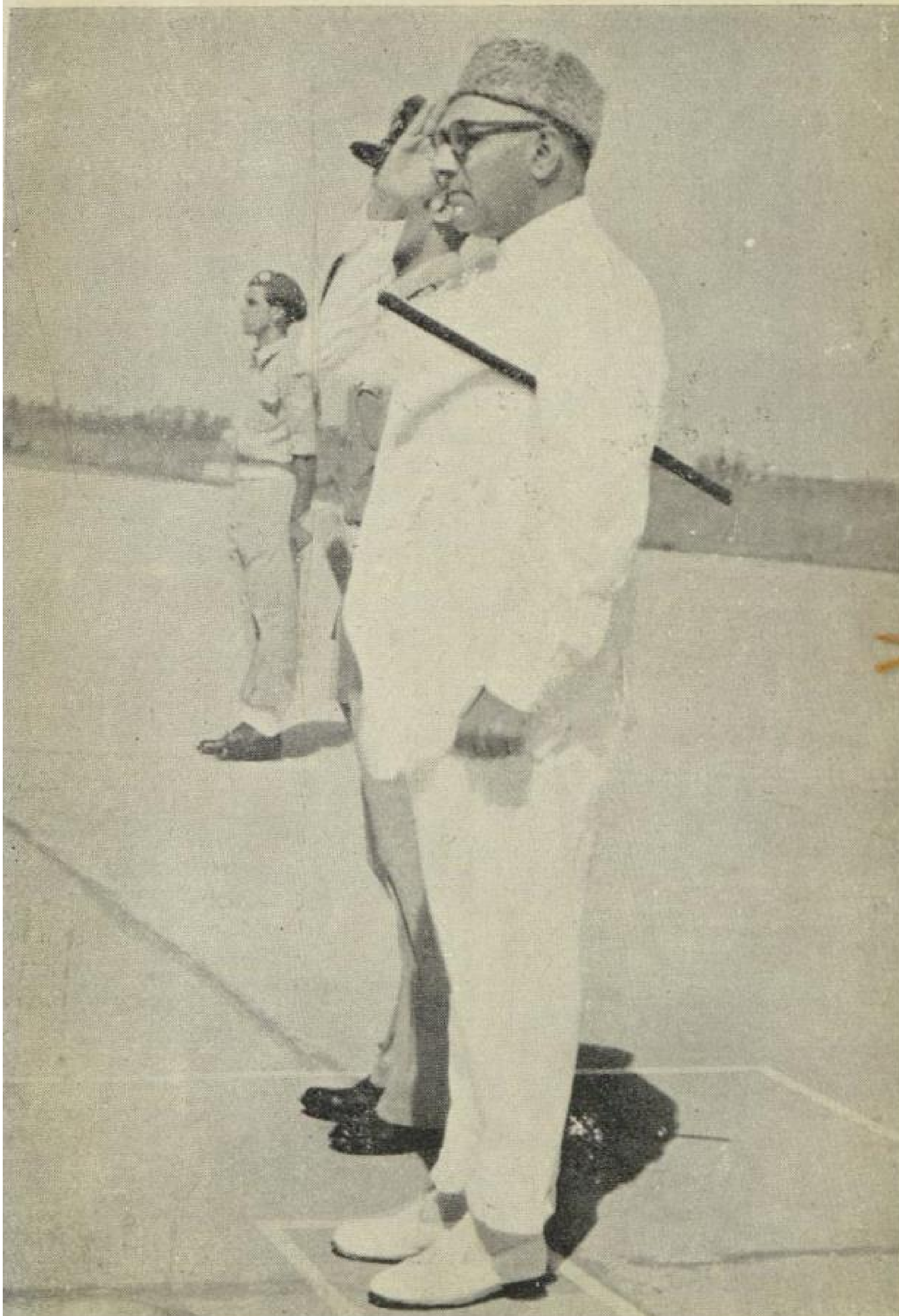
ملت کے نام



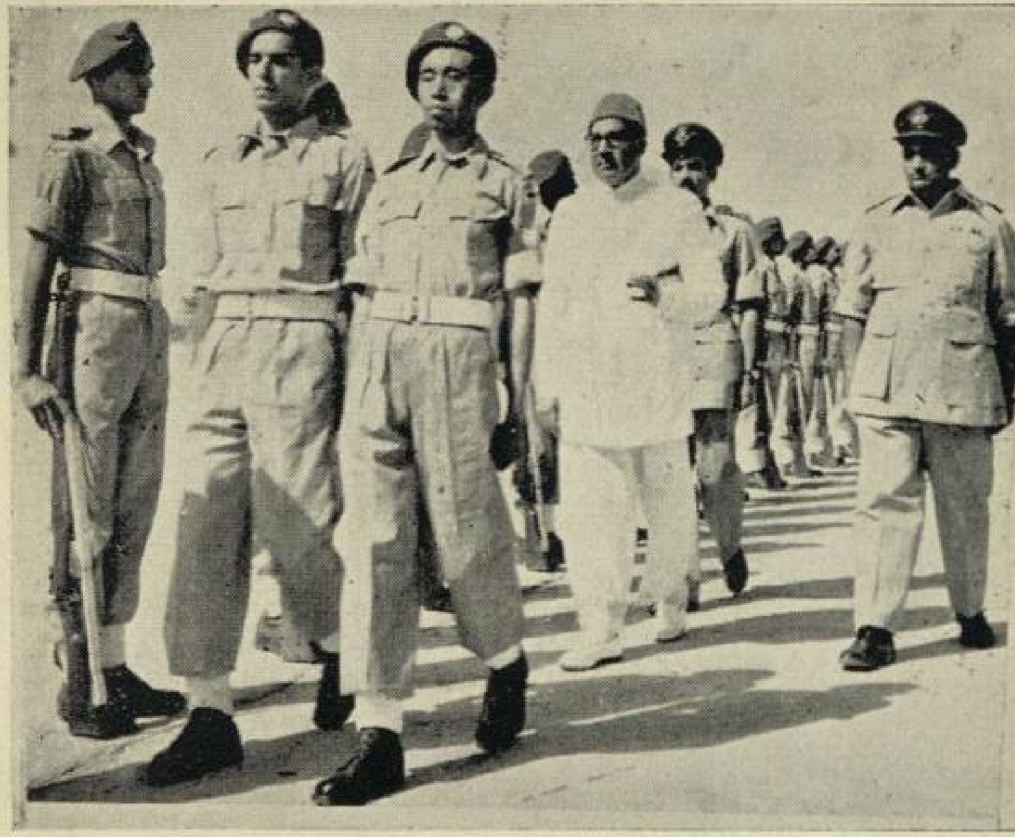
مرتبہ: عشرت رحمانی

(آخری یادگار تصویر)



قائد ملت کا " برادران ملت " کو آخری سلام (راولپنڈی)

(راولپنڈی میں) قائدِ ملّت کو نوجوانانِ ملّت کی آخری سلامی



کراچی پریڈ میدان میں شہید ملت کے جنازے کی نماز



صورت از بے صورتی آید بروں
باز شد انا الیہ راجعون !

ملت کے نام

"برادرانِ ملت!"

"خدا پاکستان کی حفاظت کرے"

آں قائدِ ملک و پاسبانِ ملت
آں روح و روانِ قوم و جانِ ملت
باآغازِ خطاب جاں سپرد او

۱۹۵۱ء

برلب دارد "برادرانِ ملت"

۱۳۷۱ھ

(حفیظ ہوشیارپوری)

مرتبہ:- عشرت رحمانی

پیش لفظ

(جناب پروفیسر جمیل الدین احمد افسر اطلاعات عامہ وزارت عظمیٰ پاکستان)

نخچیر محبت کا قصہ نہیں طولانی
لطف خلشِ پیکاں آسودگیٔ فتراک

شہید ملت خان لیاقت علی خاں کے دل میں جس عشقِ حقیقی کی تڑپ تھی، اس نے انہیں تمام عمر بیتاب رکھا۔ اس کا ظہور ان کی اوائل عمر ہی میں ہو گیا تھا۔ اس کا پہلا پرتو اس وقت دیکھا گیا، جب انہیں بی۔اے پاس کرنے پر آئی۔سی۔ایس میں نامزدگی پیش کی گئی، تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ اپنا شعار صرف خدمت قومی بنانا چاہتے ہیں، مگر ان کا سوزِ عشق بڑا عمیق بڑا ہمہ گیر اور، اگر ایسا کہا جا سکے، بڑا عالی ظرف تھا۔ بقول شاعر

کہہ رہا ہے شور دریا سے یہ ساحل کا سکوت
جس کو جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

اسی لئے اگرچہ ان کے کردار و گفتار میں یہ سوز و ساز اور یہ بے تابی جاری و ساری تھی لیکن ان کی شخصیت ہر قسم کے تصنع، جذباتیت اور ہنگامہ پسندی سے مبرا تھی۔ اسلام

اور ملت کے جس والہانہ عشق سے وہ سرشار تھے وہ گفتار میں کم اور عمل پیہم و کردار مستحکم میں زیادہ ظاہر ہوتا تھا۔ اسی عشق کا فیض تھا کہ انہیں اخلاص، صداقت، ایثار، جراءت، غیر متزلزل قوت ارادی، ثابت قدمی، اور اپنے نصب العین اپنے قاید اور اپنی جماعت سے لازوال وفاداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

وہ قائداعظمؒ کے سچے جانشین تھے، اور ان کو زندگی میں کسی چیز پر فخر تھا تو اس اعتماد پر جو قائداعظمؒ کو ان کی ذات پر تھا۔ ان کی وفاداری قائداعظمؒ کے ساتھ ویسی ہی تھی، جیسی ایک ہونہار شاگرد کو اپنے استاد سے ہوتی ہے۔ انہوں نے قائداعظمؒ سے بہت کچھ سیکھا، مگر سب سے بڑا سبق یہ سیکھا کہ نصب العین کا عشق سب سے افضل ہے، مگر عمل کے وقت وفور جذبات سے مغلوب نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ عقل و عشق میں ہم آہنگی پیدا کرنی چاہیئے۔ اور یہ ہم آہنگی قول و فعل میں بھی ظاہر ہونی چاہیئے۔ شہید ملت کی بلند پایہ شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو یہی ہے کہ انہوں نے قول و عمل میں کبھی تضاد نہ ہونے دیا۔ کبھی کوئی ایسی بات نہ کہی جسے واپس لینا پڑا ہو یا جس کی تاویل یا جس کے لئے معذرت کرنی پڑی ہو۔ یہ ایک ایسا وصف ہے، جو اکثر زعما میں نہیں نظر آئے گا۔

مجھے قائد ملت کی خدمت میں ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۷ء تک مسلم لیگ کے کام کے سلسلے میں باریابی حاصل رہی۔ مجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ ایک ادنی کارکن کی حیثیت سے مسلم لیگ کے پرچم تلے حصول پاکستان کی جدوجہد میں ان کے قریب رہ کر ان کی نگرانی میں شریک کار رہا۔ پھر ۱۹۵۰ء میں انہوں نے مجھے طلب فرمایا اور اپنے پبلک ریلیشنز آفیسر کی حیثیت سے خدمت کرنے کا موقعہ دیا۔ ان کی حیات کے آخری لمحہ تک ان کی خدمت میں حاضر رہنے کی مجھے سعادت نصیب ہوئی۔ اس تیرہ سال کی طویل مدت میں

ان کی تحریر وتقریر کا اندازہ کرنے کا مجھے پورا موقعہ ملا۔ میری یہ حیثیت نہیں کہ میں ان کی تحریر وتقریر پر کوئی تنقید وتبصرہ پیش کروں۔ البتہ اپنا ذاتی تاثر بیان کرسکتا ہوں۔ میں نے ان کو ہر حیثیت اور ہر موقع پر غور کرتے اور مصروف گفتگو وبحث دیکھا۔ تنہائی میں بھی دو چار آدمیوں کے مختصر مجمع میں، کمیٹیوں میں، کونسل اور اسمبلی میں، کانفرنسوں اور بڑے بڑے پبلک جلسوں میں غرضیکہ ہر پیچ پر ان کے دماغ کو کام کرتے اور زبان کو فصاحت و بلاغت کے جواہر بکھیرتے دیکھا۔ انہوں نے بڑا تیز زود فہم اور رسا ذہن پایا تھا۔ ممکن ہے دیکھنے والوں کو ان کی شکل سے پہلی نظر میں اس کا اندازہ نہ ہو مگر جن لوگوں نے ان کو بحث وگفتگو کرتے اور معاملات پر غور کرتے دیکھا وہ ان کی ذہانت و ذکاوت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ وہ عام طور سے کم گو اور خاموش طبع تھے۔ مگر بے تکلف احباب کا مجمع ہو، یا کوئی سوشل تقریب اسمبلی ہال اور کمیٹی روم ہو یا پبلک جلسہ وقت ضرورت ایسے دلنشیں، پرسوز، شیریں اور باوقار انداز میں گفتگو کرتے تھے کہ سننے والے کبھی نہ اکتاتے تھے، ان کی کڑوی بات بھی بری نہ لگتی تھی، اور اکثر وبیشتر لوگ ان کے نقطۂ نظر کے قائل بھی ہو جاتے تھے۔ وہ علی گڑھ میں طالب علمی کے زمانہ میں مقرر نہ تھے۔ ایک مرتبہ خود یونیورسٹی یونین میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "طالب علمی کے زمانہ میں تو میں سب سے آخری بینچ پر بیٹھا کرتا تھا اور ڈائس پر آنے کی میں نے کبھی جرأت نہ کی" مگر جب سیاسی زندگی میں داخل ہوئے تو کونسل میں انگریزی میں تقریر کرنی شروع کی۔ اردو میں تقریر کی مشق اس وقت تک نہ تھی۔ جب سنہ ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کے سیکرٹری ہوئے۔ اس کے بعد سے اردو میں تقریر کرنا شروع کی۔ چونکہ طبیعت موزوں تھی، اور فطری جوہر ودیعت تھا۔ اس لئے بہت جلد نہایت شستہ فصیح اور پر اعتماد انداز میں تقریر کرنے لگے۔ حاضر جوابی اور ضلع جگت میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ جو کچھ کہتے تھے

بڑے جنچے تلے الفاظ میں کہتے تھے، انداز بیان نہایت مدلل اور پُراثر ہوتا تھا، مبالغہ تعلّی اور دُور از کار بدایع وصنائع سے پرہیز کرتے تھے، عام طور سے سادہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔ مگر بعض اوقات چبھتے ہوئے اور بھڑکتے ہوئے فقرے کہہ جاتے تھے، جب اور جس جگہ چاہتے تھے، جوش وخروش بھی پیدا کر دیتے تھے، مگر دوسرے درجہ کے مقرروں کی طرح کبھی سامعین کے جذبات سے کھیلتے نہیں تھے اور کبھی کوئی بات صرف وقتی اثر پیدا کرنیکے کے لئے نہیں کہتے تھے۔ جو بات نکلتی تھی دل سے نکلتی تھی اس لئے اثر رکھتی تھی، ان میں صحیح عظمت تھی۔ چھوٹے سے چھوٹے آدمی سے بھی مشورہ کرنے میں انہیں عار نہ تھا، تحریر اور تحریری تقریر پر اپنے شریک کار سے مشورہ کرتے تھے اور ایک ایک لفظ پر غور کرتے تھے، وہ ہر وقت دلیل وحجت سُننے کیلئے تیار رہتے تھے، اور اگر وہ قائل ہو جائیں تو انہیں کسی لفظ یا جُملہ بدلنے میں عذر نہ ہوتا تھا۔ تقریر کا اختتام بڑے پُرزور اور پُر اثر انداز میں کرتے تھے، اور ان کی کئی تقریروں کے آخری جُملے ضرب المثل ہو گئے تھے، مثلاً انہوں نے یہ کہا "آپ اندرونی دشمنوں سے بچئے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کو بیرونی دشمنوں سے بچاؤں گا" یا یہ کہ "آپ کے قومی اتحاد اور یگانگت کو قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی مشکل سے پیدا کیا تھا۔ یاد رکھئے اگر ایک مرتبہ بھی یہ شیرازہ بکھر گیا تو اب قائد اعظمؒ ہم میں موجود نہیں کہ اس کو دوبارہ یکجا کر سکیں"۔

یہ موقع نہیں کہ میں ان کے دل ودماغ اور کردار کی گوناگون خوبیوں کا تفصیلی ذکر کروں، اس کے لئے پوری کتاب درکار ہے۔ صرف ایک وصف کی طرف اور اشارہ کروں گا وہ بڑی سے بڑی مصیبت سے بھی نہیں گھبراتے تھے، ان کا خدا پر بھروسہ اٹل تھا، اور اس کا ثبوت انہوں نے اپنی شہادت سے دے دیا۔ وہ خوددار تھے۔ اور مردم شناس تھے

خوددار آدمی کی قدر کرتے تھے۔ ان کا متوازن دماغ کبھی اُلجھا ہوا یا متردد نہ دیکھا گیا۔ وہ غور و فکر میں محتاط، دور رس، زود فہم اور اظہار مطلب میں حاضر دماغ اور خوش گفتار تھے۔ ان کا بیان صدق و صفا کا آئینہ تھا۔ ان کے اندازِ خطابت سے ان کی دلآویز اور پُرشکوہ شخصیت ہویدا ہوتی تھی انہوں نے اپنی ذات کو اسلام، پاکستان اور ملّت میں گم کر دیا تھا۔ انہیں اگر کوئی فکر تھی تو ملّت کی سرخروئی اور پاکستان کی سربلندی کی تھی۔ آج قوم کا ہر فرد اپنے معمارِ ملّت کے عظیم کارناموں کو یاد کر کے رو رہا ہے اور قائدِ ملّت کی پُرسوز دشاندار آواز ان کے کانوں میں گونج رہی ہے کہ "برادرانِ ملّت! تم اطمینان و سکون سے اپنے اپنے کاموں میں لگے رہو۔ میں نے تمہارے دکھوں اور پریشانیوں کو اپنے ذمہ لے لیا ہے۔" اور آخر اس صداقت شعار خادمِ ملّت نے "ملّت" کے نام پر فدا ہو کر اپنے قول کی شہادت دے دی۔ شہیدِ ملت کی تحریروں اور تقریروں کو مکمل طور پر جمع کر کے شائع کرنا تو ایک طویل اور ایک اہم کام ہے جو وقت اور بڑے اہتمام کا طالب ہے لیکن جناب عشرت رحمانی کی سعی مبارکباد کی مستحق ہے کہ کم سے کم مدت میں زیادہ سے زیادہ خطبات کا انتخاب کر کے ایک موزون کتاب کی شکل میں شہیدِ ملت کے معتقدین کی نذر کر دیا اور ساتھ ہی عشرت رحمانی صاحب کا یہ حسن سلیقہ بھی خوب ہے کہ انہوں نے "گفتارِ لیاقت" کے انتخاب سے "عظیم کردار" کا موزوں و متوازی آئینہ پیش کیا ہے، دعا ہے کہ خدا ہماری قوم کے افراد کو شہیدِ ملّت کے سوز و ساز کا وافر حصّہ عطا کرے تاکہ وہ ان کے نقشِ قدم پہ چلنے کے اہل ثابت ہوں کہ قائدِ ملّت کے ایثار اور شہادت کا حقیقی مقصد یہی ہے اور قومی و ملکی تعمیر کا عروج ہی اِن کی حقیقی تمنا!

شہیدِ ملّت کے آخری الفاظ میں میں اس مختصر تحریر کو ختم کرتا ہوں۔ "خدا پاکستان کی حفاظت کرے۔"

پاکستان پائندہ باد۔ قائدِ ملّت زندہ باد

(جمیل الدین احمدؔ)

"نوائے دل گداز سے آفریدی"

پاکستان پائندہ باد

یہ کوئی ہنگامی نعرہ نہیں صداقت کا عملی درس تھا جو بانیٔ پاکستان کی قیادت میں "معمارِ پاکستان" نے ملّت کو دیا۔ قائدِ اعظمؒ کے بعد قائدِ ملت خان لیاقت علی خاں نے اپنی غیر محدود صلاحیتوں، بے مثال تدبّر دیانت و ایثار کی بدولت تعمیر و استحکام ملک کے اہم ترین فرائض انجام دے۔ قومی کردار اور ملک کے وقار کو زندہ حقیقت بنا دیا۔ دنیا پاکستان کی عظمت کی معترف ہوئی یہ راز قائدِ ملّت کے

اخلاص دیانت اور اصابت رائے نے عالم آشکار کیا اہل عالم اس صاحب الرائے مخلص، معمارِ قوم و محبِ وطن کی حکمت و تدابیر کے صدق دل سے مداح ہوئے۔ قائد ملت کی "نوائے دلگداز" ملت کیلئے گرمیٔ محفل، کا موجب بنی اور پاکستان "اتحاد۔ ایمان اور تنظیم" کی جیتی جاگتی عمارت عظیم بنکر نقشۂ عالم پر مجلیٰ نظر آنے لگا۔

پاکستان کی عظمت افرادِ ملت کی زندگی و بیداری کا ثبوت ہے اور ان عظمتوں کا اعتراف حقیقت میں اعتراف ہے قائد ملت کی گراں قدر، قیادت و عظمت کا! عظیم کردار لیاقت کا!

لیاقت زندہ ہے!

جس ملت پر وہ فدا ہوا وہ زندہ ہے! اور فدائے ملت کے سوز و ساز سے آباد بزم

پاکستان پائندہ ہے!

قائد اعظمؒ کی جدائی کے وقت قائد ملت نے ملت کو مخاطب فرمایا تھا۔

"اب جبکہ قائد اعظمؒ ہم میں نہیں ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ

ہم اس راستہ پر اسی صراط المستقیم پر چلیں جو وہ ہمیں دکھا گئے ہیں۔ تاکہ ایک دن ہم اپنی منزل مقصود پہ پہنچ سکیں۔ جو لوگ ہمت اور اولالعزمی سے کام لیتے ہیں خدا کی مدد ہمیشہ ان کے شامل حال رہتی ہے، ہمارا فرض ہے کہ جس عظیم الشان عمارت کی بنیاد قائد اعظم نے اخوت برابری اور آزادی کے اسلامی اصولوں پر رکھی ہے اس کو ہم آسمان تک لے جائیں۔!

تری نوا سے ہوئے زندہ عارف و عامی

اور ملت کے افراد نے بیداریوں کا ثبوت دے کر اپنی عمارت کی بنیادوں کو مستحکم کیا ——— قائد ملت نے ملکی بقا و ملی تنظیم کی خاطر بیشتر قربانیاں دیں اپنی جان فدا کر کے قائد اعظم کے نصب العین اور اسلامی اصولوں کی پیروی میں اپنے قول کو زندہ کر دکھایا۔ آج ان کی یہی زندہ جاوید مثال ملت کے لئے سرمایہ زندگی ہے۔ ہمارے موجودہ وزیر اعظم الحاج خواجہ ناظم الدین نے بجا فرمایا ہے:

"لیاقت علی خاں کے عزایم زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے"

شہید ملت کے عزائم نے قوم کو نئی زندگی بخشی اور ان کے

ایثار، قربانی کا یہی منشا و غایت ہے کہ قوم زندہ عزائم کا ثبوت دے۔

پاکستانی ملّت زندہ ہے۔ اسکے ہر فرد کے سامنے یہ نصب العین زندہ رہے گا۔ "اتحاد۔ یقین محکم۔ تنظیم"

ہر پاکستانی عورت مرد۔ بچہ، جوان بوڑھا اپنے عمل سے ثابت کر دکھائے گا کہ وہ اے شہید ملت! اے غمگسار قوم! اے محبوب لیاقت! تیری غریب اور درد آشنا ملّت نے تیری صدا گوشِ ہوش سے سنی ہے! ہم تیرے اس پاک خون کی قسم کھا کر عہد کرتے ہیں (جو تو نے ملّت کے نام، پر بے دریغ بہایا ہے) کہ تیرا ارشاد، ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ تیرے پیغام کو بے اثر نہ ہونے دیں گے۔ اور تن من کی بازی لگا کر پاک وطن کی حفاظت و تعمیر کریں گے! تیری شہادت پاکستان کی صداقت اور استقامت کی تا قیامت گواہ رہے گی۔ تیرا جہاد لازوال ہے۔ تیرے قول و عمل کو زندگی جاوداں ملی ہے۔ تیری بے وقت جدائی اور غیر متوقع شہادت کا کانٹا افرادِ ملت کے دلوں میں قومی درد بنکر ہمیشہ کھٹکتا رہے گا۔ جس کی تسکین کا پہلو ہے تو صرف یہی نعرۂ حق یہی نوائے دلگداز:۔

قائداعظم زندہ باد!
قائد ملّت زندہ باد!
پاکستان پائندہ باد!

برادران ملّت!

شہیدِ قوم، قائد ملت۔ اپنا تدبر و عمل، سیاسی کردار، عزم راسخ بے مثل ایثار اور صداقت شعار گفتار کا سرمایہ قوم کے لئے ورثہ میں چھوڑ گئے ہیں۔ انہوں نے آخری وقت تک "برادران ملت" اور "پاکستان کی حفاظت" کا کلمہ پڑھا ہے! ان کے ورد زبان خدا کے نام کے بعد ملک و ملت کا ہی نام تھا۔ اب ہمارا ایمان ہے کہ اس مقدس ورثہ کی امانت میں ہر ممکن دیانت اور سعی و عمل کا ثبوت دیں۔

شہید ملّت کے فرمودات کو بار بار پڑھیں اور ان پر صدق و یقین سے عمل پیرا ہوں۔ یہ مجموعہ "ملّت کے نام" ——— اسی مقصد کے تحت پیش کیا جا رہا ہے جس میں شہید قائد ملّت کے ارشادات کا انتخاب اور عظیم سیاسی کردار کا مختصر تذکرہ درج ہے۔

وما توفیق الا باللہ

(عشرت رحمانی)

کردار و گفتار کا غازی قائدِ ملّت

پاکستان کا بنیادی پتھر

قائدِ ملّت خان لیاقت علی خاں نے قائدِ اعظمؒ کا دایاں بازو بن کر بیمثال سعی و عمل سے مسلم لیگ کی تنظیم کی۔ برّصغیر ہند میں مسلمانوں کی جنگِ آزادی میں سینہ سپر ہو کر وہ دم خم دکھائے کہ انگریز اور ہندو سب لوہا مان گئے۔ قرار داد پاکستان کو کامیاب بنانے کے لئے قائدِ اعظمؒ کی قیادت میں عزم و ایثار سے کارہائے نمایاں انجام دیئے اور اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی بنا ڈالی۔

وزیرِ اعظم و وزیرِ دفاع

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے اس نئی مملکت کے انتظام و تعمیر میں وزیرِ اعظم کی حیثیت سے جو خدمات انجام دیں اظہر من الشمس ہیں۔

قائدِ ملّت نے صرف وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ ہی اس شان و اہتمام سے نہیں سنبھالا کہ قلیل مدّت میں امورِ مملکت و تعمیرِ ملّت کی بنیادیں مستحکم و پائیدار ہونے لگیں، بلکہ وزارتِ دفاع کی نگرانی فرما کر ملک کی دفاعی طاقت کو آہنی دیوار بنا دیا۔ اراکینِ وزارت، عمّالِ حکومت۔ اور افرادِ ملّت کا ان پر کامل اعتماد

تھا۔ ان کی ذات وصفات نے خواص و عوام میں یکساں طور پر درجۂ مقبولیت و محبوبیت حاصل کر لیا۔ قائدِ ملت کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ملکی و ملی فلاح و بہبود کی خاطر فکر و انہماک اور سعی و عمل کی نذر تھا۔

جانشین قائدِ اعظمؒ

قائدِ اعظمؒ کی وفات کے بعد قوم پر غم و الم کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں مایوسی مسلط تھی۔ اور ملک کے مستقبل کا سفینہ گرداب میں نظر آنے لگا تھا اس نازک دور میں ملت کی ناخدائی کرنیوالی صاحب عزم و ثبات قائدِ ملت کی ستودہ صفات ذات تھی۔ انہوں نے ڈگمگاتے سفینہ کو غیر معمولی سیاسی سوجھ بوجھ متوازن حکمت عملی اور تدبر و تفکر سے ایسا سہارا دیا۔ ملت کی وہ رہنمائی کی کہ ملک و قوم نے صعوباتِ سفر بخیر و خوبی ختم کیں اور جمالِ رُخِ منزل، دیکھنے میں کامیاب ہوئے دنیا میں پاکستان کا وقار بلند تر ہوا اور اہلِ عالم پاکستان کے استحکام و تعمیر کے سچے دل سے معترف نظر آنے لگے۔

کشمیر کا اہم و نازک مسئلہ

وزیر دفاع کی حیثیت سے قائدِ ملت پر مسئلہ کشمیر کی بھاری ذمہ داریوں کا بوجھ تھا جنھیں آپ نے انتہائی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ خطہ کشمیر میں جو جنگ ستمبر ۱۹۴۸ء میں شروع ہوئی تو قائدِ ملت کی صلح پسندی سے یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو بند ہوگئی۔ قضیہ کشمیر کے سلسلے میں ہندوستانی پروپیگنڈا کی وجہ سے پاکستان

کے منصفانہ نظریہ سے بین الاقوامی دنیا ناواقف تھی۔ لیکن قائدِ ملت کی رہنمائی میں آخر عالمی رائے پاکستان کے نظریہ کی قائل ہو گئی۔ اور آج دنیا کے ہر گوشے سے پاکستان کے حق میں صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔

قراردادِ مقاصدِ پاکستان

۱۹۴۹ء میں پاکستان آئین ساز اسمبلی کے موسم خزاں کے اجلاس میں قائدِ ملت نے قراردادِ مقاصد پیش کی جو صحیح معنوں میں پاکستانی عوام کے جذبات کی ترجمانی تھی اور ان خوابوں کی تعبیر تھی جو اہلِ پاکستان نے وطن عزیز کے حصول کے وقت دیکھے تھے۔

اس قرارداد میں پاکستان کے آئین کو جمہوریت کے اسلامی نظریہ کے مطابق ڈھالنے کا عزم ظاہر کیا گیا تھا۔

مہاجرین کا مسئلہ اور عوام کی قیادت

خان لیاقت علی خاں صحیح معنوں میں ملت کے قائد تھے وہ عوام سے بہت قریب تھے کیونکہ گزشتہ پندرہ سال کے عرصہ میں انہیں عوام کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع ملا تھا۔ وہ عوام کے نبض شناس اور مزاج داں ہونے کے ساتھ عوام کے خیرخواہ اور ان کی مرضی کو اقتدار پر مقدم سمجھتے تھے انہوں نے سخت سے سخت اور نازک سے نازک دور میں بھی کبھی قوم کی خدمت سے منہ نہ موڑا اور اپنی جان کی پرواہ تک نہ کی۔ ۱۹۴۷ء کا طوفانی

دور۔ مہاجرین کا سیلاب، فسادات کی آگ۔ ان زمانوں کے کارنامے لیاقت کے عزم و حوصلہ اور ان کے بلند جذبۂ ایثار کے شاہد ہیں۔ کہ انہوں نے قوم کی خاطر جان کی بازی لگا کر ان مسائل کو حل کیا۔ خصوصاً مہاجرین کے سچے غمخوار قائدِ ملّت نے ان کی تکلیفوں کو اپنا دکھ سمجھا اور ان کی آبادکاری کے مسئلہ کو ملک کا سب سے اہم مسئلہ تصور کر کے پوری توجہ سے اسے سلجھانے کی کوشش کی۔

عوام دوستی کا ایک بڑا ثبوت انہوں نے پاکستان کے قیام سے پہلے ۱۹۴۶ء میں عارضی حکومتِ ہند میں پہلا عوامی بجٹ پیش کر کے دیا تھا۔ اور زندگی بھر وہ اپنے اس نصب العین کے تحت خدمتِ عامۃ الناس کو فوقیت دیتے رہے۔ اسی جذبہ کے ماتحت وہ مسلم لیگ کی صدارت قبول کرنے پر مجبور ہوئے حالانکہ ان کی شبانہ روز کی اہم مصروفیات اسکی متقاضی نہ تھیں۔

پاک ہند اقلیتی معاہدہ

مارچ ۱۹۵۰ء میں مغربی اور مشرقی بنگال میں فرقہ دارانہ حالات انتہائی صورت اختیار کر گئے۔ اس موقع پر قائدِ ملّت پنڈت نہرو سے بات چیت کرنے کے لئے دہلی تشریف لے گئے اور ۸ ر اپریل ۱۹۵۰ء کو پاک ہند اقلیتی معاہدہ طے پایا جس میں دونوں ممالک کی اقلیتوں کو انکے حقوق کے تحفظ کا یقین دلایا گیا تھا۔ آپ کے اس دانشمندانہ بروقت اقدام سے دونوں ملکوں کے درمیان جنگ کا خطرہ

ٹل گیا۔ اور اس سے دنیا کی نظروں میں پاکستان اور قائدِ ملت کی وقعت اور زیادہ بڑھ گئی۔ آج کراچی اور ڈھاکہ میں آپ کے اس مدبرانہ کارنامہ کی بدولت اقلیتوں کو وہی عزت و آسودگی اور مراعات حاصل ہیں جو دلّی اور کلکتہ میں ہیں۔

دولتِ مشترکہ ۔ امریکہ کا دورہ۔

مئی ۱۹۵۰ء میں قائدِ ملت اپنی بیگم محترمہ رعنا لیاقت علی خاں کے ہمراہ صدر ٹرومین کی دعوت پر امریکہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے امریکی عوام کو پاکستان کے صحیح حالات اور اس کی مشکلات سے آگاہ کیا۔ اور اپنے بیانات اور تقریروں کے ذریعہ ان پر اسلامی جمہوریت کی بنیادیں اور اصول واضح کئے۔ جن کی اساس پر مملکت پاکستان کا آئندہ آئین تیار ہونا چاہیئے۔ آپ کے اس دورہ سے پاکستان سے متعلق بین الاقوامی رائے عامہ میں بڑی خوشگوار تبدیلی پیدا ہوئی۔

اس عرصہ میں قائدِ ملت لندن اور کینیڈا بھی تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے اس دورہ کے دوران میں بیگم صاحبہ نے آپ کے ساتھ مختلف زنانہ اداروں میں تقریریں فرمائیں اور خواتین پاکستان کے وقار و منزلت کو دنیا سے متعارف کرایا۔

پاک ہند تعلقات

آپ نے ہمیشہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ہر قیمت پر دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کی سعی کی۔ کشمیر میں جنگ بند کرنا اور پاک ہند اقلیتی معاہدہ

آپ کی صلح پسندی اور دونوں ملکوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کرنے کی خواہش کے دو بین اور واضح ثبوت ہیں۔

جولائی میں بھارتی افواج نے پاکستان کی سرحدوں پر بیجا نقل وحرکت شروع کردی اُسوقت ملت پاکستان ایک زبردست آزمائش سے دوچار ہوئی۔ لیکن قائدِ ملت کے عزم دفاع اور منظم فوجی قوت کے بل بوتے پر عوام کے حوصلے بلند ہوئے۔ ایسے نازک دور میں ملت کا ہر فرد اطمینان وسکون سے اپنی عام زندگی کے کاروبار میں مصروف رہا یہ سب قائدِ ملت کی بے نظیر قابلیت اور اس ذہنی عزم کے اعتماد و متوازن حکمتِ عملی کی بدولت تھا۔ آپ نے حیرت انگیز طور پر جنگ کی آفات کو پاکستان کے سر سے دور کرکے پاکستانی عوام میں نظم وضبط اور بے پناہ عزم وحوصلہ کی روح پھونکی۔ بھارت کو امن پسندی کے پیغام دیکر دنیا بھر میں انسانیت وصلح جوئی کا بول بالا اور پاکستان کا منہ اُجالا کیا۔

جانبازِ وطن شہیدِ ملت زندہ باد

آخرکار اس مردِ مجاہد قائد نے ملک و ملت پر اپنی جان فدا کردی ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء کا سانحۂ عظیم قائدِ ملت کا یوم شہادت پاکستان کی تاریخ کا نہیں دنیا کی تاریخ کا ایک خونی باب ہے جسکی روشنی اور نگ سے انسانیت اکتساب فروغ کرے گی۔

زندہ باد کرحادلیاقت - پائندہ باد پاکستان

مسئلہ کشمیر اور قائدِ ملّت

قائدِ ملّت پاکستان سے "ڈیلی میل" کے نامہ نگار کا انٹرویو

قائدِ ملّت سے مسٹر وارڈ پرائس ۔ "ڈیلی میل" لندن کے خصوصی نامہ نگار نے اپنی ...... ملاقات کا حال ۷ رجنوری ۱۹۵۱ء کو "سنڈے ڈسپیچ" لندن کو بھیجا تھا۔

"جب تک کشمیر کا مسئلہ نہ حل ہو پاکستان یا ہندوستان ایشیا کے امن اور تحفظ میں ہاتھ نہیں بٹا سکتے"۔

یہ تھے وہ الفاظ جو آنریبل مسٹر لیاقت علی خاں نے آج رات مجھ سے کہے۔

انہوں نے تشریح کرتے ہوئے کہا "ایک دوسرے سے خبردار رہنے سے ہی فرصت نہیں ملتی اور یہ امر تمام دنیا کے لئے

انتہائی غیر مفید ہے کیونکہ ایشیا میں پاکستان اور ہندوستان ہی دو مستحکم ملک ہیں ۔"

آج ہو پاکستان کی ۲½ سالہ زندگی میں انتہائی اہم دن تھا پاکستان کے وزیر اعظم نے مجھ سے اس وقت اپنی سرکاری قیام گاہ پر ملاقات کی جب ان کی لندن کی روانگی میں صرف چار گھنٹے باقی رہ گئے تھے ۔ وہ اپنے روشن اور آرام دہ دارالمطالعہ میں بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے ان کے چہرے سے اطمینان اور سکون ٹپک رہا تھا حالانکہ پچھلے ۲½ سال میں جب سے وہ پاکستان کے وزیر اعظم ہیں گزشتہ ہفتہ ان کے لئے نہایت کٹھن اور نازک تھا اس ہفتہ انہوں نے تنہا اس امر کا مطالبہ کیا کہ کشمیر کا مسئلہ دولت مشترکہ کی کانفرنس کے احاطۂ مباحث میں شامل کیا جائے انہوں نے مجھے بتایا کہ اس مطالبہ کی وجہ سے کانفرنس کے ارکان نے متفقہ طور پر اس مسئلہ پر گفت و شنید کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔

وزیر اعظم کا لندن جانے کا فیصلہ آج صبح کابینہ کے تین گھنٹے بعد کیا گیا ۔ موصوف کے ساتھ ان کی بیگم تین سکریٹری اور

وزارت دفاع پاکستان کے ایک افسر جائیں گے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ حکومت ترکی نے مجھ سے کہا ہے کہ میں واپسی کے وقت انقرہ جاؤں لیکن پنجاب میں مارچ کے مہینے میں انتخابات ہو رہے ہیں اور مجھے صدر مسلم لیگ کی حیثیت سے امیدواروں کے انتخاب کا انتظام کرنا ہے اس لئے میں وہاں نہیں جاسکوں گا۔

اقوام کی برادری

میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ان کے خیال میں مسئلہ کشمیر کا کوئی حل نکل سکے گا۔ انہوں نے کہا، "میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ دولتِ مشترکہ کے وزراءِ اعظم کے ذہن نشین ہو جائے۔ ہم دولت مشترکہ کو "اقوام کی برادری" کا نام دیتے ہیں۔ اگر برادری میں تنازعات ہیں تو ان کے تصفیہ کے لئے برادری سے بہتر اور کونسی جگہ ہوسکتی ہے اب تک یہ طریقہ رہا ہے کہ دولت مشترکہ میں اختلافات سے چشم پوشی کی جائے کیونکہ یہ خوف تھا کہ کہیں ان کی موجودگی کو تسلیم کرنے سے دولت مشترکہ کے نظام کو ضعف نہ پہنچے۔ اس کے برعکس ان اختلافات سے چشم پوشی کرنے ہی سے مذکورہ نتیجہ برآمد ہوگا کیونکہ عوام دولت مشترکہ

کے وجود کی افادیت کو شک و شبہہ کی نظر سے دیکھنے لگیں گے
اس کانفرنس میں ایشیاء کے تحفظ کے مسئلہ پر غور کیا جائے گا لیکن جب تک کشمیر کا مسئلہ التواء میں رکھا جائے گا میں اس مباحثہ میں کوئی مفید حصہ نہ لے سکوں گا۔ محض اس صورتِ حال سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کرنے کے لئے پانچ ہزار میل کا ہوائی سفر کرنا میرے لئے قطعاً بیکار تھا۔ میں نے یہ کہہ کر بھی دباؤ ڈالنے کی کوشش نہیں کی کہ میں اس وقت تک روانہ نہیں ہوں گا جب تک کشمیر کے متعلق پاکستان کے حق میں فیصلہ نہ کر دیا جائے۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ اس مسئلہ پر غور کرنا چاہئے اور اگر اس سلسلہ میں موجودہ جمود کو ختم کرنے کے لئے کوئی کام ہو سکا تو دولت مشترکہ کا یہ کام دنیا کے امن و تحفظ کے لئے ایک نمایاں خدمت ہو گا۔

لہٰذا اب ایک ایسے اہم ترین ڈرامہ کے لئے اسٹیج تیار ہو چکا ہے جسے دولت مشترکہ نے سلطنت برطانیہ کی جگہ اپنے قیام کے وقت سے اب تک شاید ہی کبھی دیکھا ہو۔ ۱۹۵۱ء کے نتیجہ پر آزاد لیکن

متحدہ قوموں کی اس جماعت کے مستقبل کا انحصار ہے نیز آئندہ کے لئے یہ زبردست اہمیت کا حامل ہے۔ اگر دولت مشترکہ کی دو عظیم ترین مملکتوں کا تنازعہ اس کے دیگر ارکان کی دوستانہ کوششوں سے حل ہو جائے تو اس جماعت کی قوت میں زبردست اضافہ ہو جائے گا۔ ایشیاء میں توازن طاقت پر اس قسم کے فیصلہ کے اثرات کی اہمیت پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے۔

لندن میں آئندہ ہفتہ جن واقعات کی توقع کی جاتی ہے انہیں آئندہ مورخ بڑی اہمیت دیں گے کیونکہ یہ واقعات زبردست دلچسپی اور اہم سیاسی نوعیت کے حامل ہوں گے مسلمہ قابلیت کے دو وکلاء ایک ایسے تنازعہ کے متعلق جس کا فیصلہ کرنے سے ادارۂ اقوام متحدہ بھی قاصر رہا ہے۔ اپنے دلائل پیش کریں گے اور یہ مقدمہ نمایاں مثال کی حیثیت رکھے گا۔

وزیر اعظم پاکستان کا کردار علمی اور حقیقت پسندانہ ہے اور مسئلہ کشمیر پر مباحثہ کے دوران میں انکا پنڈت نہرو سے جو مسلمہ طور پر عینیت پسند ہیں، سامنا ہو گا۔ مسٹر لیاقت علی خاں۔ اس مباحثہ میں

نہایت ہی صاف اور سیدھی دلیلوں سے کام لینگے اور پنڈت نہرو اپنی خوش بیانی اور خطیبانہ انداز میں شہرت رکھتے ہیں۔ دولت مشترکہ کے سیاست والوں کے سامنے جو اس مباحثہ میں شرکت کر رہے ہیں واضح طور پر مسٹر لیاقت علی خاں کے سیدھے سادھے استدلالی طریقہ اور پنڈت نہرو کی خوش بیانی اور خطیبانہ شان کا مقابلہ ہو گا۔

ٹھیک دو برس بیشتر پاکستان اور ہندوستان کشمیر میں علی الاعلان جنگ کر رہے تھے اور ادارۂ اقوام متحدہ نے یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو جنگ ختم کرانے کیلئے مداخلت کی۔ یہ نہایت ہی خوش قسمتی کی بات تھی کہ برطانیہ کی حکومت کے خاتمہ کے بعد پاکستان اور ہندوستان کی فوجیں برطانوی جنرلوں کی رہنمائی میں جنگ کر رہی تھیں۔ بایں وجہ جنگ محض کشمیر تک محدود رہی اور وسیع پیمانہ پر نہ پھیل سکی۔ اور اب اگر جنگ از سر نو شروع کر دی گئی تو دونوں ممالک کو اس امر کا پورا احساس ہے کہ جنگ محدود نہ رہ سکے گی۔ جنرل کریاپا جو ہندو ہیں ہندوستانی فوج کے سپہ سالار اعلیٰ ہیں۔ ادھو جنرل مسٹر مرٹہ گلس گریس اسی مہینہ پاکستان میں اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو رہے ہیں

ادارۂ اقوام متحدہ نے التوائے جنگ کے لئے مداخلت کرنے کے بعد اس تنازعہ کا حل تلاش کرنے میں اپنی کوششیں جاری رکھیں سراوون ڈکشن نے جو کہ آسٹریلیا کے ایک مشہور جج تھے نہرو اور لیاقت علی خاں میں مفاہمت کے سلسلہ میں تین مہینے صرف کئے۔

اس مفاہمت کے سلسلہ میں دونوں حضرات نے ایک دوسری پر نیک نیتی کے فقدان کا الزام رکھا ہے اگرچہ یہ دونوں حضرات دہلی اور کراچی میں اپنے دیگر اختلافات کو دور کرنے کے سلسلہ میں دوستانہ طور پر ملے ہیں اور اگرچہ انکو کشمیر میں فوجوں کے زبردست مصارف برداشت کرنے پڑ رہے ہیں مسئلہ کشمیر پر ان میں کافی اختلاف رہا ہے۔

پاکستان کا مطالبہ خصوصاً اس حقیقت پر مبنی ہے کہ کشمیریوں کی ایک بڑی اکثریت مسلمان ہے اور ہندوستان کا مطالبہ ہندو مہاراجہ اور اس کی حکومت کی اس کارروائی پر ہے کہ انہوں نے ہندوستان سے الحاق کا اعلان کیا ہے۔

سو فیصدی حمایت کچھ عرصہ سے پاکستان کی رائے عامہ

نے اس مسئلہ کے تصفیہ کیلئے پر زور دباؤ ڈالنا شروع کیا ہے۔ لیاقت کی مقبولیت میں کسی اور اقدام نے اس درجہ اضافہ نہیں کیا جتنا کہ اس اصرار نے کہ یہ تنازعہ کانفرنس میں پیش کیا جائے موصوف نے اس اقدام کا فیصلہ اس وقت کیا جبکہ گزشتہ ماہ کے وسط میں انہیں معلوم ہوا کہ سلامتی کونسل پھر اس مسئلہ پر غور و خوض کو جنوری کے آخر تک ملتوی کر رہی ہے۔ اس امر میں قطعی شک نہیں ہے کہ اس معاملہ کو اپنے دولت مشترکہ کے ساتھیوں کے سامنے پیش کرنے کے سلسلہ میں موصوف کو اپنے ملک کے باشندوں کی سو فیصدی حمایت حاصل رہے گی۔

لیاقت کی صداقت

بے لاگ تبصرہ و تائید

اخبار نیویارک ٹائمز (مورخہ ۱۰ ر جنوری ۱۹۵۱ء) میں اس کے نامہ نگار مقیم لندن کلفٹن ڈانیل کی روانہ کی ہوئی حسب ذیل خبر شائع ہوئی ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے جنہیں وزرائے اعظم

دولت مشترکہ کی کانفرنس میں خاص درجہ حاصل تھا مسئلہ چین پر بظاہر کامیابی حاصل کرلی لیکن تنازعہ کشمیر پر انہیں لیاقت علی خاں وزیراعظم پاکستان نے شکست دیدی۔ کم از کم اخبارات کے مبصرین کی آج یہی رائے تھی

پنڈت نہرو نے کل صبح انڈیا ہاؤس کی لائبریری میں کانفرنس منعقد کی کشمیر کے متعلق سوالات کا واضح جواب دینے سے وہ گریز کرتے رہے اور انکے فقرات معلومات افزا ہونے کے بجائے فلسفیانہ رنگ کے تھے کیمبرج لہجہ میں انکی شیریں آواز نشریات کیلئے قطعاً غیر موزوں ثابت ہوگی۔

مسٹر لیاقت علی خاں کی پریس کانفرنس کلیرج ہوٹل ایک چھوٹے کمرہ میں منعقد ہوئی جو صحافیوں سے اسطرح بھرا ہوا تھا کہ بے تکلفی کی فضا قائم ہوگئی تھی۔ موصوف نے فلسفیانہ خیالات کے بجائے معلومات فراہم کیں اور اخبارات کی سرخیوں میں پنڈت نہرو کے بجائے ان ہی کا نام رہا۔

مسٹر لیاقت علیخاں وزیراعظم پاکستان کی پریس کانفرنس اس قدر دلچسپ تھی کہ انہوں نے خود صحافیوں سے سوال کرنا اور انکے جواب پر بحث و مباحثہ کرنا شروع کردیا۔ برٹش براڈکاسٹنگ کارپوریشن کا مائکروفون انکے سامنے تھا اور وہ مشرقی لب و لہجہ میں اسطرح باتیں کر رہے تھے کہ انکی

آواز عوام تک صاف طور سے پہنچ رہی تھی۔

کشمیر سے ہندوستانی اور پاکستانی فوجوں کی واپسی کے متعلق دیگر وزرائے اعظم کی پیش کردہ تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان نے بار بار یہی کہا کہ "میں نے انہیں تسلیم کیا اور انہوں نے انہیں مسترد کر دیا۔ در اصل مسٹر لیاقت علی خاں کا اس مسئلہ میں نہرو کو موردِ الزام قرار دینا صحیح تھا۔

مانچسٹر گارڈن کا بیان "پنڈت نہرو نے کشمیر میں استصواب رائے عامہ کے انعقاد اور وہاں سے فوجوں کی واپسی کے متعلق تجاویز کو تسلیم نہ کرنے کے سلسلہ میں جتنے بھی فلسفیانہ نکات پیش کئے تھے انمیں سے ایک بھی حق بجانب ثابت نہ ہو سکا۔"

لندن کے اخبار "**ڈیلی ٹیلیگراف**" نے اس سلسلہ میں تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کیا تھا کہ "جو واقعات بیان کئے گئے ہیں اگر انہیں مان لیا جائے تو کشمیر کے متعلق پنڈت نہرو کی ہٹ دھرمی ان کی اس آمادگی کے مقابلہ میں نہایت عجیب وغریب معلوم ہوتی ہے جو ایسے ایشیائی علاقوں میں مصالحت کے لئے ظاہر کی گئی جہاں ہندوستان کے براہ راست مفادات نہیں ہیں۔"

لندن کے یونائیٹڈ پریس نے "لیاقت علی پر نہرو کا اعتراض" کے عنوان سے ایک مضمون میں لکھا کہ نہرو نے لیاقت علیخاں پر آج یہ اعتراض کیا ہے کہ لیاقت علی خاں نے نہرو کے خلاف تنقید کرتے ہوئے وہ تمام باتیں ظاہر کر دی ہیں جو نجی گفت و شنید کے دوران میں ہوئی تھیں۔ نہرو نے یہ الزام لگایا ہے کہ لیاقت علی خاں نے "ایسی باتیں کہی ہیں جو نہ کہنا چاہیے تھیں" اور نہرو نے یہ بھی کہا ہے کہ "نجی گفت و شنید عام طور پر ظاہر نہیں کی جاتی" لیکن پنڈت نہرو پاکستانی لیڈر کے الزامات کی کوئی تردید نہ کر سکے"

ایشیاء کی دانشمندانہ آواز

قائد ملت کے سیاسی تدبر پر مہذب دنیا کا بے لاگ تبصرہ

فروری ۱۹۵۱ء میں لندن میں دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی جو کانفرنس ہوئی تھی اسمیں قائد ملت نے اپنے بیانات میں کہا تھا کہ "ایشیا کے عوام کا نظریاتی تنازعات سے کوئی تعلق نہیں اور ان کا اہم مسئلہ اقتصادی ہے" ان بیانات کی وجہ سے کناڈا کے باشندوں نے موصوف کو "ایشیاء کی دانشمندانہ آواز" کا لقب دیا ہے۔

"اوٹاوہ سیٹسزن" کے نامہ نگار مقیم لندن نے اپنے ایک مکتوب میں جو "وزیراعظم پاکستان کی سخت گفتگو" کے عنوان سے شائع ہوا لکھا تھا۔

آنریبل مسٹر لیاقت علی خاں وزیراعظم پاکستان کناڈا کی اس تقریب میں غیر متوقع طور پر شریک ہوئے جو کانفرنس کے دوران میں منعقد ہوئی تھی اسوقت انکے بیوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اور وہ اس ہل چل سے بے پروا نظر آتے تھے جو انکی موجودگی سے پیدا ہوئی تھی۔ ان کی آمد سے حاضرین کی نظریں تقریب کے خاص مہمان وزیراعظم سینٹ لارینٹ کے بجائے ان پر ٹھہرنے لگیں۔ آگے چل کر نامہ نگار نے لکھا "مسٹر لیاقت علی خاں نے کہا تھا کہ وہ دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں اسوقت تک نہیں شریک ہوں گے جب تک انہیں یہ یقین نہ دلایا جائے کہ کانفرنس میں کشمیر کے تنازعہ پر تبادلہ خیال کیا جائیگا۔ خواہ وہ غیر رسمی طور پر ہی کیوں نہ ہو۔ رواج اور دستور کے مطابق وزرائے اعظم ممبر ملکوں کے تنازعات کا فیصلہ کرنے میں ثالث نہیں بن سکتے۔ اگر مسٹر لیاقت علی خاں کی بات مان لی جائے تو ایک رواج ختم ہو جائے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اسے بخوبی واضح کر دیا تھا۔ اور مسٹر لیاقت علی خاں اس امر پر گفتگو کر رہے تھے تو انکے

چہرہ پر ایک طنز آمیز مسکراہٹ تھی۔ لیکن غالباً وہ اس سے زیادہ سخت تنبیہہ کر بھی نہ سکتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ "اپنے ارکان کے تنازعات حل کرنا دولت مشترکہ کا فرض ہے۔ ورنہ میں صاف کہتا ہوں کہ دولت مشترکہ زندہ نہ رہ سکے گی"۔ دولت مشترکہ کی ایک نوعمر مملکت کے وزیر اعظم کی زبان سے یہ گفتگو سخت تھی اور ان کی تقریر پر جو تحسین و آفرین ہوئی اسے پرجوش نہیں کہا جا سکتا۔

اس طرح مسٹر لیاقت علی خاں نے اپنے سامعین کو جن کی تعداد ۵۰۰ کے لگ بھگ ہوگی اور جن میں بہت سے کٹر قسم کے سرکار پرست شامل تھے بتایا کہ کسی زمانہ میں دولت مشترکہ کے اندر صرف برطانوی باشندے تھے لیکن اب اس میں چالیس کروڑ غیر برطانوی باشندے ہیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ دولت مشترکہ اپنے نظریہ میں تبدیلی کرے ایک ایسے ملک کے نمائندے کی تقریر پر جو اتنی طویل مدت سے اور کچھ عرصہ پہلے تک بھی حکومت پرست حلقہ میں شامل تھا۔ کچھ فوجی قسم کے لوگوں کی تیوریوں پر بل آئے۔

مسٹر لیاقت علی خاں نے مغربی ممالک کو متنبہ کیا ہے۔ کہ انہیں اس امر پر کہ امن عالم ایشیا میں امن قائم رہنے پر منحصر ہے پہلے سے زیادہ سنجیدگی سے توجہ دینا چاہئے مشرقی ممالک اب خیال کرنے لگے ہیں کہ ان کے مستقبل سے مغربی ممالک کو درحقیقت کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر اس خیال کو تقویت پہنچی تو ممکن ہے وہ یہ رائے قائم کریں کہ کوئی بھی صورت موجودہ صورت سے بہتر ہو سکتی ہے اگرچہ انہوں نے یہ بات صاف صاف نہیں کہی لیکن بظاہر اس سے ان کا مقصد کمیونزم سے تھا۔ مسٹر لیاقت علی خاں نے بتایا کہ ایشیا کے باشندے بھی نظریات اور نصب العین رکھتے ہیں لیکن خالی پیٹ ایک عرصہ تک محض نظریات سے نہیں بھرے جا سکتے۔ ترقی کے بغیر ایشیا میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ ترقی نہ ہوئی تو مشرقی ممالک کے باشندوں کے لئے جنگ اور امن دونوں کی ایک حیثیت ہوگی۔"

قائد ملت کی اس تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے نامہ نگار نے لکھا کہ یہ ایشیا کی ایک سمجھدار اور صائب الرائے

شخصیت کی تقریر تھی۔ اس تقریر میں چند باتیں ان لوگوں کے لئے برداشت کرنا مشکل تھیں جو برطانیہ کی قدیم سلطنت کو یاد کرتے ہیں۔ مسٹر لیاقت علی خاں جب تقریر ختم کرکے بیٹھے تو حاضرین نے اتنے جوش و خروش سے تالیاں نہیں بجائیں جتنی تقریر شروع کرنے سے پہلے بجائی تھیں۔ تاہم یہ مدلل باتیں برداشت کی گئیں کیونکہ ہر شخص جانتا تھا کہ انہیں برداشت کرنا ہی پڑے گا"

خان لیاقت علیخاں سچائی اور انصاف کے علمبردار تھے

دولت مشترکہ آسٹریلیا میں میجر جنرل سی ۔ اے ۔ او سبورن سی آئی ای نے قائد ملت کی وفات پر تعزیتی جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"دنیا خاں لیاقت علی خاں مرحوم کی خوبیوں کی معترف ہے۔ مرحوم نے جہاں اپنے ملک کے پیچیدہ اور دشوار مسائل کامیابی سے حل کئے۔ ایک اعلیٰ مدبر کی حیثیت سے انہوں بین الاقوامی امور میں دانشمندی اور خلوص کے ساتھ مفید مشورے بھی دیئے مرحوم قومی اور بین الاقوامی معاملات میں ایمانداری ۔ سچائی اور انصاف کے اصولوں پر صدق دل سے اعتقاد رکھتے

رکھتے

بندہ مومن ، مرد مجاہد ، صاحب حکمت ، قائد ملت



قائد اعظم اور قائد ملت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں (ایک نادر تاریخی تصویر)



(درمیانی قطار نشست بائیں جانب سے) قائد اعظم - صدر یار جنگ - ڈاکٹر ضیاءالدین
قائد ملت خاں لیاقت علی خاں

کردار کا مومن تھا وہ گفتار کا غازی

قائدِ ملّت کا کردار

افکار و گفتار کے آئینہ میں

(اہم تقاریر کا انتخاب)

یہ اتحاد و یقین محکم۔ بجنس تنظیم و فہم و حکمت
پئے درستیٔ ملک و ملت بروز شب بود کارفرما
شہید را زندگی دایم نہاں بصورت عیاں معنیٰ
سنِ وصالِ مہاجرِ دیں "شہیدِ ملت لیاقت ما"

۱۳۷۱ھ

(پروفیسر) سید نواب علی

ابتدا الا الٰہ الا اللہ

قرار دادِ پاکستان

قائدِ ملت کا تاریخی خطبۂ صدارت

لاہور میں قرار دادِ پاکستان کی منظوری کے بعد بلوچستان مسلم لیگ کے زیر اہتمام کوئٹہ میں سالانہ اجلاس کا انعقاد ہوا۔ اس اہم اجلاس کی صدارت کے لئے قائدِ اعظمؒ سے درخواست کی گئی جو بعض اہم مصروفیتوں کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے اور اپنی جگہ انہوں نے لیاقت علی خاں کو صدر تجویز کیا۔ یہ کانفرنس ۲۶، ۲۷، ۲۸، جولائی ۱۹۴۰ء کو کمپنی باغ کے وسیع میدان میں منعقد ہوئی تھی۔

یہ اہم ترین تاریخی خطبۂ صدارت ہدیۂ ناظرین ہے:-

" حضرات! میں آپ کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی اس اہم کانفرنس کی صدارت کی عزت بخشی۔ میں نے اس عظیم ذمہ داری کو اللہ کے بھروسے اور اس اعتماد پر قبول کرلیا کہ آپ اسے پورا کرنے میں میری مدد فرمائیں گے۔ مجھے بڑی مسرت ہے کہ آپ کے کرم سے مجھے اس دُور افتادہ اسلامی صوبے کو دیکھنے کا موقعہ مِل گیا۔ اور اس سے بھی زیادہ میری خوش نصیبی یہ ہے کہ مسلمانانِ بلوچستان کے باضابطہ نمائندوں سے ملاقات ہوگئی۔

حضرات! آپ کا صوبہ اپنے جائے وقوع کے اعتبار سے بہت اہم ہے اور اس کے باشندے ہندوستان کے دربان ہیں قدرت نے اسی موزونیت کے اعتبار سے انہیں شاندار جثّے اور قوے بھی دیئے ہیں۔ سب وجیہہ ہیں اور سب کے تیور سپاہیانہ ہیں۔ افسوس ہے کہ انگریزی حکومت نے جیسی ناانصافی اس صوبے کے ساتھ کی ہے۔ اس کی مثال ہندوستان میں کہیں نہیں ملتی۔ اور یہ ناانصافی صرف آپ ہی کے ساتھ نہیں بلکہ تمام ہندوستانی

مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ ہندوستان کے دوسرے صوبوں کو اصلاحات کی کئی قسطیں مل چکی ہیں مگر بلوچستان میں وہی دورِ جاہلیت کی مستبدانہ مطلق العنان اور فوجی حکومت قائم ہے۔ باشندگان بلوچستان کی تعلیم کا معقول انتظام ہے اور نہ ان کی اقتصادی خوشحالی کے لیے کوئی اہتمام ہے۔ سخت قوانین نافذ العمل ہیں اور سخت ترین حکام یہاں کے لیے منتخب کئے جاتے ہیں۔ یہ کیسا اندھیر ہے کہ باشندگان بلوچستان کو اپنے وطن کے انتظامی امور میں قطعی دخل دینے کی اجازت نہیں ہے، جب بلوچستان کے لئے ہندوستان کے دوسرے صوبوں کی طرح اختیار اور آئین کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو یہ عذر کیا جاتا ہے کہ بلوچستان کے لوگ جاہل ہیں۔ اور صوبہ کی آبادی صرف ایک لاکھ چھتیس ہزار ہے لہذا وہ اپنی حکومت کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہیں۔ غور کیا جائے تو باشندگان بلوچستان کی جہالت کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ اس نے ان کی تعلیم کا انتظام کیوں نہیں کیا؟ یہ بھی غلط ہے کہ بلوچستان کی آبادی صرف ایک لاکھ چھتیس ہزار ہے۔ جیسا کہ حکومت

کہتی ہے۔ بلوچستان کی اصل آبادی بارہ لاکھ سے زائد ہے۔ برٹش بلوچستان پورا بلوچستان نہیں ہے۔ بلکہ ریاست قلات۔ قبائلی علاقے ایجنسی کا علاقہ اور برٹش بلوچستان سب مل کر بلوچستان ہے۔ حکومت کی یہ پُرفریب تقسیم صوبہ بلوچستان کو اس کے حق سے محروم نہیں کرسکتی جو ہندوستان کے دوسرے صوبوں کو پہلے ہی سے مل چکا ہے۔ میں حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ بلوچستان کو وہی آئینی مرتبہ دے جو دوسرے صوبوں کو حاصل ہے اور آئندہ بلوچستان کو ہر اس ترقی کا مستحق سمجھے جو بقیہ ہندوستان کے لئے منظور ہو۔ باشندگان بلوچستان کی تعلیم کا فوراً انتظام کیا جائے اور سرکاری ملازمتوں میں تناسب آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں کو آسامیاں دی جائیں۔ بلوچستان میں مسلمانوں کی آبادی ۹۹ فیصدی ہے اور سرکاری ملازمتوں میں ان کے تناسب کی اوسط مشکل سے ۴۵ فیصدی ہے۔ مگر اس میں بھی بڑے بڑے عہدے صرف غیرمسلموں کو دیئے جاتے ہیں اور یہ عمل سخت قابل شکایت ہے۔ مسلمانان بلوچستان کو چاہیئے کہ مسلم لیگ کے ماتحت پوری تنظیم کے ساتھ اپنے مطالبات اور دعاوی

حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ تمام ہندوستان کے مسلمان آپ کے موئید ہیں اور انشاء اللہ آپ کامیاب ہونگے۔

مسلمانوں کی پالیسی کی تدریجی ترقی

حضرات! آل انڈیا مسلم لیگ خاصی پرانی جماعت ہے جس نے ہمیشہ مسلمانوں کی خدمت کی۔ مگر اس وسیع مفہوم میں اور ان ہمہ گیر طاقتوں کے ساتھ جنہوں نے ہندوستان کی سیاست کا رخ بدل دیا ہے اور ایسے زبردست حریف کے مقابلہ میں جیسی کہ کانگریس ہے۔ یہ اکتوبر ۱۹۳۷ء میں منظر عام پر آئی۔ لکھنؤ کا اجلاس اس نئے دور کا آغاز ہے۔ مگر یہ بات قابل غور ہے کہ یہ عظیم انقلاب ۱۹۳۷ء میں کیوں ہوا۔

یہ کوئی بہت پرانی داستان نہیں ہے کہ ہندوستان پر مسلمان بادشاہوں کی حکومت تھی اور مسلسل سات سو برس رہی۔ ہم میں کمزوریاں پیدا ہوئیں۔ وہ صلاحیتیں چھن گئیں جو حکومت کے لئے ضروری ہیں۔ یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء میں ہماری عظمت و جلال کا چراغ گل ہو گیا اور اہل برطانیہ کامل طور پر ہندوستان کے حاکم ہو گئے

یہ ضرب ایسی سخت تھی کہ اس نے ہمارے حواس مختل کر دیئے ہمیں یہ بالکل نظر نہیں آتا تھا کہ ہم کہاں ہیں۔ اور زمانہ کس رخ پر چل رہا ہے۔

نئی حکومت اور اس کی بدگمانی

دوسری طرف نئی حکومت ہمیں بدگمانی کی نظر سے دیکھ رہی تھی۔ اور ایک طاقت سمجھ کر ہمیں مٹانے کے درپے تھی۔ وہ اپنی تائید کے لئے نئی قوتوں کو فروغ دے رہی تھی۔ ہر انقلاب کے بعد یہی ہوتا ہے۔ ہر نیا حاکم پچھلے حاکموں کے اثرات کو زائل کرتا ہے ان کے حاکمانہ غرور کو توڑتا ہے اور ان ہی کو ان کے مقابلہ پر لاتا ہے جو پہلے ان کے زیردست تھے۔ اس نئی برطانوی حکومت نے ملازمت اور مالیات و اقتصادیات کے متعلق جتنے قوانین بنائے وہ سب ہندوؤں کے لئے مفید تھے۔ ساہوکاری کو بالکل آزاد کر دیا گیا۔ سود پر کوئی قید اور تعیین نہ رکھا۔ سرکاری ملازمت کے لئے انگریزی تعلیم لازمی کر دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کی تمام دولت اور جائداد ساہوکاروں کے قبضہ میں چلی گئی۔

اور سرکاری ملازمتوں سے مسلمان محروم ہو گئے۔ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے انگریزی تعلیم حاصل کرنے میں کیوں دیر کی؟ یہ قومی غیرت کی وجہ سے ہوا۔ مسلمانوں کو اپنی تعلیم اور زبان ترک کر کے اغیار کی زبان اور تعلیم اختیار کرنے سے عار تھا۔ مصر ٹیونس، الجزائر غرض جہاں بھی مسلمان مغلوب ہوئے۔ اس معاملہ میں ان کا طرز عمل یہی رہا ہے۔ مگر وہاں وہ اس لئے کامیاب ہو گئے کہ مقابلہ میں کوئی ایسی کثیر التعداد قوم نہ تھی۔ جو بے باکی سے حاکموں کی زبان اور تعلیم اختیار کر لیتی۔ ہندوستان میں ہندو موجود تھے۔ انہوں نے بلا پس و پیش انگریزی تعلیم قبول کر لی۔ اور سرکاری دفاتر کے لئے کلرک پیش کرنے شروع کر دیئے۔ اس طرح مسلمانوں کی مفید پالیسی جو ہر جگہ کامیاب رہی تھی۔ ہندوستان میں ناکام ہو گئی۔ اور اس سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا۔ مجبوراً مسلمانوں نے بھی انگریزی تعلیم اختیار کی۔ مگر دیر میں۔ اور وہ ہندوؤں سے پچاس برس پیچھے چلے گئے۔

ہندوؤں کی پیشقدمی

ہندوؤں نے اس دوران میں انگریزی ادب اور فنون میں کمالات حاصل کئے۔ مغرب کے سیاسی اصولوں کو اور حکومت کے نظاموں کو سمجھا۔ اور وہی مغربی امنگیں اور تمنائیں اپنے دلوں میں پیدا کیں۔ انگریزوں نے ان تمناؤں اور امنگوں کو فروغ دیا۔ کیونکہ یہ ہندوستان میں انگریزی سلطنت کی بقا کے لئے مفید تھا۔ چنانچہ آپ کو معلوم ہے کہ کانگرس خود انگریزوں کے اشارے سے وجود میں آئی اور اس کا بانی بھی ایک انگریز ہی تھا۔ ہندوؤں کی طرف سے اختیارات میں توسیع کے مطالبات شروع ہو گئے اور انگریزوں کی طرف سے ابتدائی عطیات ملنے لگے۔ اب امتداد زمانہ سے اس انقلاب کی ضرب کے اثرات کم ہونے لگے تھے۔ جس سے مسلمانوں کا دماغ ماؤف تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ ہر طرف سے محرومی ہے، ہر محاذ پر پسپائی ہے۔ زمین پیروں تلے سے نکلی جا رہی ہے۔ حکومت انگریزوں نے چھینی تھی۔ اور ہندوستان کے باشندوں کی حیثیت سے ان کے پاس جو کچھ رہ گیا

تھا۔ اس پر ہموطن ہندو انگریزوں کی مدد سے قابض ہوتے جا رہے ہیں۔ لہذا انہوں نے بھی اپنے لئے پلیٹ فارم قائم کیا۔ جس کا مقصد صرف اس قدر تھا کہ ہندوستان کو جو اختیارات اور مراعات ملیں۔ ان میں مسلمانوں کا بھی واجبی حصّہ ہو۔

مگر ہندو اپنے نشان منزل کو صاف دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اپنی انجمن کا نام "انڈین نیشنل کانگرس" رکھا۔ اور اس پلیٹ فارم سے تمام کام "انڈین نیشن" کے نام سے کرنے شروع کر دیئے مجلس واضعان قانون اور ان میں ہندوستانیوں کی زیادہ سے زیادہ نیابت کانگرس کا مطالبہ قرار پایا۔ منٹو مارلے اسکیم نافذ ہوئی۔ مانٹیگو چیمسفورڈ سکیم نافذ ہوئی۔ مسلمان ہر منزل پر اپنے حقوق اور مفاد کا تحفظ کرنے کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ اور کسی حد تک اس میں انہیں کامیابی بھی ہوتی رہی، مگر ہمیشہ اس حیثیت سے گویا وہ بھی ایک اقلیت ہیں۔ جو ہندوؤں کے ہاتھوں میں اپنے حقوق و مفاد کو محفوظ نہیں سمجھتی۔

مانٹیگو چیمسفورڈ سکیم کے نفاذ کے کچھ عرصہ بعد نئی قسط اصلاحات

کے لئے ہندوستان میں آہستہ آہستہ تحریک شروع ہوئی ۔ ۱۹۲۷ء سے اس میں جوش اور گرمی پیدا ہوئی ۔ اس سلسلہ میں ہندوستان کے باہر اور ہندوستان کے اندر کیا کیا ہوا میں اس کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا ۔ مختصر یہ ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے نفاذ تک مسلمانوں کو تحفظات پر اعتماد رہا ۔ اور یہ کچھ خود فراموشی کی ہی حالت میں بغیر سوچے اور غور کئے قومیت اور جمہوریت ۔ کے جھوٹے تصوّر کی روشنی میں ہندوستان کی سیاست کو دیکھتے رہے جو برطانویوں نے معلوم نہیں حماقت سے یا شرارت سے ہندوستان میں پیدا کیا اور جس کو ہندوؤں نے یقیناً خود غرضی اور شرارت سے فروغ دیا ۔ لیکن ہندوستان میں ایک مسلمان تھا ۔ جو اس گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کو نفاذ سے قبل بدگمانی کی نظر سے دیکھ رہا تھا اور جس نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے پہلے ہی اجلاس میں فیڈریشن کی سخت مخالفت کی تھی ہمیں نہیں معلوم کہ اس نے یہ سب کچھ پہلے ہی اپنی سیاسی بصیرت سے دیکھ لیا تھا جو بعد میں پیش آیا اور آرہا ہے یا

واقعات کے گزرنے کے ساتھ اس پر حقیقتیں منکشف ہوئیں۔ وہ بات اسی وقت کہنے کا عادی ہے جب اس کے کہنے کی ضرورت ہو۔ آپ سمجھ گئے ہونگے یہ قائد اعظم محمد علی جناح ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی نظر ان تمام نتائج وعواقب پر تھی۔ جو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے نفاذ سے ہندوستان میں ظاہر ہوئے۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ اور کانگرس

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت جب انتخابات ہونے کا وقت آیا تو کانگرس اس فکر میں تھی کہ الیکشن مشترکہ پارٹیوں کی بنا پر لڑے جائیں۔ مگر مسٹر جناح نے اس اصول کی بنا پر کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے حلقہ ہائے انتخابات مخلوط نہیں بلکہ جُداگانہ ہیں۔ یہ مناسب سمجھا کہ مسلمان آل انڈیا مسلم لیگ کے ماتحت اپنی پارٹی علیحدہ قائم کریں۔ آپ نے پارلیمنٹری بورڈ کی تنظیم کی اور مسلم لیگ کے ماتحت الیکشن لڑے۔ اس کے گوناگوں فوائد بعد میں مسلمانوں نے دیکھ لئے کہ انہوں نے مسلمانوں کو عظیم خطرے سے بچا لیا ہے۔ ان پر مصائب آئے مگر بچا سے

مٹنے کے ہندوستان میں ان کا قومی وجود قائم ہوگیا۔ ان کے ذہن میں اپنا قومی تشخّص مستحکم ہوگیا اور وہ قومیت اور جمہوریت کے ان غلط تصورات کی بھول بھلیوں سے نجات پاگئے جن میں وہ نصف صدی سے مبتلا تھے۔ اس پہلے قدم سے ہم سمجھتے ہیں کہ مسٹر جناح کو نشانِ منزل اسی وقت نظر آرہا تھا۔ جب تمام ہندوستان کے مسلمان اختلاف کے باوجود وہائٹ ہال اور کانگرس کے سحر سے مبہوت تھے۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء ہندوستان میں نافذ ہوا۔ وزارتیں قائم ہونے کا وقت آیا۔ اسی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت جداگانہ انتخابی حلقوں سے ہندو اور مسلمان منتخب ہو کر آئے ابتدا میں کانگرس نے عہدے قبول کرنے سے انکار کیا اور قلیل التعداد پارٹیوں کی وزارتیں قائم ہوئیں جو صرف چار مہینے رہی تھیں کہ کانگرس ایک معیّن پروگرام کے ماتحت وزارتیں قبول کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ اس نے پہلا کام یہ کیا کہ وزارتیں قائم کرنے میں مسلم لیگ پارٹیوں کے ساتھ تعاون کرنے سے

انکار کر دیا اور آئین کی اس ضرورت کو کہ اس میں مسلمان بھی ہوں اس طرح پورا کیا کہ ان چند مسلمانوں کو جو اپنے قومی مقاصد کو نظر انداز کر کے ہمیشہ کانگریس کے مطیع اور فرمانبردار رہے اور جنہیں مجالس واضعان قانون کے اندر یا باہر قطعی مسلمانوں کا اعتماد حاصل نہ تھا۔ وزارتوں میں مسلمانوں کی نیابت کے لئے پسند کر لیا۔ یہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی اس اسپرٹ کی پہلی خلاف ورزی تھی جس کے تحت مسلمانوں کا یہ حق تسلیم کیا گیا تھا کہ وہ جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب سے منتخب ہو کر آئیں۔

اس کے بعد وزارتوں کا عمل شروع ہوا۔ ان وزارتوں کا عمل نہیں بلکہ وردھا کے مرتب کئے ہوئے اس پروگرام کا عمل جس کی تعمیل پر یہ وزارتیں مامور تھیں۔ نہ آزادی سے سروکار تھا نہ جمہوریت سے۔ اس اعتبار سے یہ وزارتیں سخت رجعت پسند ثابت ہوئیں اس پروگرام کے تحت ان سب کے عمل کا رُخ صرف اس طرف تھا کہ مسلمانوں کو نامسلمان بنایا جائے، کلچر، تمدن اور دین و دنیا کے متعلق ان کے یہ تمام تصورات

جن سے ان کا جذبۂ ملی حرارت وحیات اخذ کرتا ہے۔ فنا کر دیا جائے
ان کے ذہنی اور روحانی قتل کے لئے وردھا کی تعلیمی اسکیم تیار
ہوئی۔ ان کا سیاسی زور توڑنے کے لئے ایک خاص نوعیت
کی پنچایتیں تجویز ہوئیں۔ انتظامی امور میں حکام ضلع کے لئے یہ
لازمی قرار دیا گیا کہ وہ مقامی کانگرس کمیٹیوں کے مشورے کے مطابق
عمل کریں۔ اور اپنے طرز عمل سے ہندو پبلک کے دل میں یہ غرور
پیدا کر دیا کہ یہ ہندو راج ہے۔ اور اب مسلمان ان کی رعایا ہیں
ہندوؤں نے ہر جگہ مسلمانوں پر سختیاں کیں۔ عمالِ حکومت نے
ہندوؤں کی طرفداریاں کیں۔ ہر زبردستی اور ناانصافی میں کانگرسی
حکومتیں ان کی تائید میں رہیں۔ مسلمانوں کی سول لبرٹی اور
معاشرت کی آزادیاں اس طرح پامال ہوئیں کہ انکی نظیریں روسی اور
رومی جابروں کی تاریخ کے علاوہ اور کہیں مشکل سے ملیں گی۔

مسلمانوں کی سیاسی بیداری

مسلمانوں نے سنجیدگی سے غور کیا کہ وہ ان حالات میں
کیونکر مبتلا ہوگئے۔ تمام غلطیاں اور غلط فہمیاں ایک ایک کرکے

ان کے سامنے آگئیں کہ جمہوری اور پارلیمنٹری نقطۂ نظر سے وہ تصورات ہی غلط ہیں جن پر ہندوستان کے آئین کی بنیاد رکھی گئی ہے اور "منٹو مارلے" سے لے کر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء تک جو تین منزلیں تعمیر ہو چکی ہیں یہ سب غلط ہیں۔ ہندوستان ایک ملک نہیں ایک چھوٹا بر اعظم ہے۔ ہندو اور مسلمان ایک قوم نہیں بلکہ مختلف قومیں ہیں۔ مسلمانوں کی رائے اور سیاسی تصوّر میں یہ انقلاب ۱۹۳۷ء میں کیوں ہوّا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ سرکاری بلاک گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ" میں منسوخ کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان توازن قائم تھا اور مسلمانوں کے ووٹ لینے کے لئے ان کی مدارات کرنے کی ضرورت ہندوؤں کو رہی نہ انگریزوں کو۔ ہندوؤں کو اپنی اکثریت کے زور پر حکومت کرنے کا پورا موقعہ ملا۔ اور مسلمانوں کی خلاف وہ اپنے مذہبی و قومی تعصبات کو چھپا نہ سکے وہ آئینی تحفظات جن پر مسلمانوں کو بڑا اعتماد تھا۔ ان کے حقوق و مفاد کی حفاظت کے لئے بالکل بے کار ثابت ہوئے اور یہ پچاس برس کا قائم

کیا ہوا طلسم اس عملی تجربے سے ٹوٹ گیا۔

انکشافِ حقیقت کے بعد

ہمیں کیا ہو گیا تھا۔ ہمیں تعجب ہے۔ ہم تمام ہندوستانیوں کے لئے انگریزوں اور ہندوؤں کو لفظ قوم بولتے ہوئے سنتے رہے اور کچھ نہ بولے۔ ہندوؤں نے ہمارے سامنے اکثریت کا دعوے کیا۔ پچاس برس وہ اس سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ ہم نے اقلیت کی حیثیت منظور کر لی اور اقلیت کی حیثیت سے اپنے حقوق و مفاد کے تحفظ کا مطالبہ کرتے رہے۔

مغرب کی اصطلاح میں قوم کسے کہتے ہیں اور یورپ کے فلسفیوں نے قوم کی کیا تعریف کی ہے۔ مجھے اس سے بحث نہیں قدرت نے انسان کو ذہن رسا دیا ہے اور وہ اپنی ضرورت اور اغراض کے مطابق اصطلاحیں بھی گھڑ سکتا ہے، اور تعریفیں بھی۔ مگر ساری دنیا کو کیا ضرورت ہے کہ ان کی پابند ہو۔ یورپ کے اس قومی تصور کی حقیقت بس اتنی ہے کہ انہوں نے براعظم میں انسانوں کے مختلف گروہوں میں جو وجوہ اختلاف دیکھے انہیں کی بنا پر

حدبندیاں کردیں۔ ہر گروہ کو ایک قوم کہا۔ اور ان اقوام میں افراد کے درمیان جو اسباب یگانگت تھے ان کو قوم کی تعریف قرار دے دیا۔ یہ تمام وجوہ اختلافات اور اتفاق مادّی ہیں۔ سرزمینوں اور منڈیوں پر ان اقوام کا حریفانہ دعوےٰ ہے اور انہیں کی وجہ سے یورپ میں ہمیشہ فتنہ و فساد رہتا ہے۔ ایک عظیم ترین فتنہ جو اس وقت بھی بپا ہے۔ اور جس کی تباہ کاریوں سے آپ سب واقف ہیں۔ اس کے مقابلہ میں وہ اسلامی نقطہ نظر ملاحظہ فرمائیے جو انسانوں نے نہیں بلکہ اللہ نے معیّن کیا ہے۔ تمام مادّی حدود کو مسمار کر کے انسانوں کے درمیان یگانگت اور اتّحاد کے لئے بالکل ذہنی، اخلاقی اور روحانی اسباب مہیّا کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی توحید، رسالت، مساوات، اخوت اور ایسی تہذیب جو عالمگیر ہو سکتی ہے اور وہ سب لوگ جو اِن تصوّرات اور عقائد کو مانیں ایک ملّت ہیں۔ خواہ وہ یورپ میں رہتے ہوں، ایشیا میں رہتے ہوں یا افریقہ اور امریکہ میں۔ قومیت کے یورپین تصوّر کا رُخ انسانوں کے باہمی اختلافات

کو مستحکم اور مستقل کرنے کی طرف ہے اور اسلام ان کو مٹانے کی طرف!
اسلام اسی کیطرف رہنمائی کر رہا ہے۔ جس کی طرف یورپ والے مصیبت کے وقت تمنا کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ مقصد خود غرضانہ تمناؤں سے نہیں نیکی۔ پاکی اور خدا پرستی سے حاصل ہوتا ہے۔

پاکستان کی وضاحت

ان اہم حقیقتوں کے عرفان کے بعد مسلم لیگ نے یہ مطالبہ کیا کہ ہندوستان کے آئندہ دستور کے پورے مسئلہ پر از سرِ نو نظر ثانی کی جائے اور گورنمنٹ آف انڈیا کی تمام اسکیم اور اس کے تصوّر کو منسوخ قرار دیکر اس نے یہ اعلان کیا کہ ہندوستان کے لئے برطانوی طرز کی یہ پارلیمنٹری حکومت موزوں نہیں ہے۔ جس سے مسلمانوں اور دوسری قلیل التعداد ہندوستانی اقوام پر ہندو مذہب کے لوگوں کی مستقل اکثریت کا استبداد قائم ہوتا ہے۔ اور بالآخر لاہور کے سالانہ اجلاس میں اس نے وہ اسکیم پیش کر دی جو ہندوستان کے اس شاندار مستقبل کی ضامن ہوسکتی ہے۔

اسکیم یہ ہے کہ ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک حصہ وہ ہو جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ اور وہ اپنی تمناؤں

کے مطابق اپنا مستقبل تعمیر کریں۔ اپنے کلچر۔ تہذیب اور تمدّن کو فروغ دیں۔ سیاست، اقتصادیات اور تمام ملکی امور میں اسلام کے منصفانہ اور روادارانہ نظریوں کو عملی صورت دیں جو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے بہترین ہیں اور اس طرح اپنے ان وطنی علاقوں کو بقیہ ہندوستان کی رہنمائی اور ہدایت کا مستقل مرکز بنا دیں۔ اپنی اکثریت کے ان آزاد اور خود مختار علاقوں میں مسلمان اس کا مظاہرہ کرینگے کہ غیر مذہب کی اقلیتوں کے ساتھ وہ کیونکر حسن سلوک کرتے ہیں۔

پاکستان کی مخالفت

مخالفین اس اسکیم پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔ ان میں یہ اعتراض نہایت ہی شرارت انگیز ہے کہ ہندو اکثریت کے علاقوں میں مسلمان اقلیت اس وجہ سے نہایت کس مپرسی کی حالت میں ہو گی کہ وہ ہندو اکثریت کی فیڈریشن کے ماتحت ہو گی۔ یہ اعتراض نہایت لغو ہے۔ معترض تو یہ چاہتے ہیں کہ سارے ہندوستان کے مسلمان ایک فیڈریشن کے ماتحت رہیں اور ایک فیڈریشن میں تمام علاقوں کے مسلمان مل کر بھی اقلیت ہی رہتے ہیں۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا یہ بہتر نہیں کہ اگر تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو حکومت اور اقتدار حاصل نہیں ہو سکتا تو نو کروڑ میں سے چھ کروڑ ہی کے لئے حاصل ہو جائے اور بقیہ اڑھائی کروڑ کی حفاظت اس اقتدار اور قوت کے زور سے کی جائے جو شمال مغرب اور مشرق کے مسلمانوں کو حاصل ہو۔

ایک اعتراض یہ ہے کہ ہندوستان کو مسلم اور ہندو آزاد علاقوں میں تقسیم کرنے سے ان میں ہمیشہ جنگ رہے گی اور ہندوستان ایشیا کا بلقان بن جائے گا۔

اس اعتراض سے صرف ہندوؤں کی بدنیتی کا پتہ چلتا ہے۔ انہیں شاید اپنے آپ پر بھروسہ نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو ہندوستان کے دو علاقوں میں صاحب حکومت اور آزاد دیکھنا گوارا کر سکیں گے جو فتنہ ہندوؤں کی بدنیتی سے پیدا ہو۔ اس کے امکان کو روکنے کے لئے مسلمان دائمی محکومیت پر قناعت کیوں کر لیں۔

کامیاب تدبیر

حضرات! ہندوستان کو کتنی ہی آزاد حکومتوں میں تقسیم کر دیجئے

حسن سلوک اور اتحاد کی راہیں کبھی بند نہیں ہوتیں۔ البتہ یہ ہم کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنی گردنیں ہندوؤں کے ہاتھ میں دے دیں اور اپنے مستقبل کو ان کے رحم پر چھوڑ دیں۔ اگر کانگرس اپنے تمام تعصبات اور ہندوستان پر ہندوراج قائم کرنے کی ہوس ترک کر کے اور محض ہندوستان اور ہندوستانیوں کی فلاح کو ملحوظ رکھ کر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ ہندوستان کے اختلافات کے دائمی اور مستقل تصفیہ کی اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں جو مسلم لیگ نے اپنے لاہور کے ریزولیوشن میں پیش کی اور جس تدبیر سے ہندوستانی اقوام کے باہمی اختلافات مٹیں وہی ہندوستان کی بھی آخری اور کامیاب تدبیر ہے۔

گرچہ ہے میری جستجو دیر و حرم کی نقشبند
میری فغاں سے رستخیز کعبہ و سومنات میں

(اقبال)

یقین محکم۔ عمل پیہم۔ محبت فاتحِ عالم

تعمیرِ ملت

اور

استقلالِ پاکستان

کیلئے

قائدِ ملت

کا

تدبر، فکر و عمل

(۱۱ ستمبر سنہ ۱۹۴۸ء سے ۱۱ ستمبر سنہ ۱۹۵۱ء تک کی تقریروں کے انتخابات)



و د [illegible] ا[illegible]ل ([illegible]شمیر) میں - آزادئی کشمیر کیلئے جد و جہد



قائد ملت پشاور دارالعلوم کے افتتاح پر تقریر فرما رہے ہیں



مارچ ۱۹۵۱ - قائد ملت ڈھاکہ میں - اسی
مقام پر ۱۹۰٦ء میں مسلم لیگ کی بنیاد پڑی



قائد ملت کا برادران سرحد سے خطاب

غم زدہ ملّت کے نام

۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو حضرت قائدِ اعظمؒ کے جنازے سے واپس آکر شام کے وقت قائدِ ملّت نے غم زدہ ملّت کو خطاب فرمایا۔

میرے مغموم بھائیو اور بہنو

ہماری ملّت کے رہبر ہماری مملکت کے سردار اور پاکستان کے معمار آج ہم سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ ہمارے محترم اور محبوب قائدِ اعظم ملّتِ اسلامیہ کو داغِ مفارقت دے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
اس وقت ہم سب کو محترمہ فاطمہ جناح اور قائدِ اعظم کے تمام عزیز و اقارب سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم ان کے غم میں شریک ہیں۔ بالخصوص محترمہ

فاطمہ جناح ہے جنہوں نے اپنی زندگی کو قائدِ اعظم کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ خدائے تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ کہ اسوقت جب کہ پاکستان بلکہ دنیا کے مسلمانوں کو قائدِ اعظم کی رہبری اور دانش کی اشد ضرورت تھی وہ ہم سے علیٰحدہ ہو جائیں۔

قدرتی بات ہے کہ یہ صدمہ ہم پر انتہائی غم طاری کر دے لیکن رنج والم کی اس گھڑی میں مَیں ہر پاکستانی سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس دلی درد سے متاثر ہو کر اپنے اوپر مایوسی کو مسلط نہ ہونے دے۔ بلکہ اپنے دل کو مضبوط اور اپنے ارادے کو مستحکم کر کے اپنی زندگی کو پاکستان کی خدمت کے لئے وقف کر دے۔

مجھے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ تاریخ قائدِ اعظم کا شمار دنیا کی عظیم ترین ہستیوں میں کرے گی۔ دنیا میں کم آدمیوں کو یہ نصیب ہوا ہے کہ وہ ایک عظیم الشان کام کو ہاتھ میں لیں اور اپنی ہمت عزم اور دانش سے اس کو اپنی زندگی ہی میں پروان چڑھتے دیکھیں۔ قائدِ اعظم نے نہ صرف پاکستان کا نصب العین مسلمانوں کے سامنے پیش کیا بلکہ اس کے لئے جدوجہد کر کے دنیا میں سب سے بڑی اسلامی ریاست

قائم کر دی۔

قائدِ اعظم ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے۔ جو دنیا میں کبھی کبھی پیدا ہوتی ہیں۔ اپنی تمام سیاسی زندگی میں انہیں ملّتِ اسلامیہ کی بہبودی منظور تھی اور وہ اسی کے لئے کوشاں رہے۔

قائدِ اعظم کی رہنمائی سے پہلے بھی مسلمان اپنی خامیوں سے خوب واقف تھے۔ اور وہ یہ بھی چاہتے تھے۔ کہ جس انحطاط کو وہ پہنچ چکے ہیں اس سے نکل کر ترقی کی منزل پر گامزن ہوں۔ لیکن وہ واضح طور پر نہیں جانتے تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے جتنی جد و جہد اور جو قربانیاں کیں وہ بااثر ثابت تو ہوئیں۔ لیکن اس حد تک نہیں کہ وہ اپنے مقصد کو پالیں۔

قائدِ اعظم نے اپنی جہاں بین اور دور رس نظروں سے دیکھ لیا۔ کہ جب تک قوم کے سامنے منزلِ مقصود واضح طور پر نہ رکھ دی جائے اور جب تک انہیں مرکز پر ایک ہی پرچم کے نیچے جمع نہ کیا جائے۔ کسی چیز کے حصول کی امید بے کار ہے۔

قائدِ اعظم اس عظیم الشان کام کو سرانجام دینے کے لئے کئی

خداداد قوتیں رکھتے تھے۔ اوّل تو ان میں ایک ایسا تخیل تھا اور سیاست پر ایک ایسا عبور تھا۔ جو باریک بین ہونے کے باوجود گزشتہ اور آئندہ پر ایک ہی جست میں حاوی ہو جاتا تھا۔ مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لینے کے بعد انہیں اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ہماری منزل مقصود کونسی ہے۔ اور ہمارا نصب العین کیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ان کو خدائے تعالیٰ نے ایک ایسا آہنیں عزم عطا کیا تھا جو کسی مشکل یا کسی رکاوٹ کی پروانہ کرتے ہوئے انہیں اور قوم کو آگے لئے چلا جاتا تھا۔ اور اپنے ارادے پہ ایسی مستقل مزاجی سے قائم رہتے تھے۔ جو ہر مسلمان کے دل میں جوش و عقیدت کے جذبات کو ابھارتا تھا۔ اُن کی قیادت میں ہر شخص یہ محسوس کرتا تھا۔ کہ کوئی مشکل ایسی نہیں جس پہ ہماری ملّت قابو نہ پا سکے گی۔

اس فہم اور سیاست، اس عزم اور ارادے کے ساتھ ساتھ قائدِ اعظم میں یہ خوبی بھی تھی کہ وہ دن رات کام کر سکتے تھے اور کوئی فروعی چیز اُن کی توجہ کو منتقل نہیں کر سکتی تھی۔ قائدِ اعظم نے جس اولوالعزمی سے آخر دم تک دن رات ملّت کے لئے کام کیا ہے۔ وہ ملّت اسلامیہ

کے لئے ہمیشہ ایک مثال کا کام دے گی۔ اور ہر فرد کے لئے مشعلِ ہدایت بنے گی۔

قائدِ اعظم کی ذات کے یہی کمالات تھے۔ جنہوں نے ملّتِ اسلامیہ میں زندگی کی ایک نئی روح پھونک دی۔ اور ہر مرد۔ عورت اور بچّے کے دل میں پاکستان کے حصول کے لئے ایک گہرا جوش پیدا کر دیا۔ اِس جوش سے متاثر ہو کر مسلمانوں نے ایسی قربانیاں کیں جن کی مثال تاریخ میں کم ملتی ہے اور پاکستان کو حاصل کیا۔

اب جب کہ قائدِ اعظم ہم میں نہیں ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس راستے پر اسی صراط المستقیم پر چلیں جو وہ ہمیں دکھا گئے ہیں۔ تاکہ ایک دن ہم اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ سکیں۔ جو لوگ ہمّت اور اولوالعزمی سے کام لیتے ہیں۔ خدا کی مدد ہمیشہ اُن کے شاملِ حال رہتی ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ جس عظیم الشان عمارت کی بنیاد قائدِ اعظم نے اخوّت۔ برابری اور آزادی کے اسلامی اصولوں پر رکھی ہے۔ اس کو ہم آسمان تک لے جائیں۔ نہ صرف پاکستان قائم کرنے میں ہمیں بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بلکہ اس کے قیام کے بعد بھی ایک کے بعد دوسری

مصیبت کا مقابلہ کرنا پڑا۔ آج نہ صرف پاکستان ہی کے مسلمانوں کو مصائب سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ بلکہ تمام عالم کے مسلمان مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں؛ اس وقت ہمیں قائدِ اعظم کی رہبری کی بہت ضرورت تھی۔ اس وقت ضرورت تھی کہ اُن کی فراست ان کا تجربہ اور ان کا عزم قدم قدم پر ہمارے ساتھ ہوتا۔

لیکن اس صدمے سے ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں وہی کرنا چاہیئے جو قائدِ اعظم کرنا چاہتے تھے۔ یعنی پاکستان کی حفاظت اور ترقی کے لئے دن رات کی کوشش اور محنت آج ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنے تمام تفرقے مٹا کر ایک ہوجائیں۔ اور اپنی جانیں پاکستان کے استحکام کے لئے وقف کردیں۔

میں نے اور حکومت کے دوسرے وزرا نے آج پھر اپنی زندگیوں کو پاکستان کی خدمت کے لئے وقف کردیا ہے۔ اور ہم خدا تعالےٰ کے سامنے یہ وعدہ کرتے ہیں۔ کہ ہم ہمت اور عزم کے ساتھ اس اہم کام کے بعد اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا۔

قوم کو قائدِ اعظم کی وفات سے جو صدمہ پہنچا ہے۔ اور جو رنج

سب پر طاری ہے۔ اس کا میں خوب اندازہ کر سکتا ہوں۔ لیکن خود مجھے جو صدمہ ہوا ہے۔ اور جس کرب میں مَیں مبتلا ہوں اس کا پورا اندازہ شاید کوئی اور نہیں کر سکتا۔ پچھلے بارہ سال سے جب سے مسلم لیگ کا نیا دور شروع ہوا۔ مجھے قائدِاعظم کے رفیقِ کار ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس عرصے میں ہمیں نشیب و فراز سے گزرنا پڑا اور کئی طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس رفاقت کے عرصے میں جو التفات وہ مجھ سے برتتے تھے۔ اور جس اعتماد کا ہمیشہ اظہار کرتے تھے۔ اس کی یاد میری زندگی کا بہترین سرمایہ ہے۔ قائدِاعظم کی وفات سے میں اپنی زندگی میں ایک بہت بڑی کمی کا احساس کرتا ہوں۔ لیکن اس فانی دنیا میں بقا صرف اللہ کی ذات کو ہے۔ اور ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم اللہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔

ہر پاکستانی کا فرض ہے کہ وہ تمام فروعی اور غیر ضروری چیزیں جو اس کو سیدھے راستے سے بھٹکا سکتی ہیں یا جو اس کی توجہ اور انہماک کو ہٹا سکتی ہیں۔ نظر انداز کر دے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے بدخواہ یہ کہہ سکیں کہ ہم اس قابل نہ تھے کہ قائدِاعظم ہمارے لئے اتنی قربانیاں کرتے۔

اپنے محبوب اور محترم قائدِاعظم کے لئے اپنی عقیدت اور محبت

کے اظہار کا اِس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ ہم اس نصب العین کو ایک لمحے کے لئے بھی نظر انداز نہ کریں جو قائداعظم نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اور پاکستان کو ایسی شاندار مملکت بنائیں جیسی کہ وہ چاہتے تھے۔

قائداعظم کی شخصیت ہمارے قومی استقلال کا بہترین مظہر تھی۔ اور اس قومی استقلال کے زیر اثر جو تعمیری کام حکومت پاکستان یا پاکستان کے افراد کریں گے۔ وہ قوم کی طرف سے ہمارے محبوب رہنما کی یادگار ہوگا۔

ہم میں سے ہر ایک کو یہ جان لینا چاہیئے کہ آج ہماری ملت پر امتحان کا وقت ہے۔ اور یہ بھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہ امتحان نہایت کڑا ہے۔ اس امتحان میں ہم اسی حالت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی جان و مال سے دریغ نہ کرتے ہوئے پاکستان کے تحفظ کے لئے اپنی انتہائی کوشش کرے۔ ہم اس امتحان میں ناکام نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ ناکامی کے نتائج بہت ہولناک ہوں گے۔ اس کے علاوہ ہماری کامیابی تمام اسلامی دنیا کے لئے بھی اشد ضروری ہے۔

اپنی غمزدہ ملت کے نام میرا یہی پیغام ہے اور میں سب سے پھر یہی درخواست کرتا ہوں کہ وہ مایوسی کو اپنے اوپر مسلط نہ ہونے

دیں۔ اور اپنی کوشش کو دگنا کر کے ایک عظیم الشان اور شاندار پاکستان کے اس خواب کو جو قائداعظمؒ نے دیکھا ہے۔ حقیقت میں بدل دیں۔

"قائدِ اعظم زندہ باد۔ پاکستان پائندہ باد"

قائداعظمؒ کا آخری پیغام

بھائیو اور عزیزو۔

مجھے امید ہے کہ آپ ہر موقعہ پر ہم آہنگ ہو کر اسلام کی قابلِ فخر تاریخ اور اسلام کی شاندار روایات کو تازہ رکھیں گے۔ قدرت نے آپ کے ملک کو جو قدرتی وسائل دیئے ہیں۔ اگر آپ نے ان قدرتی وسائل سے کام لیا۔ تو آپ کا ملک مالا مال ہو جائیگا۔

قدرت نے آپ کو ہر چیز عطا کی ہے آپ کو غیر محدود ذرائع بخشے ہیں۔ آپکی سلطنت کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اب اس کی تعمیر کا انحصار آپ پر ہے۔ جو کچھ بن پڑے۔ عزم۔ خلوص۔ ایثار۔ جرات۔ نظم و ضبط اور اتحاد و تعاون سے کئے جایئے۔ میں آپ کی کامرانی کے لئے خدائے عزوجل کی بارگاہ میں عجز و نیاز سے دست بدعا رہوں گا۔

پاکستان زندہ باد

قائدِ اعظمؒ کی وفات کے دسویں دن قائدِ ملّت نے قوم کو ہمت استقلال اور عزم کا پیغام دیا۔

مِلّت کے محبوب قائدِ اعظم کو سپردِ خاک کئے آج دس روز ہو گئے ہیں۔ ان کا جسم ہر فانی انسان کی طرح ختم ہو گیا ہے۔ لیکن ان کا پیغام اور وہ کام جس کے لئے انہوں نے اپنی جان قربان کر دی باقی ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ملّت کو تیار کریں اور وہ اس پیغام کو سامنے رکھ کر اس اہم کام کو خوبی سے انجام تک پہنچائیں۔

ہمارے دشمن چاروں طرف سے ہمیں دیکھ رہے ہیں اور یہ امید کر رہے ہیں کہ ہم شاید اپنے راستہ سے بھٹک جائیں۔ وہ

ہر طرح سے ہمارے لئے دقتیں اور دشواریاں پیدا کر رہے ہیں۔ ہمارے دشمنوں نے ہماری ملت کو چیلنج دیا ہے کہ اب قائداعظم کے بعد پاکستان کا شیرازہ بکھر جائے گا اور پاکستان کے لوگ اس کے وجود کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔ کیونکہ پاکستان کا وجود صرف قائداعظم سے تھا۔ بعض غیر ملکوں کے اخباروں نے بھی یہی کہا ہے۔

میں پاکستان کے ان بدخواہوں کے چیلنج کو قبول کرتا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میری قوم میں جان ہے اور وہ پاکستان کی حفاظت اور بقا کے لئے اپنی جان لڑا دے گی۔ میں خوب جانتا ہوں کہ بعض لوگ پریشان ہیں اور ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہیں کہ اب کیا ہوگا۔ وہ اپنے ذہن میں پاکستان کے قیام کا انحصار قائداعظم کی وفات سے وابستہ سمجھتے تھے۔ لیکن کسی قوم کی بقا ایک شخصیت پر نہیں ہو سکتی۔ ایک قومی رہنما کو کامیابی ہی اس لئے ہوتی ہے کہ قوم میں سیدھے راستہ پر چلنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور اس کا شعور رکھتی ہے کہ جو کچھ اس کے رہنما اسے بتاتے رہے ہیں اس کو پرکھ سکے۔ اگر ہماری قوم میں یہ صلاحیت نہ ہوتی تو قائدِاعظم پاکستان کو وجود میں لانے میں کامیاب نہ ہوتے۔ یہ جانتے ہوئے میں

ذرّہ بھر بھی پریشان نہیں ہوں۔ اور مجھے ہر طرح سے اعتماد ہے کہ ہم سب مشکلات، پر پا بو پائیں گے۔

ہمارے دشمن یہ توقع کر رہے تھے کہ قائداعظم کی وفات پر پاکستان میں افراتفری مچ جائے گی۔ اور اس کا نظام درہم برہم ہوجائے گا آپ سب نے دیکھ لیا کہ ایسا نہیں ہوا۔ آپ سب نے دیکھ لیا ہے کہ اس کے برعکس لوگوں میں اعتماد اور ذمہ داری کا احساس پہلے سے بھی زیادہ ہوگیا ہے۔ یہاں تک ہوا کہ وہ لوگ جو حکومت کے نقاد تھے اور اس سے اختلاف رائے رکھتے تھے وہ بھی میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے اپنی خدمات ملک کے لئے پیش کی ہیں۔ انہیں اس کا احساس ہوگیا ہے کہ اس نازک وقت پر کسی اختلاف کی گنجائش نہیں۔ اسوقت ملک کو اتحاد کی ضرورت ہے تاکہ ہم طاقتور بن سکیں۔

آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ پاکستان کے باشندوں نے ان دس دنوں میں جس متانت صبر اور بُردباری کا ثبوت دیا ہے اس سے دنیا کے باقی ملکوں میں قوم کا وقار بہت بلند ہوگیا ہے اور بین الاقوامی معاملات کے جانچنے والے اس سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔

میں خوب جانتا ہوں کہ قومی غدّاروں اور ہمارے دشمنوں کے ایجنٹوں اور جاسوسوں نے مختلف قسم کی افواہیں پھیلا کر پاکستانیوں کے خیالات کو پراگندہ ان کے ارادوں کو متزلزل اور ان کی ہمت کو پست کرنا چاہا ہے۔ انہوں نے یہ کوشش کی ہے کہ لوگوں میں تشویش۔ ہراس۔ اور ناامیدی پھیلے اور وہ اپنی حکومت اور اپنے لیڈروں کی طرف سے بدظن ہو جائیں۔ یہ ایک پرانا حربہ ہے جو دشمن نازک موقعوں پر استعمال کیا کرتے ہیں۔ پاکستان کے لوگوں کو ان افواہوں پر ہرگز کان نہیں دھرنے چاہئیں۔

ہر پاکستانی کا فرض ہے کہ وہ ان افواہوں کو روکنے کی کوشش کرے اور یہ کام پولیس پر ہی نہ چھوڑ دے۔ بلکہ خود پولیس کا کام کرے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ کسی شخص کو ایسی افواہیں پھیلاتا دیکھیں تو اس کو فوراً حکومت کے عمّال کے پاس لے جائیں تاکہ یہ تحقیق ہو سکے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ کہاں تک سچ ہے۔

حیدرآباد کے واقعات سے پاکستان کے باشندوں کے جذبات جس طرح مجروح ہوئے ہیں میں اس سے واقف ہوں اور ضروری معلوم ہوتا ہے

کہ میں اس کے متعلق حکومت پاکستان کی پوزیشن واضح کر دوں۔ کیونکہ لوگوں میں اس کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ یکم جون کو قائداعظم کی طرف سے ایک بیان شائع کیا گیا تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ حیدرآباد کی مجلس اتحاد المسلمین کے تین نمائندوں نے کوئٹہ میں قائداعظم سے ملنے کی کوشش کی تھی لیکن قائداعظم نے ان سے ملنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ اسی بیان میں قائداعظم نے کہا تھا کہ ہندوستان کو نہیں چاہیئے کہ حیدرآباد کے الحاق کے لئے جبرہ دستی سے کام لے یا انہیں ڈرا دھمکا کر اپنا مقصد حاصل کرے۔ کیونکہ ایسا رویہ عدل و انصاف اور ہر اخلاقی قانون کے خلاف ہے۔ قائداعظم نے یہ بھی کہا تھا کہ نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کو بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو حیدرآباد سے ہمدردی ہے۔ بیان کے آخر میں انہوں نے کہا تھا کہ حیدرآباد کو حق ہونا چاہیئے کہ وہ بغیر کسی دباؤ کے پوری آزادی کے ساتھ اپنی قسمت کا فیصلہ آپ کرے۔ حکومت پاکستان کی بھی یہی پالیسی رہی ہے۔ حیدرآباد میں لاکھوں مسلمان بستے ہیں۔ اور ہم چاہتے تھے کہ اُن پر دباؤ نہ ڈالا جائے۔ اور ان کو کوئی دکھ نہ پہنچے۔ ہم ہمیشہ سے اس بات میں یقین رکھتے ہیں کہ بین الاقوامی مسائل کا حل

آشتی، صلح اور انصاف کے اصولوں پر ڈھونڈنا چاہیئے نہ کہ جنگی طاقت کے بل پر۔ دنیا کے اکثر ملکوں کے اخباروں اور ان سیاست دانوں کو جو دنیا میں امن چاہتے ہیں ہماری رائے سے اتفاق ہے اور وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ کہ ہندوستان کو حیدر آباد پر چڑھائی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔

ہماری خواہش کبھی نہیں ہوئی کہ معاملات کو زیادہ پیچیدہ بنایا جائے اور زیادہ خطرناک صورت اختیار کرنے دیا جائے۔ ہماری خواہش یہ تھی کہ ہندوستان اور حیدر آباد کا تصفیہ جنگ کی صورت میں نہ ہو۔ اس چیز کے لئے ہم برابر کوشاں رہے۔

اس چیز کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے پنڈت نہرو سے اپیل کی تھی کہ وہ حیدر آباد کے خلاف اپنی فوجی طاقت استعمال نہ کریں بلکہ پُر امن طریقہ سے سمجھوتا کریں۔

ہم نے دوسرے ممالک کی توجہ بھی پوری قوت کے ساتھ اس طرف دلائی تھی۔ دنیا کے ہر ملک کے لیڈروں نے اکثر یہ کہا ہے کہ ان کی رائے میں امن قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی ملک کو یہ اختیار نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ باہمی اختلاف کا فیصلہ بزورِ شمشیر کرے اور کمزور ملکوں کی

آزادی کو ختم کر دے۔ باوجود ہماری ان کوششوں کے ہندوستان نے جو طریقہ اختیار کیا وہ دنیا پر ظاہر ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ کوئی انصاف پسند ملک اس کو پسندیدہ خیال نہیں کر سکتا۔

میں حیدر آباد کے متعلق اس سے زیادہ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ ابھی تک یہ مسئلہ سکیورٹی کونسل کے سامنے ہے۔ مجھے یقین ہے سکیورٹی کونسل اس معاملہ کو اس پہلو سے دیکھے گی کہ دنیا میں اس وقت تک کبھی امن نہیں رہ سکتا۔ جب تک بڑے ملکوں کو اس کی اجازت ہو کہ وہ اپنے کمزور ہمسایہ ملکوں پر چڑھائی کر کے ان کی آزادی سلب کریں۔ اور اپنی من مانی کریں۔

میں اس سے خوب واقف ہوں کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خطرہ ہے کہ شاید ہماری آزادی پر کسی طرف سے حملہ ہو۔ میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں یہ بتاؤں کہ پاکستان کے تحفظ کے لئے ہم نے اب تک کیا بندوبست کیا ہے اور اس وقت کیا کر رہے ہیں۔ میں آپ کو صرف یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے یوم آزادی کی تقریر میں کہا تھا کہ میں قوم اور ملک کو فاقہ کرتا ہوا دیکھوں گا مگر ان کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہیں ہونے دوں گا۔ میں یہی الفاظ پھر دہراتا ہوں۔ میں قوم کو یہ بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری بری، بحری اور ہوائی

افواج اعلےٰ درجہ کی ہیں۔ اور اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ نہ صرف مجھے بلکہ تمام پاکستان کو ان کی ہمت، عزم اور جذبہ پر فخر ہے۔ میں دوبارہ یہ دہرانا چاہتا ہوں کہ پاکستان پر حملہ کی صورت میں ۔خواہ کسی طرف سے ہو۔ میں، میرے رفقار اور پاکستان کا ہر فرد پاکستان کی ایک ایک انچ زمین کی خاطر اپنے لہو کا آخری قطرہ بہا دے گا۔

مجھے قائدِ اعظم کے یہ الفاظ اچھی طرح یاد ہیں کہ پاکستان کی حفاظت کیلئے اگر کبھی جنگ ہو تو اس میں کسی حالت میں ہتھیار نہ ڈالنا خواہ دشمن کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو اپنی زندگی کے آخری دم تک اس سے لڑائی کو جاری رکھنا۔ میں جب تک اس عہدہ پر فائز ہوں جس پر مجھے قوم نے مقرر کیا ہے۔ میں ان الفاظ کو نہیں بھول سکتا اور میں ان پر عمل کروں گا مجھے یقین ہے کہ ساری قوم قائدِ اعظم کی اس وصیت پر عمل پیرا ہو گی۔

میں نے اپنے گزشتہ براڈکاسٹ میں کہا تھا کہ میں نے اور میرے رفیقوں نے اپنی زندگیوں کو پاکستان کے لئے وقف کر دیا ہے تاکہ ہم اس کام کو سر انجام دے سکیں جو قائدِ اعظم نے شروع کیا تھا وہ الفاظ ایک فوری مغموم جذبہ کے تحت نہیں کہے گئے تھے بلکہ سوچ سمجھ کر اور ٹھنڈے دل سے کہے

گئے تھے۔

میں نے قائدِ اعظم کی بارہ برس کی رفاقت میں چند چیزیں سیکھی ہیں جن کو میں بہت اہمیت دیتا ہوں۔ اول یہ کہ اپنی زبان سے کبھی وہ بات نہ کہو جس پر تم پوری طرح عمل پیرا ہونیکے لئے تیار نہ ہو۔ دوسرے کبھی اپنے ذاتی تعلقات یا ذاتی رجحانات کو قوم کے مفاد کے سلسلے میں دخل انداز نہ ہونے دو، بلکہ جو چیز پاکستان کے لئے اور قوم کے لئے تم بہتر سمجھتے ہو۔ اس پر ثابت قدمی سے عمل کرو اور اس بات کی پروا نہ کرو کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ تم راستی پر ہو تو دشمن سے خواہ وہ کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو ہرگز مرعوب نہ ہو۔

اس وقت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ ان اصولوں پر عمل کروں گا مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ شبہ نہیں کہ میری قوم میرا ساتھ نہ دیگی۔

میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ پاکستان کے دفاع، پاکستان کے تحفظ اور حفاظت کے لئے میں ہر ممکن کوشش کر رہا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ پاکستان ختم ہوگیا تو عالم اسلامی کی بقا بھی خطرے میں پڑ جائیگی۔

آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس وقت پاکستان میں آپکی حکومت

اور آپ دو مختلف چیزیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہی مشین کے دو پرزے ہیں اگر ایک پرزہ کام نہ کرے یا دوسرے سے تعاون نہ کرے تو مشین چل نہیں سکتی۔ اس لئے جہاں حکومت پاکستان کی حفاظت کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ حکومت کے ساتھ ایک زبان ایک دل اور ایک جان ہو کر کوشش کریں۔ یاد رکھئے کہ کسی ملک کی حفاظت صرف فوجوں سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس یقین اور خود اعتمادی سے جو اس کے باشندوں کے دلوں میں ہوتی ہے اور اس ہمت اور قربانی سے جس سے وہ کام کرتے ہیں۔ اگر پاکستان کا ہر باشندہ یہ تصفیہ اور تہیہ کر لے کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت کیلئے اپنی جان اور اپنا مال قربان کر دیگا تو دنیا کی کوئی بڑی طاقت بھی آپ کی آزادی کو سلب نہیں کر سکتی اس وقت ہر پاکستانی کو اس جذبہ سے کام کرنا چاہیئے اور میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اسی جذبہ سے اپنی حکومت کی مدد کریں۔

میں نے پاکستان کے قیام پر فوراً ہی پاکستان نیشنل گارڈ شروع کر دیا تھا کیونکہ ہر چھوٹے بڑے پاکستانی کی یہ آرزو تھی کہ وہ پاکستان کو مضبوط بنانے اور اس کی حفاظت کرنے میں حصہ لے سکے۔ پاکستان نیشنل گارڈ اس لئے بنایا گیا تھا کہ ضرورت کے وقت وہ فوج کا ہاتھ بٹا سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ زیادہ سے

زیادہ تعداد میں ہمارے ملک کے بہترین لوگ پاکستان کی حفاظت اور بقا کے لئے اس میں شریک ہوں۔ اس کے علاوہ بھی دفاع کے لئے حکومت کی جو اسکیمیں ہیں، مثلاً سول ڈیفنس وغیرہ اس میں حکومت کی پوری مدد کریں۔

آپ کا فرض ہے کہ جب تک آپ کو اپنی حکومت پر اعتماد ہے آپ حکومت کے حکم کی بلا چون وچرا تعمیل کریں اور اس راستہ سے ادھر اُدھر نہ ہوں جس پر آپ چل رہے ہیں خواہ آپ کو گمراہ کرنے کے لئے کیسی ہی افواہیں اور جھوٹی خبریں اڑائی جائیں۔ قائداعظم کے یہ الفاظ جو وہ اکثر کہتے تھے ہمیشہ یاد رکھیں یقین محکم اتحاد اور تنظیم، انہیں چیزوں سے پاکستان قائم ہوا اور انہیں سے پاکستان قائم رہے گا۔

اب میں اپنے سرکاری افسروں اور ملازمین سے مخاطب ہونا چاہتا ہوں میں اور میری حکومت شکر گزار ہے کہ آپ میں سے زیادہ تر لوگوں نے نیک نیتی اور ایمانداری سے پاکستان کی خدمت کی ہے اور اسے مضبوط بنانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ لیکن میں غلط بیانی کروں گا اگر میں یہ نہ کہوں کہ ہمارے افسران اور ملازمین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو پاکستان کے قیام کو صرف اپنا ذریعہ ترقی اور بہبودی سمجھتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں

کہ پاکستان بنا ہی ان کے ذاتی فائدے کے لئے ہے۔ ان میں سے بعض نے اپنے ایمان اور دیانت داری کو بالائے طاق رکھ دیا اور خوب اپنے ہاتھ رنگے۔ گویا وہ سمجھتے ہیں کہ لاکھوں مسلمانوں نے صرف ان کے ذاتی فائدے کے لئے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔

ان لوگوں سے جو پاکستان کی خدمت سچّے دل سے اور صحیح معنوں میں کر رہے ہیں میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی کوششوں کو دوگنا چوگنا کر دیں اور اپنے آرام و آسائش کو بھول جائیں۔ میں ان کو جو پاکستان کو محض ایک ذریعۂ ترقی سمجھتے ہیں آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اپنی زندگی کو پاکستان اور محض پاکستان کے لئے وقف نہ کر دیں گے تو ان کو یقین رکھنا چاہئے کہ پاکستان میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوگی۔

ایک جمہوری ملک کے لئے خاص طور پر ضروری ہے کہ اس کے عمّال ایثار اور ایمانداری سے کام کریں کیونکہ سرکاری ملازمین ہی ایک ایسا مستقل ذریعہ ہیں جن سے حکومت اپنی پالیسی پر کامیابی سے عمل کر سکتی ہے۔ اگر ایک ملک کا نظام یعنی ایڈمنسٹریشن اچھا نہ ہو تو وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا اور کبھی اپنے نصب العین کو نہیں پہنچ سکتا۔ سرکاری ملازمین کو جان لینا

چاہیئے کہ وہ قوم کے خادم ہیں اور حکومت اور قوم ان کو صرف اسی حیثیت میں قبول کر سکتی ہے، ان کو بھول جانا چاہیئے کہ وہ قوم کے حاکم اور افسر ہیں۔ ان کو صرف قوم کی خدمت کا خیال کرنا چاہیئے۔

اگر پاکستان کے لوگ ہمت، استقلال اور عزم سے کام لیں اور حکومت کے ملازمین پوری تندہی اور دیانت داری سے کام کریں تو ہمیں کسی چیز کا خطرہ نہیں۔ لیکن وہ لوگ جن کے دل کمزور ہیں اور جن کی ہمتیں پست ہیں۔ اور جو بغیر وجہ کے بھی ڈر رہے ہیں ان کے لئے پاکستان میں یا اس کی حکومت میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور جتنی جلدی وہ یہ جان لیں ان کے لئے بھی بہتر ہو اور پاکستان کے لئے بھی۔

وزیر اعظم ہندوستان نے حال ہی میں ایک براڈ کاسٹ میں یہ کہا ہے کہ وہ پاکستان سے امن کا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں اور پاکستان کے باشندوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے دلوں میں ہندوستان کی نیت کے متعلق کوئی شبہ نہ رکھیں۔ میں وزیر اعظم ہندوستان، ان کی حکومت اور ہندوستان کے باشندوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان صلح اور آشتی چاہتا ہے۔ جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے ہماری یہی پالیسی رہی ہے۔ ہم دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے

ہیں۔ ہم دنیا کے ہر ملک سے دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ خاص طور پر ہندوستان جس کے ساتھ ہمارا بڑا قریبی رشتہ ہے۔ میں ہر طرح سے ہندوستان کے باشندوں اور حکومت کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم ہندوستان سے اپنے تعلقات خوشگوار رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجائی جا سکتی۔ اگر ہندوستان کے وزیرِ اعظم واقعی وہ چاہتے ہیں جو انہوں نے اپنے براڈ کاسٹ میں کہا ہے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان کا دستِ دوستی، صلح، امن و انصاف ہر وقت کشادہ ہے۔

آخر میں میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے آپ سے یہ سوال کیجئے کہ کیا آپ اس وراثت کے لائق ہیں جو قائد اعظم آپ کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ اگر آپ کے دل میں پاکستان کے لئے درد ہے اور آپ عزم آہنی رکھتے ہیں تو واقعی اس وراثت کے حق دار ہیں اور ایک شاندار مستقبل کے بھی۔ پاکستان کا مستقبل آپ کا اپنا مستقبل آپ کے بچوں کی آئندہ زندگی اور

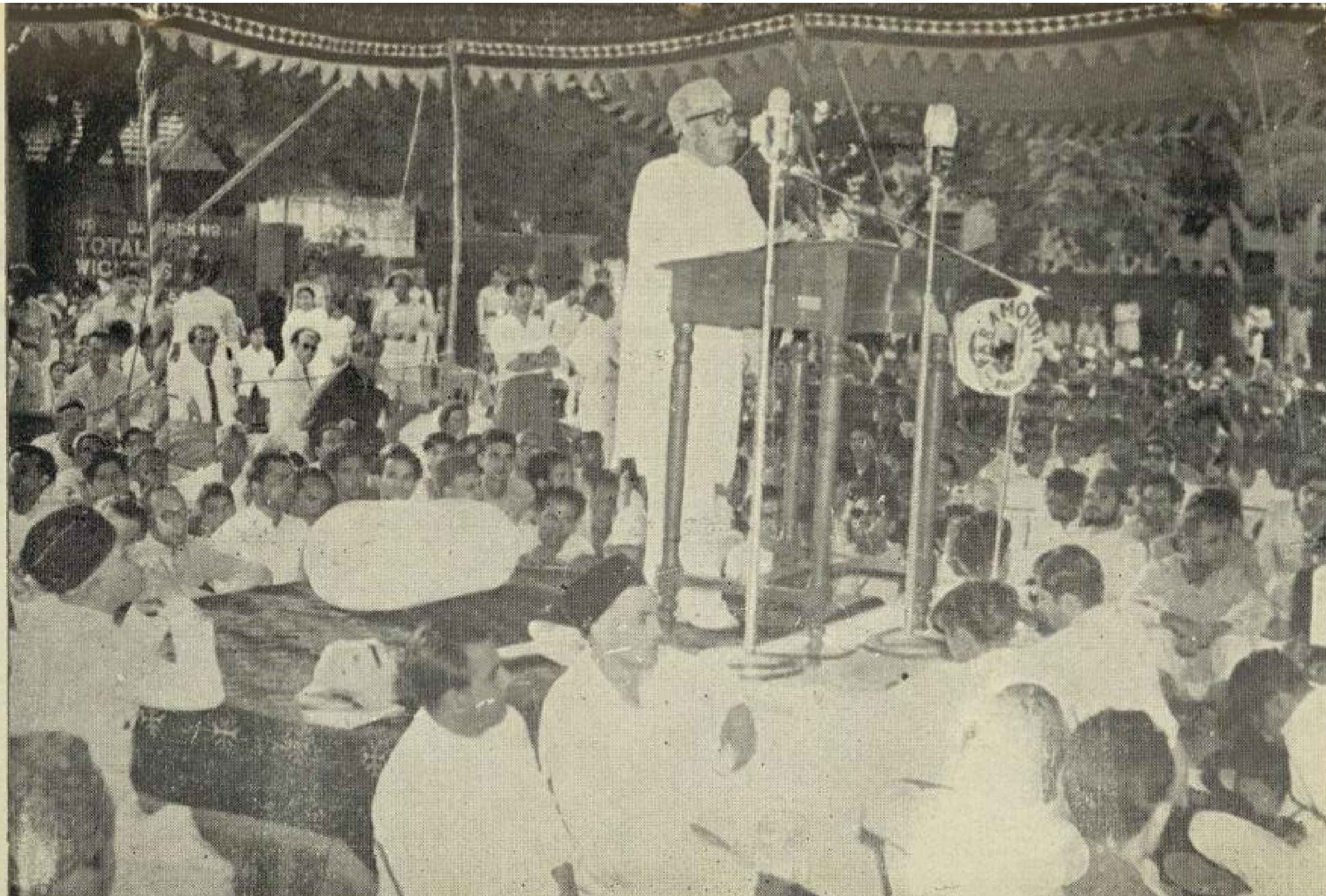
آپ کی تہذیب کی بقا یہ سب کچھ آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ آپ اپنا فرض اس خوبی سے انجام دینگے جو آئندہ نسلوں کے لئے ایک یادگار ہوگی۔

ہر پاکستانی کو یہ تہیہ کر لینا چاہئے کہ پاکستان کو قائم رکھنے کے لئے وہ اپنی جان اور اپنا مال قربان کر دے گا۔ پاکستان قائم ہو چکا ہے۔ اور قائم رہے گا۔

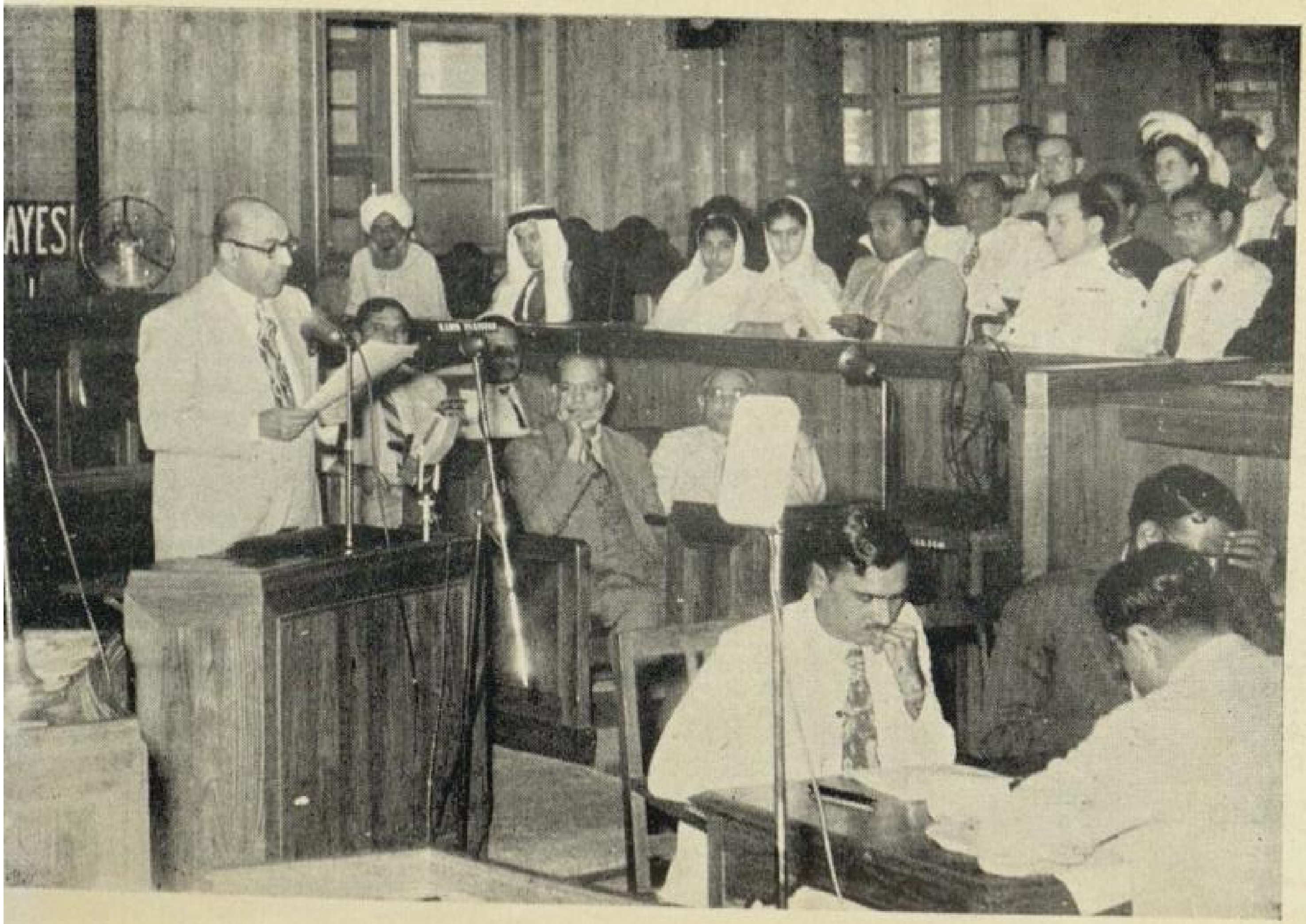
پاکستان زندہ باد

قائدِ اعظمؒ نے فرمایا۔

"ہمارا کلمہ ایک رسول ایک قرآن ایک خدا پھر کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ ہم ایک ہو کر اپنے ملک کے استحکام اور مذہب کی اشاعت اور ملّت کی خوشحالی اور سربلندی کے لئے کام نہ کریں۔ اگر آپ نے مکمل اتحاد و تعاون اور صحیح اسلامی جوش و خروش سے کام کیا۔ تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں۔ کہ خدائے دو جہاں کے فضل و کرم سے پاکستان جلد ہی دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہونے لگے گا۔



قائد ملت ارالسلطنت کراچی میں ملت کو خطاب فرما رہے ہیں



مجلس آئین ساز
پاکستان میں قائد
ملت ''قرار داد
مقاصد،، پر تقریر
فرما رہے ہیں

قرارِدادِ مقاصد

قائدِ ملت جناب لیاقت علی خاں نے قرار داد مقاصد پیش کرتے ہوئے ۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو مندرجہ ذیل تقریر فرمائی!

صدرِ محترم۔ جناب والا میں حسب ذیل قرار داد مقاصد پیش کرتا ہوں یہ قرار داد مقاصد اِن خاص اصولوں پر مشتمل ہے، جن پر پاکستان کا دستور اساسی مبنی ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیر حاکم مطلق ہے اور اسی نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقررکردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے نیابتاً عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے۔

لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستورساز فیصلہ کرتی ہے۔

کہ آزاد و خود مختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے۔

جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق و اختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے۔

جس میں اصول جمہوریت و حریت و مساوات و رواداری اور عدل عمرانی کو جسطرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔

جس کی رو سے اس امر کا قرار واقعی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہبوں پر عقیدہ رکھ سکیں اور اُن پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافتوں کو ترقی دے سکیں۔

جس کی رو سے وہ علاقے جو اب پاکستان میں داخل یا شامل ہو گئے ہیں اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل یا شامل ہو جائیں ایک وفاقیہ بنائیں۔ جس کے ارکان مقرر کردہ حدود اربعہ متعینہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں۔

جس کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت کی جائے اور ان حقوق میں قانون و اخلاق عامہ کے ماتحت مساوات حیثیت و مواقع۔ قانون کی نظر میں برابری، عمرانی، اقتصادی، اور سیاسی، عدل، خیال، اظہار عقیدہ دین، عبادت اور ارتباط کی آزادی شامل ہوں۔

جس کی رو سے اقلیتوں اور پس ماندہ و پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا قرار واقعی انتظام کیا جائے۔

جس کی رو سے نظام عدل کی آزادی کامل طور پر محفوظ ہو۔

جس کی رو سے وفاقیہ کے علاقوں کی حیانت اسکی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن میں اس بر و بحر اور فضا پر سیادت کے حقوق شامل ہیں۔ تحفظ کیا جائے۔

تاکہ اہل پاکستان فلاح و خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں۔ اقوام عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں اور امن عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی ترقی و بہبود میں کماحقہ، اضافہ کر سکیں۔"

جناب والا میں اس موقعہ کو ملک کی زندگی میں بہت اہم سمجھتا ہوں باعتبار اہمیت نہ صرف حصول آزادی ہی اس سے بلند تر ہے۔ کیونکہ

حصول آزادی سے ہی ہمیں اس بات کا موقع ملا کہ ہم ایک مملکت کی تعمیر اور اس کے نظام سیاست کی تشکیل اپنے نصب العین کے مطابق کر سکیں میں ایوان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بابائے ملت قائد اعظم نے اس مسئلہ کے متعلق اپنے جذبات کا متعدد موقعوں پر اظہار کیا تھا اور قوم نے ان خیالات کی تائید غیر مبہم الفاظ میں کی تھی۔ پاکستان اس سے قائم کیا گیا کہ اس برِ صغیر کے مسلمان اپنی زندگی کی تعمیر اسلامی تعلیمات و روایات کے مطابق کرنی چاہتے تھے۔ اس لئے کہ وہ دنیا پر عملاً واضح کر دینا چاہتے تھے کہ آج حیات انسانی کو جو طرح طرح کی بیماریاں لگ گئی ہیں ان سب کے لیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے۔ ساری دنیا تسلیم کرتی ہے کہ ان برائیوں کا اصلی سبب یہ ہے کہ انسان اپنی مادی ترقی کے ساتھ قدم نہ بڑھا سکا اور انسانی دماغ نے سائنسی ایجادات کی شکل میں جو جن اپنے اوپر مستولی کر لیا ہے، اب اس سے نہ صرف انسانی معاشرہ کے سارے نظام اور اس کے مادی ماحول کی تباہی کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ بلکہ اس مسکن خاکی کے بھی تباہ ہونے کا اندیشہ ہے جس پر انسان آباد ہے۔ یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ اگر انسان نے زندگی کی روحانی قدروں کو نظر انداز نہ کیا ہوتا

اور اگر خدا کی نسبت اس کا اعتقاد کمزور نہ ہو گیا ہوتا تو اس سائنسی ترقی سے خود اس کی ہستی ہرگز خطرہ میں نہ پڑتی۔ محض وجود باری کا احساس انسانیت کو تباہی سے بچا سکتا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ انسان کو جو قوتیں حاصل ہیں۔ ان سب کو ایسے اخلاقی معیاروں کے مطابق استعمال کرنا لازمی ہے جو وحی سے فیضیاب ہونیوالے ان معلّموں نے معیّن کر دیئے ہیں جنہیں ہم مختلف مذاہب کے جلیل القدر پیغمبر سمجھتے ہیں۔ ہم پاکستانی ہوتے ہوئے اس بات پر شرمندہ نہیں ہیں کہ ہماری غالب اکثریت مسلمان ہے۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ ہم اپنے ایمان اور نصب العین پر قائم رہ کر ہی دنیا کے فوز و فلاح میں حقیقی اضافہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جناب والا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس قرارداد کی تمہید میں صاف اور صریح الفاظ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ تمام اختیار و اقتدار کا ذات الٰہی کے تابع ہونا لازم ہے۔ یہ بالکل درست ہے کہ یہ نظریہ مغربی حکیم میکیاولی کے خیالات کے بالکل برعکس ہے۔ جس کا تصور مملکت یہ ہے کہ اس کے نظام حکومت میں روحانی اور اخلاقی قدروں کو مطلق دخل نہیں ہونا چاہیئے اس لئے شاید اس بات کا خیال بھی رواج کے کسی قدر خلاف ہی سمجھا جاتا ہے کہ مملکت کو خیر کا آلہ ہونا چاہیئے نہ کہ شر کا۔ لیکن ہم پاکستانیوں میں

اتنی جرأت ایمان ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمام اقتدار اسلام کے قائم کردہ معیاروں کے مطابق استعمال کیا جائے تاکہ اس کا غلط استعمال نہ ہو سکے۔ اقتدار تمام تر ایک مقدس امانت ہے جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہمیں اسلئے تفویض ہوا ہے کہ ہم اسے نوع انسان کی خدمت کے لیئے استعمال کریں اور یہ امانت ظلم و تشدد اور خودغرضی کا آلہ نہ بن جائے۔ بہتر صورت میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس سے ہرگز ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ ہم حکمرانوں اور بادشاہوں کے ظل الٰہی ہونے کے فرسودہ نظریہ کو پھر سے زندہ کریں۔ کیونکہ جذبہ اسلامی کے تحت تمہید قرارداد میں اس حقیقت کو کُلی طور پہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ خدا نے اختیارات سوا جمہور کے کسی اور کو تفویض نہیں کیئے۔ اور اس کا فیصلہ خود جمہور ہی کو کرنا ہو گا کہ یہ اقتدار کن لوگوں کے ذریعہ استعمال کیا جائے گا۔

اسی لئے قرارداد میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ مملکت تمام حقوق و اختیارات کو عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ کام میں لائے گی۔

یہی جمہوریت کا نچوڑ ہے کیونکہ جمہور ہی کو اختیارات کی امانت

کا حامل تسلیم کیا گیا ہے اور جمہور ہی کو ان اختیارات کے استعمال کا مجاز ٹھہرایا گیا ہے۔

جناب والا۔ میں نے ابھی یہ عرض کیا تھا کہ اختیارات کے حقیقی حامل جمہور ہیں۔ چنانچہ قدرتی طور پر "تھیوکریسی" کے لغوی معنی "خدا کی حکومت" ہیں اور اس اعتبار سے تو کل کائنات ہی "تھیوکریسی" ہوئی۔ کیونکہ کائنات کا کون سا گوشہ ایسا ہے جہاں اسے قدرت حاصل نہیں۔ لیکن اصطلاح میں "تھیوکریسی" کلیسائی حکومت کو کہتے ہیں۔ یعنی برگزیدہ پادریوں کی حکومت جو محض اس بنا پر اختیار رکھتے ہوں کہ وہ ایسے اہل تقدس کی طرف سے خاص طور پر مقرر کئے گئے ہیں جو اپنے مقام تقدس کے اعتبار سے ان حقوق کے دعویدار ہیں۔ اور میں اس امر پر جتنا بھی زور دوں کم ہوگا کہ یہ تصور اسلام سے قطعاً بعید ہے۔ اسلام ملّائیت یا کسی حکومت مشائخ کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس لیے اسلام میں "تھیوکریسی" کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اگر کوئی شخص اب بھی پاکستان کے نظام حکومت کے ضمن میں "تھیوکریسی" کا ذکر کرتا ہے تو وہ یا تو کسی شدید غلط فہمی کا شکار ہے یا شرارت سے ہمیں بدنام کرنا چاہتا ہے۔

جناب والا۔ اب میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ قرار داد مقاصد میں جمہوریت، حریت، مساوات، رواداری اور عدل عمرانی کے اصولوں پر زور دیا گیا ہے اور اسکی مزید صراحت یہ کہہ کر کر دی گئی ہے کہ دستور مملکت میں ان اصولوں کو اس تشریح کے مطابق ملحوظ رکھا جائے جو ان الفاظ کی اسلام نے کی ہے۔ ان الفاظ کی صراحت کی ضرورت اسلئے پیش آئی کہ یہ بالعموم مبہم طور پر استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً مغربی حکومتیں اور اشتراکی روس دونوں اس امر کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے نظام حکومت جمہوریت پر مبنی ہیں۔ لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ کس قدر مختلف ہیں۔ اسلئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ ان الفاظ کے مفہوم کا تعیّن کر دیا جائے تاکہ ہر شخص کے ذہن میں ان کا مفہوم آ جائے۔ جس وقت ہم جمہوریت کا لفظ اس کے اسلامی مفہوم میں استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جمہوریت ہماری زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ اور اس کا اطلاق جتنا ہمارے نظام حکومت پر ہے اتنا ہی ہمارے معاشرے پر بھی ہے۔ کیونکہ اسلام نے دنیا کو جن عظیم الشان صفتوں سے مالا مال کیا ہے ان میں سے ایک عام انسانوں کی مساوات ہے۔ اسلام۔ نسل۔ رنگ اور

نسب کے امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا۔

مسلمانوں کی رواداری کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ دنیا میں کوئی اسلامی ملک ایسا نہیں ہے جہاں اقلیتیں کافی تعداد میں موجود نہ ہوں اور جہاں وہ اپنے مذہب اور ثقافت کو برقرار نہ رکھ سکی ہوں۔ ہندوستان کے اس برِصغیر میں جہاں کبھی مسلمانوں کو لامحدود اختیارات حاصل تھے غیر مسلموں کے حقوق کا پاس ولحاظ رکھا گیا اور ان کا ہمیشہ تحفظ کیا گیا۔

اسلام ایک ایسے معاشرہ کے قیام کا حامی ہے جس میں عدل عمرانی کا تصور نہ خیرات پر مبنی ہے نہ تشدد پر۔ اسلام جو عمرانی عدل قائم کرنا چاہتا ہے وہ ان بنیادی ضابطوں اور تصورات پر مبنی ہے جو انسان کی زندگی کو احتیاج سے پاک رکھنے کے ضامن ہیں اور جو دولت آزادی سے مالامال کر دینے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور عدل عمرانی کی ایسی تعریف کی گئی ہے جس کی وجہ سے ہمارے خیال کے مطابق ان الفاظ کے عام معانی کی بہ نسبت زیادہ گہرے اور وسیع معانی پیدا ہو گئے ہیں۔

قرار داد کی اس دفعہ کے بعد یہ دفعہ درج ہے کہ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسولؐ میں متعین ہیں ترتیب دے سکیں یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ اگر مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی زندگی اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق بنالیں تو اس پر کسی غیر مسلم کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

ایک اسلامی معاشرہ تعمیر کرنے کے مقصد میں ہم نے غیر مسلموں کے حقوق کو نظر انداز نہیں کیا۔ اگر ہم اقلیتوں کی آزادی میں مداخلت کرنیکی کوشش کرتے تو یہ ایک غیر اسلامی فعل ہوتا اور ہم یقیناً اپنے مذہبی احکام کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے۔ اقلیتوں کو اپنے مذہب پر چلنے۔ اس کی حفاظت کرنے یا اپنی ثقافت کو فروغ دینے سے کسی طرح بھی روکا نہیں جائے گا۔ اسلامی ثقافت کے نشوونما کی تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمان حکومتوں اور سلطنتوں کے تحت زندگی بسر کرنیوالی اقلیتوں کی ثقافتیں میراث کی اس دولت میں اضافہ کرنے کا موجب ہوئیں جو مسلمانوں نے اپنے لئے مہیا کی تھی۔ میں اقلیتوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں اس امر کا پورا پورا احساس

ہے کہ اگر اقلیتیں انسانی علم و فکر کی دولت میں اضافہ کر سکیں۔ تو یہ امر پاکستان کی نیک نامی میں اضافہ کا موجب ہوگا اور ہماری قومی زندگی کو چار چاند لگا دے گا۔ اسلئے اقلیتوں کو نہ صرف کامل آزادی کی توقع کرنی چاہیئے بلکہ یہ امید بھی رکھنی چاہیئے کہ اکثریت ان کے ساتھ قدر دانی اور احترام کا وہی برتاؤ کرے گی جو تاریخ میں ہمیشہ مسلمانوں کا طرۂ امتیاز رہا۔

صاحب صدر۔ بعض بنیادی حقوق کے تحفظ کا یقین دلانا بھی ایک رسم سی ہوگئی ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ ہم ایک ہاتھ سے حقوق دیں اور دوسرے ہاتھ سے انہیں واپس لے لیں میں اس بات کے ثبوت میں بہت کچھ کہہ چکا ہوں کہ ہم ایک حقیقی وسیع الخیال حکومت بنانا چاہتے ہیں جس کے تمام ارکان کو زیادہ سے زیادہ آزادی حاصل ہوگی قانون کی نظر میں سب برابر ہوں گے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے پرسنل لا کا تحفظ نہیں کیا جائے گا۔ حیثیت اور عدل کے معاملہ میں مساوات ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ ہمارا پختہ یقین ہے اور ہم نے اکثر جگہ اس کا اعلان کیا ہے کہ پاکستان مفاد پرستوں اور مالدار طبقوں کے لئے نہیں بنا ہے ہمارا مقصد اقتصادی نظام کو اسلام کے بنیادی اصولوں پر تعمیر کرنا ہے۔

کیونکہ یہ دولت کی بہتر تقسیم میں اور ناداری کو رفع کرنے میں مدد دیتے ہیں
اپنے پورے عروج پر پہنچے ہیں موجودہ انسان کیلئے مانع رہیں وہ افلاس
اور پس ماندگی ہیں۔ اور پاکستان سے ہم ان کو مٹا کر چھوڑیں گے۔ ہمارے عوام
اسوقت غریب اور جاہل ہیں لیکن ہمیں ان کا معیار زندگی ضرور بلند اور انہیں افلاس
اور جہالت کی زنجیروں سے آزاد کرانا چاہیئے۔ جہاں تک سیاسی حقوق کا تعلق
ہے حکومت کے پیش نظر حکمت عملی کے تعیین اور حکومت چلانے کے لئے
ان ارکان کو انتخاب کرنے میں ہر شخص کو دخل حاصل ہوگا تاکہ وہ اپنا کام عوام کے
مفاد کا خیال رکھ کر کریں۔ چونکہ ہمیں یہ یقین ہے کہ خیالات پر کوئی پابندی
نہیں عائد کی جاسکتی۔ اسلئے ہم نہیں چاہتے کہ کسی شخص کو اس کے خیالات
کے اظہار سے باز رکھیں اور نہ ہم کسی کو جائز اور اخلاقی مقاصد کے پیش نظر
ربط و انتساب سے روکنا چاہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ہم اپنے نظام حکومت کی
بنیاد آزادی، ترقی اور عدل عمرانی پہ رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم سماجی تفاریق کو
اس طریقہ سے ختم کرنا چاہتے ہیں کہ کسی کو نقصان نہ پہنچے اور انسانی خیالات
اور جائز رجحانات پر بھی پابندیاں عائد نہ ہوں۔

جناب والا۔ اقلیتوں کے بہت سے مفاد ایسے ہیں جن کا وہ بجا

طور پر تحفظ چاہتی ہیں۔ یہ قرارداد اس تحفظ کی ضامن ہے۔ ہماری خاص ذمہ داری پست اور پس ماندہ لوگوں کی نسبت ہے۔ ہم ان کی اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہیں کہ وہ اپنی موجودہ حالت میں بغیر کسی قصور کے مبتلا ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم ان کے اس حالت تک پہنچنے کے کسی طرح بھی ذمّہ دار نہیں ہیں۔ لیکن اب چونکہ وہ ہمارے شہری ہیں، اس لئے ہماری خاص کوشش یہ ہوگی کہ ہم انہیں دیگر شہریوں کے دوش بدوش لے آئیں تاکہ وہ ان ذمہ داریوں کو سنبھال سکیں جو ایک آزاد اور ترقی پسند مملکت کے شہری ہونیکی حیثیت سے ان پر عائد ہوتی ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ جب تک ہمارے عوام میں پس ماندہ طبقے موجود ہیں ہمارے معاشرہ کی ترقی کی رفتار سست رہیگی۔ لہذا مملکت کی تعمیر کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ان طبقوں کے مفادات کو ملحوظ رکھیں۔

میں آخر میں۔ صاحب صدر۔ یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں پختہ یقین ہے کہ ہم پاکستان کو ان اصولوں پر ڈھال کے جن کی توضیح کر دی گئی ہے۔ اس مملکت کو ترقی کی راہ پہ ڈال دیں گے۔ وہ دن دور نہیں جب پاکستان ایک ایسا ملک بن جائے گا جس کے باشندے

بلا تمیز عقائد وحیثیت اس پر فخر کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے عوام بڑی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ انہوں نے اپنی بے بہا قربانیوں اور قابل تعریف ضبط و نظم کی بدولت جس کا مظاہرہ اُنہوں نے ایک ابتلائی اور نازک دور میں کیا تمام دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کر لیا ہے مجھے یقین ہے کہ ایسی قوم نہ صرف زندہ رہنے کی مستحق ہے بلکہ وہ انسانیت کی فلاح و ترقی میں بھی لازمی طور پر اضافہ کرے گی۔ یہ ضروری ہے کہ ہماری قوم اپنے جذبۂ قربانی کو زندہ رکھے اور اپنے اعلیٰ نصب العین پر قائم رہے۔ پھر قدرت اسے امور عالم میں ایک عظیم الشان مرتبہ عطا کرے گی۔ اور اسے انسانیت کی تاریخ میں زندہ جاوید بنا دیگی۔"

(تلخیص)

سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

برادران سرحد سے خطاب

[دورہ سرحد کے دوران میں قائد ملت نے ۱۶ر دسمبر ۱۹۴۹ء کو یہ تقریر فرمائی تھی۔ منتخب فرمودات درج ذیل ہیں]

میں نے حال ہی میں صوبہ سرحد کا دورہ ختم کیا ہے اور تقریباً صوبہ کے ہر حصّہ کے لوگوں سے ملا ہوں جس میں قبائلی علاقہ اور اس صوبہ کی ریاستیں بھی شامل ہیں۔ اس دورہ کے اختتام پر میں ایک گونہ مسرّت اور اطمینان کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جہاں جہاں میں گیا۔ وہاں میں نے لوگوں کے دلوں میں پاکستان کے لئے ایک مخلصانہ اور پرجوش جذبہ پایا۔ وہ نہ صرف پاکستان کے قیام سے مسرور ہیں اور اس کی ترقی کے لئے کام کرنے پر کمربستہ ہیں۔ بلکہ وہ ہر وقت

اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ کہ اگر پاکستان کی حفاظت کے لئے ان کو بڑی سے بڑی قربانی کرنی پڑے تو اس میں ذرہ بھر بھی دریغ نہ کرینگے۔

میں یہ بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کے قیام نے لوگوں کے دلوں میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ اور وہ پاکستان کو مضبوط اور ترقی یافتہ بنانے کے لئے نہ صرف کوشش کر رہے ہیں بلکہ بہت حد تک بیتاب بھی ہیں۔ یہ آئندہ کے لئے ایک نیک شگون ہے۔

جب پاکستان پر طرح طرح کے مصائب آن پڑے تھے۔ اور بعض لوگ گھبرا گئے تھے۔ مجھے اس وقت بھی یقین تھا کہ ہم نہ صرف ان مشکلات پر قابو پالیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور فضل و کرم سے پاکستان کو ایک عظیم الشان مملکت بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ تقریباً ہر پاکستانی کا یہی عقیدہ ہے

اس وقت دنیا طرح طرح کے مصائب اور آلام میں گھری ہوئی ہے، اور دنیا کے لوگوں کو چاروں طرف تاریکی نظر آتی ہے۔

ہم پاکستان میں ایک ایسا اسلامی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں جس سے
دنیا کو یہ پتہ چل جائے کہ جو تباہی ان کے سروں پر منڈلاتی نظر
آتی ہے اس سے بچنے اور نجات حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ
ہے اور وہ اسلام کا اسلامی نظام ہے۔ جس نے ساڑھے تیرہ سو
سال پہلے بھی ایک مشعلِ ہدایت کا کام دیا تھا۔

مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔ کہ صوبہ سرحد کی حکومت عوام
کی بہبودی کے لیۓ بہت محنت سے کام کر رہی ہے۔ صوبہ کی حکومت
نے اس مقصد سے کئی اسکیمیں تیار کی ہیں جن میں سے بعض پر
عمل بھی ہو رہا ہے۔ پانی سے بجلی پیدا کرنے کے لیۓ جن اسکیموں
کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ ان سے آپ اچھی طرح واقف ہیں
اس کے علاوہ کھانڈ بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ بھی جلد مکمل
ہو جائے گا۔ اس بات پر بھی حکومت غور کر رہی ہے کہ صوبہ کی زرعی
اور صنعتی ترقی کے لیۓ جلد از جلد کام شروع کر دیا جائے
اسکولوں اور ہسپتالوں کی تعداد بڑھائی جا رہی ہے۔ اور اگلے
سال اس صوبہ میں ایک یونیورسٹی بھی قائم کیۓ جانے کی تجویز ہے

اگر صوبہ کی حکومت کی یہ سرگرمیاں جاری رہیں تو مجھے یقین ہے کہ چند سال میں یہ صوبہ ایک خوش حال اور ترقی یافتہ صوبہ بن جائے گا۔ جو صوبے کے لوگوں اور سب پاکستانیوں کے لئے باعث مسرت ہو گا۔

میں آپ کو اور آپ کی حکومت کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت صوبہ سرحد کے عوام کی بہتری کے لئے جو اسکیم بھی تیار کرے گی مرکزی حکومت اس میں ہر طرح کی مدد دینے کے لئے صوبوں کو جس مدد کی ضرورت ہو وہ جتنی جلد اور جس قدر ممکن ہو دی جائے گی

اس مقصد کے لئے حکومت نے ۲۱ فروری ۱۹۴۸ء میں ایک ڈیولپ منٹ بورڈ قائم کیا تھا۔ جس نے تمام صوبوں کی حکومتوں کو لکھا تھا۔ کہ وہ ڈیولپ منٹ کی اسکیمیں بنا کر بورڈ کو بھیجیں۔ بورڈ کی طرف سے ہدایت کی گئی تھی کہ پانی سے بجلی پیدا کرنا۔ آمد و رفت کے وسائل کی وسعت، بندرگاہوں کی ترقی۔ بنجر زمین کی آبادی۔ کانوں سے دھاتوں کی برآمد۔ بڑی

بڑی صنعتوں کا قیام۔ طلباء کو ٹیکنیکل ٹریننگ، صحت عامہ اور بڑے پیمانے پر مچھلی پکڑنے کے کاموں کو خاص اہمیت دی جائے اس بورڈ کی اب تک ۱۲ میٹنگیں ہو چکی ہیں۔ اور اس کے سامنے دو سو اسکیمیں پیش کی گئی ہیں جس میں سے ایک سو پانچ اسکیمیں مرکزی حکومت نے منظور کر لی ہیں۔ ان تمام اسکیموں پر اگلے پانچ سال میں تقریباً ۹۶ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ ۱۹۴۸ء اور ۱۹۴۹ء میں اس پر گیارہ کروڑ روپیہ صرف کیا جائے گا اور ۱۹۴۹ء اور ۱۹۵۰ء میں اٹھارہ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔

صوبہ سرحد کی حکومت کو ترقی کے لئے ساڑھے تین کروڑ روپیہ دینا منظور کر لیا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ اگر اسے اور روپیہ کی ضرورت ہوگی تو مرکزی حکومت اس پر بہت ہمدردی سے غور کرے گی۔ اس وقت تک حکومت سرحد کی ضروریات کو سو فیصدی پورا کیا گیا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مرکزی حکومت کس حد تک عوام کی بہتری کی خواہاں ہے۔

قبائلی علاقہ کے لوگوں سے مل کر مجھے خاص طور پر مسرت ہوئی۔ کیونکہ۔ وہ پاکستان سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح پاکستان کے کسی اور حصے کے لوگ کرتے ہیں۔ اور جائز طور پر اپنے کو پاکستان کا ایک جزو تصور کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ وہ پاکستان کے قیام سے بے حد خوش ہیں۔ کیونکہ وہ پاکستان کو اپنی اسلامی مملکت خیال کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے اس بات کا بھی یقین دلایا کہ وہ پاکستان کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اس گمراہ کن پروپیگنڈے کا جو ان کے درمیان پاکستان کے خلاف کیا جا رہا ہے ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس میں کوئی سچائی یا حقیقت نہیں ہے وہ اس بے بنیاد ہرزہ سرائی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

میں قبائلی علاقہ کے لوگوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور ہمیں ایسے ہی عزیز ہیں جیسے پاکستان کے اور باشندے۔ پاکستان ان کا اپنا ملک ہے اور وہ وہی

حقوق رکھتے ہیں جو ایک وفادار اور حکومت کے خیر خواہ شہری کو حاصل ہوتے ہیں۔ حکومت پاکستان ان کی تعلیمی اور اقتصادی ترقی کے لئے پوری کوشش کر رہی ہے۔ اس کے لئے اسکیمیں تیار کی جا رہی ہیں اور بعض پر تو عمل بھی شروع ہو گیا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب انشاءاللہ قبائلی علاقہ کے لوگ کسی لحاظ سے بھی پاکستان کے باقی باشندوں سے پیچھے نہیں ہونگے!

ہمارے قبائلی علاقہ کے بھائیوں کو ورغلانے کے لئے جو بے بنیاد پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اس کے متعلق میں حکومت پاکستان کا رویہ صاف طور پر بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا شعار امن پسند ہے۔ ہم کسی کے حقوق چھیننا نہیں چاہتے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ دنیا کے ہر حصے میں امن ہو اور ہم ہر وقت اس کے لئے کوشش کریں گے اور کرتے رہے ہیں۔ لیکن اگر ہمیں مجبور کیا جائے۔ تو ہم اپنی حفاظت کے لئے لڑنا بھی جانتے ہیں۔ اور اپنی جانیں قربان کرنا بھی جانتے ہیں۔ اس وقت پاکستان کی فوجیں اتنی مضبوط ہو گئی ہیں۔ کہ

وہ ہر بیرونی حملہ کا خواہ وہ کسی طرف سے ہو کامیابی سے مقابلہ کر سکتی ہیں۔ اسلام کی حفاظت اور ایک اسلامی مملکت کی حفاظت کے لئے خدا اور اس کے رسول کے احکام ہمارے سامنے ہیں اور ہم ان پر عمل کرنے میں کسی ہچکچاہٹ یا دریغ سے کام نہیں لیں گے ہم ہر ایک کے سامنے دوستی کا ہاتھ بڑھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اپنے بدخواہوں اور دشمنوں سے ہم نہیں ڈرتے اس وقت تک ہم نے نہایت بُردباری سے کام لیا ہے۔ لیکن ہم یہ گوارا نہیں کر سکتے۔ کہ ہمارے دشمن جو چاہیں ہمارے خلاف کرتے رہیں۔

میں اس صوبہ کے طلباء سے بھی ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ حکومت اس وقت جو صنعتی ادارے یا کارخانے یہاں قائم کر رہی ہے۔ ان کے لئے انجینیروں کی ضرورت ہے، ہسپتالوں کے لئے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور اسی طرح مختلف اقسام کے ماہرین کی ضرورت ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ محنت سے کام لے کر اس ضرورت کو پورا کریں۔ اور سائنس اور ٹیکنیکل ٹریننگ کی طرف

زیادہ توجہ دیں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ پاکستان کے مستقبل کا دارو مدار آپ پر ہی ہے۔ کل آپ ہی کو پاکستان چلانا ہوگا۔ آپ کا فرض ہے کہ اس وقت آپ باقی سب باتوں کو بھول کر صرف یہ یاد رکھیں کہ آپ پاکستانی طالب علم ہیں۔ اور آپ کا فرض ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ محنت کر کے ایسے شہری بنیں جن پر پاکستان بجا طور پر فخر کر سکے اور جو دیگر ملکوں کے لئے باعث رشک ہوں۔

میں صوبہ سرحد میں جہاں جہاں بھی گیا ہوں لوگوں نے کشمیر کے متعلق ہندوستان اور یو۔ این۔ او کی کارروائی سے بے صبری کا اظہار کیا ہے اور کشمیری بھائیوں کی مدد کے لئے کشمیر جانے کی اجازت چاہی ہے۔ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ کہ ہر پاکستانی کو کشمیری مسلمانوں سے ہمدردی ہے اور ان کے لئے یہ برداشت کرنا مشکل ہوگیا ہے۔ کہ وہ چپ چاپ کشمیر کے مسلمانوں کی دگرگوں حالت دیکھتے رہیں میں انہیں صبر سے کام لینے کی تلقین دلاتا ہوں کہ ہم کشمیر کا فیصلہ پرامن

طریقے سے کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم اس بات کی اجازت کبھی نہ دیں گے کہ ہندوستان کشمیر پر بزورِ شمشیر قبضہ کرے اس کے لئے ہم ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آئی تو ہر پاکستانی بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہوگا۔"

دار العلوم سرحد کا افتتاحیہ خطبہ

۳۰ ر اکتوبر ۱۹۵۰ء کو دار العلوم سرحد (پشاور یونیورسٹی) کا افتتاح فرماتے ہوئے قائدِ ملت نے خطبہ میں فرمایا :۔

ہماری آئندہ نسلیں اور نظامِ تعلیم

"پاکستان اُس وقت تک اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ موجودہ اور آئندہ نسلیں صحیح طریقہ پر تعلیم حاصل نہ کریں، پاکستان کے لوگوں کو ایک ایسا تعلیمی نظام ورثہ میں ملا ہے جس میں بہت کافی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد ہی یہ ان کی ضروریات کے لئے موزوں ثابت ہو سکے گا۔ یہ تبدیلیاں جاری ہیں اور یہی وہ اہم کام ہے جس میں یہ یونیورسٹی بڑا حصہ لے سکتی ہے۔"

اساتذہ سے خطاب

پاکستان کو کسی اور چیز سے زیادہ بے غرض اور صدقِ دل سے کام کرنے والے استادوں کی ضرورت ہے آئندہ نسلوں کو بنانے کا کام آپ کے سپرد ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ اپنا کام صدقِ دلی سے کر کے قوم کی توقعات کو پورا کریں گے۔

"حکومت کی امداد اور دعائے خیر"

نئی یونیورسٹی مالی امداد کی جو بھی درخواست کرے گی حکومت پاکستان اُس پر پوری طرح غور کرے گی۔ میری دعا ہے کہ ہماری یہ نئی کوشش کامیاب ثابت ہو، اور یہ یونیورسٹی نہ صرف صوبہ سرحد بلکہ سارے پاکستان کے لئے فائدے کا موجب بنے۔

طلباء کو پیغام

آپ کا کام تعلیم حاصل کرنا ہے اور اپنی ذہنی جسمانی اور اخلاقی صلاحیتوں کو بڑھانا ہے۔ وہ طالب علم جو اپنا وقت مطالعہ میں صرف نہیں کرتا اس چوکیدار کی مانند ہے جو پہرے پر ہے اور سو رہا ہے۔"

اسلامی تعلیم کا احیاء

"اسلام سب سے زیادہ ترقی پسند مذہب ہے۔ وہ ہمیں یہ سکھاتا ہے

کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ڈھالتا رہے۔ اس لئے اسلام میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ زندگی کے انقلابات کا سامنا کرنے کے لئے تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔"

دارالعلوم پشاور
قائدِ اعظمؒ کے خواب کی تعبیر ہے

"اگر صوبہ سرحد کے لوگوں نے صحیح طریقہ پر کوشش کی تو ان کو اس قدر جلد یونیورسٹی مل جائیگی جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

مشرقی پاکستان میں دورۂ امن

قائد ملت نے ۲۲ مارچ ۱۹۵۱ء کو مشرقی پاکستان کا دورہ ختم کر کے ڈھاکہ میں یہ تقریر فرمائی (اقتباسات پیش ہیں)

پچھلے چند ہفتوں میں مشرقی پاکستان مغربی بنگال اور آسام میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں اور ان صوبوں میں اس وقت جو صورت حال ہے اس سے مجھے بہت صدمہ ہوا ہے میں نے

پچھلے چار دنوں میں مشرقی پاکستان کے ان اضلاع کا دورہ کیا ہے۔ جہاں پر اس دیوانگی کے اثرات نمایاں ہیں میں ان مہاجرین سے ملا ہوں جو اپنا سب کچھ کھو کر جان بچانے کے لئے پاکستان آئے ہیں اور اقلیت کے ان لوگوں سے بھی جن کو ان کے ہاتھوں صدمہ پہنچا ہے۔ ان سب لوگوں سے مجھے انتہائی ہمدردی ہے۔ مار دھاڑ، لوٹ اور آتش زدگی کے جو واقعات ہوئے ہیں ان سے مجھے بہت کرب ہوا ہے۔ اس لئے کہ بے گناہ اور بے کس انسانوں سے بُرا سلوک کرنا ایک نہایت شرم ناک فعل ہے جو اسلامی اصولوں کے قطعی منافی ہے۔ کیونکہ قانون شکنی انتشار نہ صرف ملک کی ترقی کی راہ میں حائل ہوتا ہے بلکہ اگر حد سے تجاوز کر جائے تو مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ پاکستانی جنہوں نے اس گڑبڑ میں حصہ لیا ہے یا جن کے ایما سے قانون شکنی واقع ہوئی ہے کسی حالت میں بھی پاکستان کے دوست یا اچھے شہری کہلانے کے حق دار نہیں ہیں۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہر پاکستانی کو خواہ وہ کسی مذہب و ملت

کا ہو ایک ہی جیسے حقوق حاصل ہیں۔ پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے اپنی قرارداد مقاصد میں اس چیز کو روشن کر دیا ہے۔ بعض غیر مسلم جو پاکستان کے دشمن ہیں یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ہم پاکستان میں ایک اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں اس لئے اس ملک میں غیر مسلموں کے لئے جگہ نہیں ہے۔ اس سے زیادہ گمراہ کن اور جھوٹا کوئی پروپیگنڈہ نہیں ہو سکتا میں نے بارہا اس بات پر زور دیا ہے کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کو پورے حقوق حاصل نہیں ہوں گے یا تو وہ اسلامی اصولوں سے بے بہرہ ہیں یا دانستہ حقیقت مسخ کر کے ایسا غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ میں نے اپنی تقاریر میں بارہا کہا ہے کہ ہم پاکستان کو برابری، اخوت اور معاشی انصاف کے اصولوں پر قائم کرنا چاہتے ہیں ہم ایک ایسی معاشرت کا قیام چاہتے ہیں جس سے ہر فرد خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم نہ صرف اپنی محنت کا جائز پھل پا سکے بلکہ اس کو اطمینان ہو کہ اس کے ساتھ ہر حالت میں پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔ اور اس کو

برابری کے حقوق حاصل ہوں گے۔ میں پاکستان کی اقلیتوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان کو نہ صرف وہ حقوق حاصل ہیں جو پاکستانیوں کو حاصل ہیں بلکہ ان کی حفاظت اور ان کی معاشرتی ترقی ہمارا مقدس فرض ہے۔ میں یہ ہرگز نہیں چاہتا اور مجھے یقین ہے کہ ہر عقلمند پاکستانی میرا ہم خیال ہے کہ اقلیت کا کوئی بھی آدمی پاکستان کو چھوڑ کر چلا جائے۔ میری یہ خواہش ہے کہ جو لوگ اس وقت تک خوفزدہ ہو کر یہاں سے چلے گئے ہیں وہ واپس آجائیں۔ لیکن اس کے باوجود جو لوگ یہاں سے جانا چاہیں گے۔ ہم ان کے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔ کیونکہ اس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے۔

اقلیتوں کے دلوں میں جو اس وقت ہراس ہے وہ اس لئے نہیں کہ یہاں ان کو کوئی خطرہ ہے اس لئے نہیں کہ اب مشرقی بنگال میں امن نہیں ہے اس لئے بھی نہیں کہ مشرقی پاکستان کی حکومت نے حالات پر پوری طرح قابو نہیں پا لیا ہے۔ مجرم کے خلاف پوری کارروائی نہیں کی گئی یا انتہائی کوشش کر کے لوٹ کا مال اصلی

مالکوں کو واپس نہیں دلایا گیا۔ مشرقی پاکستان میں اس وقت مکمل امن ہے۔ کئی ہزار گرفتاریاں کی جا چکی ہیں اور ہمارا قوی ارادہ ہے کہ ہر حالت میں امن کو قائم رکھا جائے گا۔ اقلیتوں کے دلوں میں جو خوف، بے چینی ہے اس کی اصل وجوہ بالکل مختلف ہیں۔ مشرقی پاکستان کے ہندوؤں سے مغربی بنگال اور ہندوستان کے کئی اور صوبوں کے لیڈر متواتر یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان اور ہندوستان میں عنقریب جنگ ہونے والی ہے اس لئے ان کو چاہیئے کہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے یہاں سے چلے جائیں۔ یہ بات قطعی طور پر بے بنیاد ہے۔ کیونکہ پاکستان امن چاہتا ہے اور اس کے لئے ہر وقت کوشاں رہے گا۔

دوسری وجہ وہ حالات ہیں جو مغربی بنگال اور آسام میں پیدا ہو گئے ہیں۔ ان صوبوں میں مسلمانوں پر مظالم کی جونہی خبر آتی ہے تو اس صوبے کے ہندوؤں کی گھبراہٹ بڑھ جاتی ہے . . . .

میں پاکستان کی اقلیتوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جنگ کے متعلق بے بنیاد افواہوں پر یقین نہ کریں اور یہ اچھی طرح جان لیں کہ پاکستان

کی حکومت ہر طرح سے ان کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت کریگی جو لوگ قانون شکنی کے مرتکب ہوں گے ان کو مناسب سزا دی جائے گی۔ ان فسادات میں جن لوگوں کا نقصان ہوا ہے۔ ان کی مدد کی جا رہی ہے اور ان کو پھر سے بسانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے اور یہ کوشش اس وقت تک جاری رہے گی جب تک یہ کام تکمیل تک نہ پہنچ جائے۔

مغربی بنگال اور آسام میں مسلمانوں پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اب تک کئی لاکھ مسلمان ان صوبوں سے مشرقی پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس وقت تک تقریباً تین لاکھ مہاجرین کے نام رجسٹر ہو چکے ہیں ان کے علاوہ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے نام رجسٹر نہیں کرائے ان کی صحیح تعداد بیان کرنا مشکل ہے۔ ان مہاجرین سے جو اپنا سب کچھ چھوڑ آئے ہیں مجھے دلی ہمدردی ہے۔ جو لوگ ان میں سے نادار ہیں حکومت ان کی مدد کر رہی ہے۔

میرے پاس ابھی تک نہایت معتبر ذریعوں سے خبریں آ رہی

ہیں کہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں مسلمانوں سے بہت تشدد کا برتاؤ کیا جا رہا ہے اور حکومت ان کی حفاظت کرنے سے قاصر ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ہندوستان کی حکومت ہماری طرح امن قائم رکھنے کا تہیّہ کر کے ان حالات پر جلد از جلد قابو پانے کی کوشش کرے گی۔ جب تک ہندوستان کی حکومت مفسد لوگوں کو سختی سے نہیں دبائے گی حالات بہتر نہیں ہوں گے۔

کوئی ذی شعور انسان یہ نہیں چاہتا کہ اس کے اپنے ہمسایوں سے تعلقات خراب ہوں۔ کیونکہ اس سے دونوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ ہماری کبھی یہ خواہش نہیں ہو سکتی کہ ہمارا ہندوستان سے کسی طرح کا جھگڑا ہو یا ہمارے تعلقات کشیدہ رہیں۔ ہماری تو دلی یہ خواہش ہے کہ ان دو ملکوں کے درمیان انتہائی دوستی اور تعاون ہو تاکہ ان دونوں کو اس سے فائدہ پہنچے۔ ہم ہمیشہ اس کے کوشاں رہے ہیں کہ دونوں حکومتوں کے درمیان متنازعہ معاملات کا تصفیہ منصفانہ طریقہ پر ہو جائے۔ اور ہماری یہ کوشش جاری رہے گی۔ ہر پاکستانی کو یہ یاد رکھنا چاہیئے

مشرقی پاکستان ڈھاکہ میں ایک بنگالی ضعیفہ قائد ملت کو
عطر پیش کر رہی ہیں



نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے



دارالسلطنت کراچی میں موتمر عالم اسلامی کا اجلاس ۹ فروری سے ۱۲ فروری ۱۹۵۱ء تک منعقد ہوا ۔ تمام عالم اسلام کے مندوبین نے شرکت کی ۔ قائد ملت نے خطبۂ صدارت میں فرمایا :

" دنیا تاریکی میں بھٹک رہی ہے اسلئے روشنی کی اشد ضرورت ہے ۔ یہ روشنی اسلام ہی مہیا کر سکتا ہے ۔ مسلمان کسی کے خلاف کوئی جارحانہ ارادہ نہیں رکھتے وہ اخلاقی قدروں اور روحانی مقاصد پر اعتقاد رکھتے ہیں ۔ ہم پاکستانیوں کو عالمگیر مسلم اخوت کے استحکام سے زیادہ عزیز اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی "

کہ ہم نے جن مقاصد کو سامنے رکھ کر پاکستان کے لیے جدوجہد کی وہ اسی وقت پورے ہو سکتے ہیں جب تک پاکستان میں امن ہو اور پاکستانیوں میں مکمل اتحاد رائے اور اتحاد عمل ہو۔ پاکستان کے حصول کے لئے جو قربانیاں ہم نے دی ہیں اُن کا پھل ہمیں اسی حالت میں مل سکتا ہے کہ ہم منظم ہوں اور ملک میں انتشار نہ پیدا ہونے دیں۔ قانون قدرت ایک فرد کو یا ایک قوم کو اسکی حیات میں ایک موقعہ ایسا دیتا ہے جو اس کی قسمت کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ اگر اس وقت قوم، ہمت استقلال تنظیم اور اتحاد سے کام لے تو اس کا مستقبل روشن اور شاندار ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس کی جگہ کم ہمتی اور خود غرضی لے لے۔ تو پھر اس کے لئے ناکامی اور تباہی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔

ہر پاکستانی کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اقلیتوں سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو بحیثیت پاکستانی شہری ہونے کے وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے، جو پاکستانی مسلمانوں کو ہوں گے۔ ہمارا مقدس فرض ہے کہ ہم اس وعدے کو پورا

کریں۔ انصاف اور اخلاق کا یہی تقاضا ہے کہ ہم کسی حالت میں بھی اس وعدے سے نہ پھریں۔ وہی قوم ترقی کر سکتی ہے جو انصاف کی راہ پر چلتی ہے تاریخ اس کی شاہد ہے کہ جو قوم بے انصافی اور جھوٹ کی راہ اختیار کرتی ہے اس کا حشر تباہی کے علاوہ کچھ اور نہیں ہوتا۔

پاکستان کے مستقبل کے ساتھ ہمارے بڑے شاندار اور سہانے خواب وابستہ ہیں۔ ان کو صحیح ثابت کرنا ہمارے اپنے اختیار میں ہے مجھے یقین کامل ہے کہ وہ سچے ثابت ہوں گے۔ (تلخیص)

پاکستان اور بھارت کے درمیان معاہدہ

(یہ تقریر پاکستان اور بھارت کے مابین معاہدے کے سلسلے میں بمقام کراچی ۱۰ اپریل ۱۹۵۰ء کو فرمائی گئی)

جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے میں ۲ اپریل کو بھارت کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو سے دہلی میں اس مقصد سے ملا کہ ہم مل کر ان مسائل کا حل سوچیں جو دونوں ملکوں کی اقلیتوں کو عام طور پر اور مغربی بنگال، آسام، تری پورہ اور مشرقی پاکستان کی اقلیتوں کو خاص طور پر درپیش ہیں۔ میرے لئے یہ باعث اطمینان ہے کہ ہماری گفت و شنید ایک خوشگوار اور صاف گوئی کے ماحول میں ہوئی۔ یہ گفت و شنید ۸ اپریل کو ختم ہوئی اور ہمارے درمیان جو متفقہ فیصلہ ہوا وہ میں آج صبح مجلس قانون ساز میں پیش کر چکا ہوں۔

میں اس تقریر میں اس عہدنامے کی مختلف دفعات کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً یہ بیان کر دیا جائے کہ ہم نے متفقہ طور پر کیا کچھ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اس عہدنامے کے دو پہلو ہیں۔ ایک وہ جس کا تعلق ان مسائل سے ہے جو دونوں ملکوں کی اقلیتوں کو عام طور پر پیش

آتے ہیں یعنی جن کا تعلق ان کے بنیادی حقوق کے تحفظ اور ان فسادات کے فرو کرنے سے ہے جو آئندہ ان دونوں ملکوں کے کسی بھی حصے میں رونما ہوں۔ دوسرے پہلو کا تعلق ان مسائل سے ہے جو مغربی بنگال آسام، تری پورہ اور مشرقی پاکستان کی اقلیتوں کو اس وقت پیش آرہے ہیں۔ اور جہاں جہاں بھی اس وقت اقلیتوں میں بے چینی ہے اس کو رفع کیا جائے۔ اس وقت جو لوگ اپنا ملک چھوڑ کر جارہے ہیں ان کے دل میں اطمینان پیدا کیا جائے تاکہ وہ ترک وطن کا خیال چھوڑ دیں بلکہ ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ جو لوگ جا چکے ہیں وہ اپنے گھروں کو واپس آجائیں۔

جہاں تک بنیادی حقوق کا تعلق ہے اس عہد نامے میں ان ہی حقوق کا ذکر ہے جو دستور ساز اسمبلی کی قرارداد اغراض و مقاصد میں درج ہیں۔ اس کی رو سے ہر پاکستانی کو خواہ وہ کسی مذہب کا پیرو ہو ایک ہی جیسے حقوق حاصل ہیں۔ اس کی زندگی جائیداد، عزت اور تہذیب کی حفاظت حکومت پاکستان کا

فرض ہے۔ ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جہاں چاہے جائے اور جس جگہ چاہے رہائش اختیار کرے۔ اور اسے یہ بھی حق حاصل ہے کہ وہ قانون اور اخلاق عامہ کے ماتحت جس مذہب کی پیروی کرنا چاہے کرے، جو طریق عبادت اختیار کرنا چاہے آزادی سے اختیار کر سکے، ساتھ ہی ساتھ اُن کو ملک کی خدمت کے لئے ویسے ہی موقعے حاصل ہوں جیسے باقی شہریوں کو

دونوں حکومتوں نے اس بات کو دہرایا ہے کہ اقلیتوں کو یہ تمام حقوق حاصل ہیں اور پاکستان اور بھارت کی حکومتیں اس کی ضامن ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اقلیتوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی حکومت سے پوری وفاداری کریں اور ان کو جو بھی شکایات ہوں ان کے ازالے کے لئے اپنی ہی حکومت سے متوجہ ہوں۔ اس ضروری اصول کی تکرار کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اس پر توجہ نہ دینے سے طرح طرح کے سیاسی اور فرقہ وارانہ الجھنیں پیدا ہوتی رہی ہیں۔

ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ جو لوگ جھوٹی افواہیں پھیلاتے

ہیں۔ یا فسادات میں حصہ لیتے ہیں۔ یا لوٹ مار کرتے ہیں ان کو پوری پوری سزا دی جائے۔ ہر طرح کے غلط پراپیگنڈے کو خواہ زبانی ہو یا اس کی اشاعت اخباروں اور ریڈیو سے ہو روکا جائے۔ خاص طور پر اس پراپیگنڈے کا انسداد کیا جائے۔ جس کا مقصد دونوں ملکوں میں جنگ کرانا یا ان کے استقلال کو خطرے میں ڈالنا ہو۔ عہد نامے میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ جبری تبدیل مذہب کو قبول نہ کیا جائے اور اغوا شدہ عورتوں کی واپسی کے لئے مناسب انتظام کیا جائے۔

مغربی بنگال۔ آسام، تری پورہ اور مشرقی پاکستان کی اقلیتوں میں جو بے چینی ہے اور جس کی وجہ سے بعض لوگ اپنا ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں اس کو رفع کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ دونوں ملکوں کی مرکزی حکومت عارضی طور پر ایک ایک وزیر ان علاقوں میں مقرر کریں جہاں پر فسادات کا اثر ہوا ہے تاکہ وہ نہ صرف اقلیتوں کو اطمینان دلا سکیں بلکہ اس عہد نامے کی شرائط پر عمل کرنے میں دونوں حکومتوں کی مدد کریں یہ دونوں وزیر

ایک دوسرے سے مشورہ کر کے کام کریں گے۔ اسی سلسلے میں یہ تجویز
بھی قبول کی گئی ہے کہ مغربی بنگال، آسام، اور مشرقی پاکستان میں
اقلیتوں میں سے ایک ایک وزیر مقرر کیا جائے۔ موجودہ مائی نورٹی
بورڈ منسوخ کر کے ان کی جگہ ، نئی نورٹی کمیشن مقرر کئے جائیں گے
یہ کمیشن وقتاً فوقتاً یہ رپورٹ کریں گے کہ عہد نامے کی شرائط پر کیا
کیا عمل ہوا ہے اور اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو اس کو کس طرح پورا
کیا جائے۔ دونوں مرکزی وزیر جو فیصلہ متفقہ طور پر کریں گے ان
پر دونوں حکومتیں بالعموم عمل کریں گی اگر ان میں اختلاف رائے
ہوا تو میں اور پنڈت نہرو مل کر اس اختلاف کو رفع کرنے کی تجاویز
پر غور کریں گے۔

میں نے عہد نامے کی شرائط ایک خاکے کی صورت میں
آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ ایک اور چیز ہے جو خاص طور پر قابل
ذکر ہے بعض لوگوں کو یہ ڈر ہے کہ چونکہ پاکستان ایک اسلامی
حکومت ہے اس لئے یہاں اقلیتوں کے ساتھ پورے انصاف
کا سلوک نہیں ہو سکتا۔ یہ خوف بالکل بے بنیاد ہے جس شخص

نے مجلس قانون ساز کی قرار داد اغراض و مقاصد ذرا بھی غور سے دیکھی ہے اس پر یہ واضح ہونا چاہیئے کہ پاکستان کی حکومت آزادی، برابری اور معاشرتی انصاف کے اصولوں پر قائم کی گئی ہے۔ جو ہر پاکستانی کے لیے خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو ایک ہی جیسے عائد ہوتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ اس بے بنیاد خوف کا اظہار نہیں کیا جائے گا۔

اس عہد نامے کے سلسلے میں میری اور پنڈت نہرو کی تفصیل سے گفتگو ہوئی ہے ہم نے نہ صرف ان مسائل پر بہت غور و خوض کیا ہے بلکہ ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو پوری طرح سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس گفتگو کے بعد مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ پنڈت نہرو ہر ممکن کوشش کریں گے۔ کہ بھارت کی اقلیتوں کے جان و مال، عزت آبرو اور تہذیب کا پورا تحفظ کریں۔ مجھے امید ہے کہ اُن کو بھی یہ اطمینان ہو گیا ہوگا کہ میں بھی پاکستان میں اس مقصد کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا۔

میں اقلیتوں کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں اور ان کو یہ مشورہ دینا

چاہتا ہوں کہ وہ بھی اپنے دل سے شکوک نکال دیں اور اکثریت کے متعلق ان کے دل میں جو بدظنی ہے اس کو رفع کر دیں۔ جب تک وہ بھی ایسا نہیں کریں گے حالات پوری طرح ٹھیک نہیں ہوں گے یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اعتماد ہی سے اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ اگر اقلیتیں اکثریت پر پوری طرح بھروسہ کرنا شروع کر دیں تو اس سے نہایت خوشگوار حالات پیدا ہو جائیں گے۔

میں پاکستانیوں کو پھر یاد دلانا چاہتا ہوں کہ قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اقلیتوں سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو بحیثیت پاکستانی شہری ہونے کے وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو پاکستانی مسلمانوں کو ہوں گے۔ ہمارا مقدس فرض ہے کہ ہم اس وعدہ کو پورا کریں۔ بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمیں خدا اور رسول خدا کی طرف سے حکم ہے کہ ہم ہر حالت میں انصاف اور راستی سے کام لیں۔ کیونکہ یہی نجات کا راستہ ہے۔ اسلام نے اس بات پر نہایت زور دیا ہے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اقلیت کے ہر فرد کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کرے اگر اس کے لئے اسے اپنی جان بھی دینی پڑے تو اس کو اس میں گریز

نہیں کرنی چاہیے'۔

حکومت پاکستان مصمم ارادہ کر چکی ہے کہ وہ اس عہد نامے کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی کیونکہ اس پر کروڑوں انسانوں کی زندگی، خوشی اور رنج کا انحصار ہے۔ لیکن حکومت کو اسی حال میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ جب ہر پاکستانی تہِ دل سے حکومت کا ہاتھ بٹائے اور اقلیتوں کے ساتھ پوری ہمدردی اور انصاف کا سلوک کرے۔

پاکستان کی ترقی اور بقا اسی میں ہے کہ پاکستان کے باشندے اتحاد رائے اور اتحاد عمل سے کام لیں اور منظم ہو کر نیکی اور سچائی کے راستہ پر چلیں دُنیا میں کوئی قوم بے انصافی اور ظلم کر کے پروان نہیں چڑھی۔ بے انصافی کا راستہ آسان نظر آتا ہے لیکن وہ تباہی کا راستہ ہے۔ نیکی کا راستہ کٹھن دِکھائی دیتا ہے لیکن دائمی راحت کا یہی راستہ ہے۔ اسلام ہمیں یہی سبق دیتا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پر عمل کریں۔

مجھے امید ہے کہ یہ عہد نامہ پاکستان اور بھارت کے باہمی تعلقات

کو خوشگوار بنانے میں ایک پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ اور یہ اس نئے دور کا آغاز کرے گا جس میں ہم ان مشکل مسئلوں کو آپس میں بیٹھ کر خود ہی طے کر سکیں گے جو ابھی تک ہمارے درمیان اختلاف کا سبب تھے اور جن کی وجہ سے دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی بڑھ رہی تھی۔ پاکستان ہر وقت صلح و آشتی چاہتا ہے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ ہمسایہ ملکوں سے ہمارے تعلقات دوستانہ ہوں۔ ہم یہی کوشش کریں گے۔ کہ بھارت سے ہمارے تعلقات ایسے اچھے ہوں کہ ہم ہر مسئلے کا حل پر امن طریقے سے کر سکیں کیونکہ اسی میں دونوں ملکوں کی فلاح ہے۔"

"پاکستان عوام کا ہے"

قائد ملت کی عوام کو عمرانی انصاف کی یقین دہانی

(پاکستان کی خوش حالی زرعتی ترقی پر منحصر ہے)

ہیں نے بارہا کہا ہے کہ پاکستان صرف چند اشخاص کے لئے نہیں بنا ہے اور نہ اس کے عوام نے صرف ان اشخاص کے لئے اتنی زبردست قربانیاں پیش کی ہیں۔ پاکستان اس لئے قائم ہوا ہے اور اس کے عوام نے اس لئے تمام تکالیف خوشی سے برداشت کی ہیں کہ ان کی حالت بہتر ہوگی ان کے ساتھ عمرانی انصاف ہوگا۔ اور ان کے یہ مطالبات جن کے حاصل کرنے کے وہ مستحق ہیں۔ اسلامی اصول پر چلنے والے معاشرہ سے یقیناً پورے ہوں گے"

یہ ہیں وہ الفاظ جو آنریبل قائدِ ملت نے ۴ دسمبر ۱۹۵۰ء کو غذائی اور زراعتی کمیٹی کے دوسرے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے کہے۔

انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ قبضۂ آراضی کے نظام میں ضروری تبدیلیاں کئے بغیر ہمارے عوام کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ہم نے ایک کمیشن مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو موجودہ حالات کا مطالعہ کرے گا۔ اور ضروری تبدیلیوں کے متعلق سفارشات پیش کرے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اقدام زراعتی کام کرنے والے

عوام کی حالت بہتر بنانے کی راہ میں بہت مفید ہوگا۔ پاکستان کے مستقبل کے لئے آراضی کی اصلاح کا مسئلہ نہایت اہم ہے۔ عام طور سے تسلیم کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں یہ اصلاحات ہو جانے سے بہت سی بے قاعدگیاں دور ہو جائیں گی اور زراعتی مزدوروں کی حالت سدھر جائے گی۔

زراعتی تحقیقاتی کمیٹی

آپ نے فرمایا "زراعت ہمارا سب سے بڑا پیشہ ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ ہمارے ملک کے ۸۰ فیصدی باشندوں کی گذربسر بالواسطہ یا بلاواسطہ زراعت پر ہے۔ عوام کی بھلائی اور خوش حالی کے لئے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم اپنی زراعت کی اصلاح کریں۔ اس مقصد کے لئے حکومت نے ایک زراعتی تحقیقاتی کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو پاکستانی غیرملکی ماہرین اور کاشتکاروں پر مشتمل ہوگی اور پاکستان میں کم اخراجات پر زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی غرض سے زراعت کے جدید طریقے رائج کرنے اور جدید آلات۔ عمدہ بیج اور کھاد استعمال ہونے

کے امکانات کی تحقیقات کرے گی۔ یہ کمیٹی ہماری زرعی پیداوار کی درجہ بندی اور مارکیٹنگ کے مسئلہ پر بھی غور کرے گی اور زراعت کے لئے روپیہ فراہم ہونے کی سہولتوں کا جائزہ لے گی۔ آنریبل موصوف نے کہا مجھے یقین ہے کہ اس کمیٹی کی رپورٹ سے ایسے اعداد و شمار فراہم ہو جائیں گے جو زراعتی ترقی کی اسکیموں میں مفید ثابت ہو سکیں گے۔ ہم نے ابھی تک زراعتی وسائل سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا ہے۔ ہماری فصلوں کی پیداوار جتنی ہونی چاہیئے اس سے بہت کم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے زراعت کے جدید طریقے نہیں اختیار کئے اور نہ عمدہ کھاد استعمال کی۔ اپنی زراعت میں جدید طریقے اختیار کر کے اور مزید زمین کو زیر کاشت لا کر ہم اپنی فصلوں کی پیداوار دگنی کر سکتے ہیں۔

زراعتی ترقی کی مالیاتی کارپوریشن

جدید زراعتی طریقے رائج کرنے میں سرمایہ کی ضرورت پر اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے

بتایا کہ صوبائی حکومتوں کے پاس اتنے ذرائع نہیں کہ وہ اپنے بجٹ میں اس مقصد کے لئے کافی رقوم کا انتظام کر سکیں۔ اس لئے مرکزی حکومت زراعتی ترقی کی مالیاتی کارپوریشن قائم کرنے کی اسکیم پر سرگرمی سے غور کر رہی ہے تاکہ روپیہ فراہم ہونے کی سہولتوں میں اضافہ ہو سکے زراعت کے جدید طریقے رائج ہو سکیں اور زراعت کی ترقی ہو سکے۔ اُمید ہے کہ اس کارپوریشن کے قیام کے لئے وفاقی مقننہ کے آئندہ اجلاس میں پارلیمنٹ کو ایک بل پیش کیا جائے گا۔ آنریبل موصوف نے بتایا کہ ادارۂ غذا و زراعت کے ساتھ ایک معاہدہ ہو رہا ہے جس کے تحت یہ ادارہ ہماری زراعتی ترقی کی ۲۶ اسکیموں کے لئے فنی امداد بہم پہنچائیگا

زراعتی تحقیقات اور توسیع

انہوں نے زراعتی تحقیقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس سے کسی کو اختلاف رائے نہ ہوگا کہ زراعتی ترقی کا دارومدار تحقیقات پر ہے۔ انہوں نے غیر منقسمہ ہندوستان میں زراعتی تحقیقات کی عہد بہ عہد ترقی پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ پاکستان

کے اندر غذائی اور زرعی کمیٹی امپیریل کونسل آف اگریکلچرل ریسرچ کی جانشین ہے۔ غذائی اور زراعتی کمیٹی کے شانوں پر گراں ذمہ داری ہے۔ کیونکہ اس ہی کے مشورہ پر ہماری زراعت کی ترقی اور ہمارے مویشیوں کی نسلوں کی بہتری کا انحصار ہوگا۔

زراعتی توسیع کی سروس کو زیادہ منظم ہونا چاہیئے تاکہ تحقیقات کے نتائج سے کاشتکار اپنے کھیتوں پر اور اپنے مکانات پر مطلع ہو سکیں۔ اس کمیٹی کو انڈین کونسل آف اگریکلچرل ریسرچ کی نسبت اس مسئلہ پر زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔

آنریبل موصوف نے کہا پاکستان کے کسان ملک کی پشت پناہ ہیں اور پاکستان کی فلاح اور خوش حالی کا دارومدار اس کی دیسی آبادی پر منحصر ہے۔ لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ ہماری زراعت کی صحیح طریقہ پر ترقی اور توسیع ہو اور ہمارے زرعی مزدور مطمئن ہوں اور ان کا پوری طرح خیال رکھا جائے۔"

نوٹ:- شہید ملت کو زراعتی ترقی اور توسیع کا بیحد خیال تھا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے فوراً بعد اس یادگار

میں مرحوم کے قائم کردہ لائحہ عمل کی تکمیل کی غرض سے کمیشن کا تقرر عمل میں آگیا ہے اور حکومت پوری توجہ سے مرحوم کے نظریات کو عوام کی بہبودی کے لئے عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہے۔

قائداعظمؒ زندہ باد

قائداعظمؒ کے یوم ولادت کے موقعہ پر ۲۵ دسمبر ۱۹۵۰ء کو قائدِ ملت مشرقی پاکستان کے دارالخلافہ ڈھاکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ مرحوم نے جلسۂ عام میں تقریر فرمائی تھی جس ملک کے موجودہ حالات پر تفصیلی تبصرہ فرمایا۔

پاکستانی بھائیو اور بہنو!

میرے لئے یہ امر باعث مسرت و اطمینان ہے کہ میں آج پھر قوم کو اور خاص طور پر مشرقی پاکستان کے باشندوں کو خطاب

کر رہا ہوں۔

آج قائد اعظم بابائے ملت رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کا دن ہے۔ قائد اعظم اس برصغیر کے مسلمانوں کے مسیحا تھے۔ کیونکہ انہوں نے انہیں خواب غفلت سے جگایا اور ان میں ایک نئی روح پھونک دی۔ مسلمان اپنے کو صرف ایک اقلیت سمجھتے تھے قائد اعظم نے انہیں بے بسی اور پستی سے نکالا انہیں ایک غیور قوم کے درجے تک پہنچایا۔

اور ان کے لئے ایک ایسی آزاد اور خود مختار مملکت حاصل کی جہاں وہ آزادی کی فضا میں سانس لے سکتے ہیں اور اپنی قسمت کے مالک ہیں۔ ایک آہنی عزم اور زبردست جدو جہد کی بدولت انہوں نے ایک ایسی چیز حاصل کر کے دکھادی جو عام انسانوں کو ناممکن معلوم ہوتی تھی۔

ہم مسلمان اجن کا عقیدہ ہے کہ روح فنا نہیں ہوتی محسوس کرتے ہیں کہ ان کی روح ہمیں پدرانہ شفقت سے دیکھ رہی ہے انہوں نے ہمارے پاس ایک ایسی میراث چھوڑی ہے جو ہمیں

زندگی سے بھی عزیز ہے۔ ہمیں اپنے کو اس میراث کا اس طرح اہل ثابت کرنا چاہیئے کہ ہم ان کے زریں مقولے۔ یعنی اتحاد یقین محکم تنظیم کو نہ صرف یاد رکھیں۔ بلکہ اپنے عمل کی بنیاد اس پر رکھیں۔

میں مشرقی بنگال میں اپنے دورے کو خاص اہمیت دیتا ہوں اس کی وجہ صرف یہ نہیں کہ یہ سب سے زیادہ آباد صوبہ ہے بلکہ یہ کہ مجھے یہاں آنے سے آپ کے اہم مسائل کو قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور اس طرح میں اس قابل ہو جاتا ہوں کہ پاکستان کے دو بازوؤں کے درمیان رفاقت اور گہری ہمدردی کا رشتہ پیدا کر سکوں۔ اسلامی اخوت کا رشتہ اتنا مضبوط اور پائیدار ہے کہ نہ زمانہ اس کو کمزور کر سکتا ہے اور نہ فاصلہ۔

چودہ سو برس ہوئے دنیا نے اس اخوت اور رفاقت کو وجود میں آتے دیکھا جس کی بنیاد جغرافیہ۔ نسل معاش اور زبان کے رشتوں کے بجائے ایمان اور مخصوص اندازِ فکر قائم ہے یہ باتی

ہوئی بات ہے کہ دنیا اس سے زیادہ مستحکم اور مضبوط برادرانہ رشتے کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

ان رشتے کی قوت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ وہ علاقے جن کے درمیان طویل فاصلہ ہے ایک متحد و مضبوط مملکت کی شکل اختیار کئے ہوئے ہیں۔

یوں تو آپ سب ہی جانتے ہیں مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان وجوہ کو دہراؤں جس سے اس برصغیر کے مسلمان اس قابل ہوئے کہ اپنی ایک آزاد اور با اقتدار مملکت قائم کریں ہم ایک پلیٹ فارم پر ایک جھنڈے کے نیچے ایک قائد کی رہبری میں ایک ہی مقصد لے کر جمع ہوئے اس کا صلہ ہم کو بارگاہ خداوندی سے ایسی مملکت کی صورت میں ملا جو دنیا کی پانچویں اسلامی دنیا کی سب سے بڑی ریاست ہے۔ جس طرح سے یہ مملکت عالم وجود میں آئی اس کی مثال دنیا نہیں پیش کر سکتی۔

ان وجوہات کا ذکر اس لئے بھی ضروری ہے کہ میرا پختہ عقیدہ ہے کہ انہی کے ذریعہ ہم اپنی آزادی اور مملکت کو مستحکم اور مضبوط بنا سکیں گے۔

ہم نے اپنی آزادی پٹھان ! پنجابی ، بلوچی ، سندھی یا بنگالی کی حیثیت سے نہیں حاصل کی بلکہ مسلمان کی حیثیت سے ۔ جس کی وفا کا مرکز صرف اور صرف اسلام ہے اسلام ہی ہمارا سہارا ہے ۔

میری رائے میں ہمارے لئے اس سے بہتر اور موثر کوئی طریقہ نہیں کہ ہم سابق کی طرح ایک پلیٹ فارم پر اور ایک تنظیم کے اندر متحد رہیں ۔ اور جو کام قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو سب سے زیادہ عزیز تھا اسے پورا کریں یعنی پاکستان کو مستحکم ترقی پذیر اور خوشحال بنائیں یہ مقصد بھی اتنا ہی ہمت آفریں ہے اور اس کے لئے بھی اتنی ہی سخت کوشش کی ضرورت ہے جتنا کہ حصول پاکستان کے لئے تھی ۔

یہ بھی ویسے ہی جوش و خروش عمل پیہم اور جذبۂ ایثار کا طالب ہے ۔ یہ صحیح ہے کہ گذشتہ تین سال میں زبردست مشکلات کے باوجود پاکستانیوں نے جو شاندار کارنامے انجام دیئے ہیں اس پر بجا طور پر دنیا نے انہیں خراج تحسین ادا کیا ہے ۔

ہم اپنی بساط کے مطابق اس کوشش میں ہیں کہ اپنے دستور

کے بنیادی اصول وضع کریں بنیادی اصول کی کمیٹی کی رپورٹ
کچھ عرصے آپ کے سامنے ہے۔ میں تنقید کو اچھا سمجھتا ہوں بشرطیکہ
وہ محض تخریبی ہی نہ ہو یہ ایک اچھی علامت ہے کہ ہماری قوم ان
مسائل میں دلچسپی لے رہی ہے جو اس کے مستقبل پر اثر انداز
ہوں گے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس نکتہ
چینی کا بڑا حصہ غلط فہمی بلکہ غلط بیانی پر مبنی ہے۔ بعض ایسے
لوگ بھی ہیں جو صرف نکتہ چینی کی خاطر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اور
الجھن اور انتشار پیدا کرتے ہیں۔ ان صاحبان سے مجھے کچھ کہنا
ہے مگر جو صاحبان نیک نیتی سے نکتہ چینی کرتے ہیں۔ ان سے
میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ محض یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ بنیادی
اصول کی کمیٹی کی سفارشات اسلامی اصول یا قرارداد مقاصد
یا جمہوریت اور صوبوں کی خودمختاری کے خلاف ہے۔ مجلس
دستور ساز نے کمیٹی کی رپورٹ پر غور و خوض کو ملتوی کر دیا ہے
اور ہر پاکستانی کو دعوت دی ہے۔ کہ وہ ٹھوس تجاویز پیش
کرے۔

اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ بتائیں کہ رپورٹ کے کون سے اجزا ایسے ہیں جو غیر اسلامی ہیں۔ یا جمہوریت اور صوبہ جاتی خود مختاری کے خلاف ہیں۔ نیز یہ بتلائیں۔ کہ کس طرح وہ خامیاں دور کی جا سکتی ہیں۔

پاکستانیوں کے لئے یہ بہترین موقعہ ہے۔ کہ وہ صحیح اسلامی دستور کی ترتیب میں حصہ لیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان تمام ٹھوس اور تعمیری تجاویز پر پوری طرح جو کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ غور کرے گی۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم ایک ایسا دستور تیار کر رہے ہیں۔ جو ایک طرف پاکستان کے صوبوں کو داخلی ترقی اور خوشحالی کا پورا پورا موقعہ دے اور دوسری طرف پاکستان کی وحدت کو بحیثیت مجموعی برقرار رکھے تاکہ وہ ہمارے تصورات کے مطابق ایک مثالی اسلامی مملکت بن جائے اور تمام عالم اسلام کے لئے باعث فخر و تقویت ثابت ہو۔

پاکستان مثل ایک زندہ جسم کے ہے۔ اگر اس کا ایک

حصہ بیمار یا کمزور ہو تو سارے جسم پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ پاکستان کے دونوں بازو ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ کہ ان میں سے کوئی بھی نہ ایک دوسرے کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔ اور نہ ترقی کر سکتا ہے۔ وقت کی اہم ضرورت یہ ہے۔ اور ہمیشہ رہے گی کہ صوبائی ترقی کے ساتھ ساتھ ہم ہمیشہ اس بنیادی اصول کو ذہن میں رکھیں۔ جس کی بنیاد پر پاکستان قائم کیا گیا۔ وہ اصول یہ تھا کہ اس برصغیر کے مسلمان بحیثیت ایک جداگانہ قوم کے اس کے مستحق تھے۔ کہ اپنی اکثریت کے علاقوں میں وہ ایک مملکت قائم کریں۔ تاکہ وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی کی تشکیل کر سکیں۔

صرف یہی چیز پاکستان اور اسلامی شعور کو زندہ رکھ سکتی ہے اور صرف یہی شعور ہمیں آزاد قوم کی حیثیت سے زندہ اور قائم رکھے گا۔

میں نے کچھ حلقوں میں لوگوں کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ مشرقی پاکستان کو مرکزی حکومت کی وہ توجہ حاصل نہیں جس کا

وہ مستحق ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ یہ واقعہ کے بالکل
خلاف ہے۔ میرے لئے پاکستان کا چپہ چپہ جان کے برابر
عزیز ہے۔ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں پاکستان صرف اس
صورت میں ترقی کر سکتا ہے کہ اس کا ہر حصہ ترقی پذیر ہو۔ آخر
مرکزی حکومت آسمان سے تو نازل نہیں ہوئی۔ یہ تمام صوبوں
کے باہمی اشتراک اور تعاون سے وجود میں آئی ہے۔ مرکزی
حکومت کی یہ معین پالیسی ہے۔ کہ وہ ہر صوبے کی ضروریات اور
اس کے مسائل پر پوری توجہ کرے۔ ہر صوبے کو ارتقا کی ایک
سطح پر لائے۔ اور صوبوں کی جائز خواہشات پوری کرنے
میں ان کی مدد کرے ایک صوبے کا دوسرے صوبوں پر غالب
ہونے یا کسی صوبے سے غفلت برتنے کا سرے سے سوال ہی
نہیں پیدا ہوتا۔ گذشتہ دوسو سال کے عرصے میں مشرقی بنگال
کے مسلمان اپنے حقوق سے محروم رکھے گئے۔ اور انہیں بے دردی
سے دبایا گیا۔ تقسیم کے بعد ہی ۳ ½ سال کی مختصر مدت میں مشرقی
پاکستان میں نئی زندگی اور ترقی کی علامات نظر آ رہی ہیں۔

آپ اپنے اردگرد نظر ڈالیں آپ دیکھیں گے آپ بہتر حالت میں رہ رہے ہیں۔ اور ترقی کے راستے پر گامزن ہیں۔ میں مختصراً یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت مستقبل قریب میں مشرقی پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کیا کچھ کرنا چاہتی ہے۔ اور کون سے منصوبے اس کے سامنے ہیں۔ پاکستان کا قومی منصوبہ تیار ہوچکا ہے۔ وہ چھ سال میں پایۂ تکمیل کو پہونچے گا۔

پٹ سن کے پانچ مل کاغذ کے مل۔ کرنافلی کی برقی اسکیم۔ ریلوں کی ترقی۔ بندرگاہ چاٹگام کی توسیع مشینوں کے ذریعہ زراعت۔ چاٹگام کے لئے ڈیزل پاور اسٹیشن۔ کاٹن اسپننگ ملیں وغیرہ۔ یہ مکمل فہرست نہیں ہے۔ اور بھی اسکیمیں ہیں۔ جو مشرقی پاکستان میں جاری ہوں گی بعض صنعتی ادارے بھی مشرقی پاکستان میں قائم ہوں گے۔ اس صوبے کو سوشل کیپٹل کا بھی کافی حصہ ملے گا یہ آپ کے صوبہ کی حکومت کا کام ہے کہ وہ اس سرمایہ کو جو ترقی کے بورڈ کی طرف سے آپ کی حکومت کے حوالے کردیا گیا ہے پوری طرح کام میں لائیں اور ترقی کی ایسی تجاویز

مرتب کریں جو اعداد و شمار اور مکمل اطلاعات پر مبنی ہوں تاکہ وہ انتظامی اور اقتصادی نقطۂ نظر سے قابل قبول ہو۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ چاٹگام کی بندرگاہ پر اب جہاز رکے نہیں رہتے اور اس کی توسیع کا کام برابر جاری ہے یہ امر بھی موجب مسرت ہے کہ چالنا بندرگاہ میں کام شروع ہو گیا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ نیا بندرگاہ بہت جلد ترقی کرے گا۔ اور اس سے صوبے کی تجارت کو فروغ ہوگا۔ ان دونوں بندرگاہوں کی وجہ سے آپ کے صوبے کی معاشی خوشحالی اس درجے کو پہنچ جائے گی کہ آپ اس پر بجا طور پر فخر کر سکیں گے۔

میں اس شوق اور دلچسپی کا بھی خیر مقدم کرتا ہوں جو مشرقی پاکستان کے باشندے ملک کے دفاع سے متعلق امور میں ظاہر کر رہے ہیں۔ یہاں پہلے سے یو، ٹی، سی بوائز کمپنی ایسٹ بنگال انفنٹری، یونیورسٹی ایر اسکواڈرن اور ایر اسکاؤٹ ٹروپ موجود ہیں۔ یو۔ ٹی سی کی توسیع ہو رہی ہے اور ایک قومی فوجی

کیڈٹ کوریونٹ قائم کرنے اور ایک ایسے ادارے کے قیام کی تجویز پر غور ہو رہا ہے جس میں کیڈٹس کو ایسی تربیت دی جائے گی جو انہیں افواج میں بحیثیت افسر شامل ہونے کے قابل بنائے۔

میں اکثر مواقع پر اعلان کیا کہ مہاجرین کی آباد کاری کو ہم نے دفاتر دار سب سے پہلے درجہ دیا ہے مجھے یہ دہرانے کی ضرورت نہیں کہ مجھے مہاجرین کی تکالیف کا گہرا احساس ہے اور ان کی آباد کاری کی فکر ہم کو ہر وقت دامن گیر ہے ان کو بغیر کسی قصور کے بے پناہ مصائب برداشت کرنا پڑے ہیں۔ اور وہ ہماری قومی زندگی کا ایک قیمتی جزو ہیں۔

ہمارے محدود دسال پر دفاع کے زبردست مطالبات ہیں۔ اس کے باوجود حکومت نے زیادہ سے زیادہ اس کی کوشش کی ہے اور کرے گی کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ اقتصادی آسانیاں حاصل ہوں اپنی قوم کے جذبہ ایثار اور استقلال کی بدولت ہم نے ہر اس حملے کا کامیابی سے مقابلہ کیا ہے جو ہماری اقتصادیات پر کیا گیا ہے۔

گذشتہ سال جب کہ سکے کی قیمت گھٹانے کا سوال اٹھا تو ہم نے زیادہ تر غربا کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ اپنے سکے کی قیمت کم نہ کریں۔

باوجود اس کے کہ ہر ممکن کوشش اس بات کی کی گئی کہ ہم سے زبردستی ہمارے روپے کی قیمت کم کرائی جائے ہم نے خدا کا شکر ہے کہ اپنے سکے کی قیمت کو بھی قائم رکھا اور ہماری اقتصادیات کو بھی کوئی نقصان نہ پہنچا۔

اس فیصلے سے اور اس پر ہمارے قائم رہنے سے نہ صرف ہمارے ملک کا وقار دنیا کی نظروں میں بڑھ گیا بلکہ اس سے ہماری قوم کی معاشی حالت پر اچھا اثر پڑا۔ جس ملک کی کرنسی کی قیمت کم ہوگئی ہو۔ وہاں اسی مال کو خریدنے کے لئے زیادہ روپے کی ضرورت ہے۔ اور اس سے عوام کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن پاکستان کو بحیثیت اسلامی ملک کے عوام کے مفاد کی زیادہ فکر رہتی ہے۔ پاکستان کی مالی پالیسی اس اسلامی اصول پر مبنی ہے کہ امراء پر ٹیکس لگایا جائے اور عوام کا معیار زندگی

بلند کیا جائے۔ ہمارے ٹیکس دنیا کے تقریباً سب ملکوں سے زیادہ ہیں۔ مرکزی مجلس قانون ساز (DEATH DUTIES BILL) بھی پاس کر دیا ہے۔

ایک لاکھ سے زیادہ کی مالیت کی جائیدادوں پر بھاری ڈیوٹیز لگائی گئی ہیں۔ اور اس سے مختلف طبقوں میں جو تفریق ہے وہ کم ہو جائے گی۔ ہمارے ٹیکس کی پالیسی بے اندازہ دولت کو صرف چند افراد میں محدود ہو جانے کو یہاں تک روکتی ہے کہ اب حکومت کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ صنعتوں کو قومی اصول پر ترقی دے۔

اختتام سے قبل میں اقلیتوں کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا اقلیتیں ہمارے پاس ایک ٹرسٹ کی حیثیت سے ہیں مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ مشرقی پاکستان میں مسلمانوں اور غیر مسلموں میں خوشگوار تعلقات ہیں۔ میں اقلیتوں سے کہتا ہوں کہ وہ پاکستان پر بھروسہ رکھیں اور اس کی قسمت کے ساتھ کلّی طور پر اپنے کو وابستہ کر دیں۔ میں جہاں بھی گیا ہوں خود اقلیتوں کے

نمائندوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ بڑی تعداد میں اپنے گھروں کو واپس ہو رہے ہیں۔ اور انہیں کوئی بے اطمینانی نہیں ہے۔ میں انہیں دوبارہ یقین دلاتا ہوں انہیں بنیادی حقوق اور مواقع حاصل ہوں گے اور انہیں خوف کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مسلمان اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ اور مساویانہ بلکہ فیاضانہ برتاؤ کریں گے کیونکہ یہ اسلام کی تعلیم اور قائدِ اعظم کے ارشادات کے عین مطابق ہے۔

ایک آزاد جمہوری ملک میں یہ صرف حکومت ہی کا کام نہیں کہ ترقی کی اسکیمیں جاری کرے قوم کی بھی ذمہ داری ہے اور اسے یہ بھی فرض انجام دینا ہے۔ لوگوں کی فوری کوششیں حکومت کی معاون ہوں۔ تو تھوڑی سی مدت میں ملک کی ساری حالت کو بدل سکتی ہیں۔ پاکستان مسلمانوں کی قربانیوں کا ثمرہ ہے۔ اس لئے یہ اُن کا فرض بھی ہے اور حق بھی کہ وہ اس کی تعمیر میں حصہ لیں۔ یہ ایک بڑا دشوار کام ہے۔ جس کے لئے ہر پاکستانی کی ہمکانی قوت سرگرمی اور سعئ پیہم کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری

قوم موقع کی اہمیت کو سمجھ کر کمربستہ ہو جائے گی اور پاکستان کو ایسی مملکت بنانے کے لئے مستقل مزاجی اور دیانت داری سے جدوجہد کرے گی جس پر آنے والی نسلیں فخر کریں گی۔

قائدِ اعظم زندہ باد۔ پاکستان پائندہ باد۔

پاکستان اور دولت مُشترکہ

مسئلہ کشمیر اور قائد ملت کا عزم و تدبّر

پاکستان نے دولت مشترکہ کے ممالک کی تمام کانفرنسوں میں شرکت کر کے انھیں کامیاب بنانے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔

مرحوم وزیر اعظم پاکستان خان لیاقت علی خاں دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی اس کانفرنس کی ابتدائی منازل میں شرکت نہ کر سکے۔ جو جنوری ۱۹۵۱ء میں لندن میں منعقد ہوئی تھی۔ کیونکہ آپ کا خیال تھا کہ جب تک کانفرنس مسئلہ کشمیر پر غور کرنے کو تیار نہ ہوگی اس وقت تک کانفرنس میں ان کی شرکت عبث ہے۔ اس سلسلہ میں قائد ملت نے بتایا کہ یہاں دونوں ممالک کی فوجیں آمنے سامنے کھڑی ہیں اس کے باوجود دولت مشترکہ میں کوئی شخص اسے اہمیت نہیں دے رہا ہے "

آخر دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم نے وزیر اعظم پاکستان کو مطلع کیا کہ وہ کشمیر کے متعلق ایک عام مباحثہ میں حصہ لیں گے۔ لہٰذا قائد ملت نے کانفرنس میں شرکت کرنے کا فیصلہ کیا۔

قائد ملت خان لیاقت علی خاں نے کناڈا کلب لندن کی جانب سے ایک ڈنر کے موقع پر بتایا کہ اگر دولت مشترکہ اپنے اراکین کے تنازعات کو حل کرانے پر تیار نہیں ہے تو اسکا وجود قائم نہیں رہ سکتا اگر دولت مشترکہ کے دو اراکین میں تنازعہ ہے تو اسے حل کرانا تمام اراکین کا فرض ہے ورنہ یہ ادارہ قائم نہ رہ سکے گا چونکہ ہندوستان۔ پاکستان اور لنکا دولت مشترکہ کے مکمل رکن بن چکے ہیں لہٰذا خیالات کی تجدید ضروری ہے نیز یہ امر ناممکن ہے کہ ایک تہائی دنیا کو دکھ درد میں چھوڑ دیا جائے کہ دنیا کو امن نصیب ہو گا۔

کانفرنس مذکور نے دس روزہ اجلاس میں متعدد عنوانات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ جنمیں کوریا۔ چین۔ جرمنی کو دوبارہ مسلح کیا جانا مشرقی وسطی کم ترقی یافتہ ممالک کی اقتصادی ترقی اور اشیاء کی کمی اور خام اشیاء کے متعلق مسائل قابل ذکر ہیں۔

مسئلہ کشمیر ۔ برطانوی وزیر اعظم کے دفتر سے ۱۵ر جنوری ۱۹۵۱ء

کو ایک سرکاری پریس کمیونک جاری کیا گیا تھا۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ برطانیہ۔ کناڈا۔ آسٹریلیا۔ نیوزیلینڈ اور لنکا کے وزرائے اعظم نے مسئلہ کشمیر کے متعلق وزرائے اعظم ہندوستان اور پاکستان سے غیر رسمی ملاقات کی۔ نہایت آزادانہ طور پر تبادلہ خیال کیا گیا اور مسئلہ کے حل کے لئے تجاویز پیش کی گئیں۔ اگرچہ مسئلہ کا کوئی حل نہ مل سکا پھر بھی اختلافات کی شدت میں کافی کمی ہو گئی۔ دیگر وزرائے اعظم نے اس امید کا اظہار کیا کہ ہندوستان اور پاکستان کے وزرائے اعظم مسئلہ کے جلد از جلد حل کے لئے پیش کردہ تجاویز پر غور کریں گے۔

مشرقِ وسطیٰ

اس دوران میں قائد ملت نے مشرقِ وسطیٰ کے متعلق تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"دولت مشترکہ کے ممالک اور دیگر آزاد قومیں اس خطہ کی اقتصادی ترقی اور اعلیٰ معیار زندگی کے لئے کوشش کریں کیونکہ یہ اقدام امن عالم کے قیام میں مفید ثابت ہوگا۔

قائد ملت امریکہ میں

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہہ کامل نہ بن جائے

ریاستہائے متحدہ امریکہ و کینیڈا کے قیام میں قائد ملت نے پاکستان کی تابندہ حقیقتوں پر متعدد تقریریں فرمائیں۔

امریکن کانگریس کے اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے قائد ملت نے فرمایا۔ "ہم نے عزم محکم کیا ہے کہ حکومت پاکستان عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ اپنے اختیارات استعمال کریگی" قائد ملت نے پہلے یہ تقریر امریکی سینٹ میں کی اور بعد ازاں وہی تقریر ایوان نمایندگان میں کی

قائد ملت نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا "اس طرح اسلامی اصولوں کے مطابق جمہوریت آزادی اور مساوات ہمارا مطمح نظر ہے پاکستان میں پاپائیت اور علماؤں کے راج کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ اسلام آزادی ضمیر کا درس دیتا ہے اور پجاد باؤ کی مذمت کرتا ہے۔ اسلام ہر طرح مساوات کا علمبردار ہے۔ ایمانداری کے ساتھ ہر شخص کو اس کی صلاحیت اور دیانتداری کے مطابق اس کا صلہ

(۵ مئی ۱۹۵۰ء)

دیتا ہے:-

"اسلام ذاتی مالکانہ حقوق کا قائل ہے۔ اگرچہ وہ ایک جگہ دولت کے غیر معقول اجتماع کو پسند نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ غیر مساویانہ تقسیم کے بھی خلاف ہے۔"

"میں آپ کے اس جذبہ کی قدر کرتا ہوں کہ عوام کی خواہش سب سے زیادہ سبقت رکھتی ہے اور آپ تحقیق و تدوین کے جذبات سے معمور ہیں۔ آپ کے جذبہ شہری آزادی کا بھی قائل ہوں جس سے ہر شخص کو وسیع میدان ملتا ہے کہ وہ ترقی کر سکے۔ آپ کی بلند کرداری نے آئین و قانون کے احترام کو قائم رکھا ہے اور یہی آزادی کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔

جغرافیائی لحاظ سے پاکستان کو معرض وجود میں آئے ہوئے ابھی تین سال کا عرصہ بھی نہیں گزرا۔ ابھی دنیا کو یہ معلوم نہیں کہ کن وجوہات کی بنا پر پاکستان بنانے کی ضرورت محسوس کی گئی اور نہ شاید دنیا کو یہ معلوم ہے کہ ہمارے دلوں میں کیا جذبات اور امنگیں مخفی ہیں۔ پاکستان دس کروڑ مسلمانوں کے اس آہنی عزم کا مظہر ہے

کہ جسے کوئی نہیں دبا سکتا۔ ان دس کروڑ مسلمانوں نے محسوس کیا
کہ وہ ایک جداگانہ قوم ہیں اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جب
وہ ایک ایسے برّ صغیر میں آباد ہیں جہاں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان
رہتی ہیں اور جسے دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دونوں اقوام امن واطمینان
سے رہ سکتی ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ سیاسی طور سے اقلیت میں رہ کر
متّحدہ ہندوستان میں بالکل ہی بے اثر ہو جائیں۔ انہیں یقین تھا
کہ صرف اسی طرح اسلام کے ماننے والوں کو اس قدر کثیر تعداد میں
آزادی کے ساتھ اپنے تمدّن کو ترقی دے کر اپنے طرز حیات پر
زندگی بسر کرنے کا موقع ملے گا۔ اور وہ آزادی کے ساتھ رہ سکینگے۔

پاکستان کی بُنیاد اس لئے رکھی گئی ہے کہ کروڑوں مسلمان
اپنے خیال کے مطابق زندگی گذار سکیں اور اپنے خدا کی عبادت
کر سکیں۔ ہم اسے بہتر سمجھتے ہیں کہ ہم دو گھروں میں امن سے
رہیں۔ لیکن یہ حالت اچھی نہیں۔ کہ ہم ایک ہی گھر میں رہ کر روزانہ
جنگ کیا کریں۔ آپ کے اس عظیم مملکت کے بانیوں کی طرح جو باہر
سے تو نہیں آتے تھے۔ لیکن انہوں نے اصولی طور سے کامیابی

حاصل کی۔

یہ جذبہ آزادی وہ جذبہ ہے جو ہر فضا میں، ہر ملک میں پیدا ہوتا ہے اور ہر دل اس کی طرف کھنچتا ہے۔ ہم اس جذبہ سے معمور ہو گئے اور پھر اس سے پیچھے نہیں ہٹے۔ بلکہ اس میں کامیابی حاصل کی۔ اور برصغیر دو آزاد مملکتوں میں تقسیم ہو گیا۔ اس تقسیم کا مقصد یہ ہرگز نہ تھا کہ اقلیتوں کا خاتمہ کر دیا جائے بلکہ ہم نے اس تقسیم سے اس منزل پر جا کر دم لیا جہاں ایشیا کی تعمیر کو شدید نقصان پہونچنے کا احتمال نہیں رہا۔ جو ہمارے لئے بہت زیادہ مضر اور نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ ہماری زندگی کا آغاز ہے۔ آزادی کا حصول ایک دم نہیں ہوتا۔ لیکن ہم رو بہ ترقی ہیں۔

تخم بو دیا گیا ہے اور قبل اس کے کہ پودا جڑ پکڑلے نمودار ہو اور پھلے پھولے اس میں بہت سے ہاتھوں کی ضرورت ہوگی۔ ہمارا آئین ابھی بھٹی میں ہے۔ اور عوام کے صحیح نمائندگان اسے اس طرح بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ وہ ہمارے

نیچے جذبات کا آئینہ دار ہو۔

پختہ اور محکم آئین سازی کے لئے ضرورت ہے کہ لوگ اپنے دلوں اور دماغوں کو ٹٹولیں۔ جب تک کہ کوئی قوم یہ نہ سمجھ لے اور یہ نہ سوچ لے کہ وہ قیام زندگی کے لئے قوتِ روحانی کی حامل ہے اور اپنی رُوح اور ضمیر کی گہرائی سے نکلنے والی آواز کو محسوس نہ کرلے اس وقت تک ان اصولوں اور نظریوں کی بُنیاد گہری نہیں ہوتی جو زمانہ قدیم سے معظم و محترم ہیں۔ اور آئین سے وابستہ ہوتے ہیں۔

ہم نے انتہائی ایمانداری سے اپنے دلوں کا جائزہ لیا اور اگرچہ ہمیں بہت کچھ کرنا باقی ہے تاہم ہمارے مخصوص پہلو واضح ہیں۔ ہم اس دستور کو بغیر شک و شبہ اور بحث و مباحثہ کے کھلے ہوئے ضمیر کے ساتھ عملی شکل دے رہے ہیں۔ ہم نے ایک ایسا وفاق بنانے کا عزم کرلیا ہے جس کا ہر جزو اندرونی طور پر آزاد ہو اور جس میں بُنیادی انسانی حقوق، طبقاتی مساوات امکانات ارتقار معاشی و سیاسی عدل، آزادیٔ رائے، نظریہ

عقیدہ، عبادت اور اجتماع کی پکی ضمانت دی جائے گی۔

ہم نے عہد کیا ہے کہ ہمارے ملک میں مسلمان اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کر سکیں گے۔ لیکن ہم اس اکثریت کو نہ بھولیں گے جس سے خائف ہو کر مسلمانوں نے جداگانہ آزاد مملکت قائم کی۔ ہم نے اپنی اقلیت کو مکمل شہری آزادی دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ان کی تہذیب وعبادت قطعاً آزاد ہو گی۔ پست اقوام کے حقوق کا خصوصیت کے ساتھ خیال رکھا جائے گا۔ اور ان کے حقوق انہیں دیئے جائیں گے۔ ہم نے عہد کیا ہے کہ حکومت عوام کی منتخب نمائندوں کی معرفت اپنے اختیارات استعمال کرے گی اس سلسلہ میں نظم وضبط جمہوریت آزادی اور سوشل انصاف ہمارا مطمح نظر ہے۔ اس لئے ہمارے ہاں غلط ملاؤں کیلئے کوئی جگہ نہیں۔

اسلام ہر شخص کی مساویانہ حیثیت کو تسلیم کرتا ہے۔ ہر شخص کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت انکی کوششوں کا مناسب اور جائز ثمر دیتا ہے۔ ذاتی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے، دولت کا ذخیرہ جمع کرنے کا مخالف

ہے - بلکہ اس کی تقسیم اور سب کو مساویانہ درجہ دینے کا حامی ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ آزادی انسان کو بڑا نہیں بناتی بلکہ انسان کو بڑھ کر آزادی کے قابل بننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ گذشتہ چند صدیوں میں جو دور ہم پر گزرے ہیں اسے بھی ہم جانتے ہیں کہ دنیا نے ہمیں پیچھے چھوڑ دیا۔ ہمارے ذرائع کا دروازہ بند رہا۔ ہماری صلاحیتوں کا استعمال نہیں کیا گیا اور ہمارے ذرائع نہایت ہی محدود رہ گئے۔

ان تمام حالات کے باوجود ہم اپنے موقف پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ اور ہم پاکستانیوں نے تہیہ کر لیا ہے کہ گذشتہ سرمایہ کو ہم جلد سے جلد حاصل کرنے کی کوشش کرینگے تاکہ ہم اپنے دیگر آزاد بھائیوں کے شانہ بشانہ قدم بہ قدم چل سکیں۔" (تلخیص)

اُلٹ جائیں گی تدبیریں، بدل جائیں گی تقدیریں
حقیقت ہے، نہیں میرے تخیّل کی یہ خلّاقی

دورۂ امریکہ سے واپسی پر

(قائدِ ملت نے دورۂ امریکہ سے واپس تشریف لاکر دارالسلطنت کراچی میں ۱۹ر جولائی ۱۹۵۰ء کو تقریر نشر فرمائی جس میں افرادِ ملت کو اپنی سرگرمیوں سے آگاہ فرمایا)

"جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے میں اور بیگم صاحبہ ابھی ابھی امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کرکے واپس آئے ہیں۔ ہمیں واپسی پر پاکستان اور دیگر ممالک سے بہت سے دوستوں اور بہی خواہوں کے تار، خط اور پیغام ملے ہیں جن میں ہماری بخیریت واپسی خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے اور امریکہ میں جو کام ہم نے کیا ہے اس کو سراہا گیا ہے افسوس ہے کہ ان سب کو ہم علیحدہ علیحدہ جواب نہیں بھیج سکے۔ اپنی اور بیگم لیاقت علی خاں کی طرف سے میں ان سب کا تہ دل سے

شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، ہمارے متعلق جن پُر خلوص جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ہم ان سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور سب کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ پاکستان کی خدمت ہمارا ایمان ہے اور ہماری سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق اور موقع عطا فرمائے کہ ہم اپنے آخری سانس تک اپنے عزیز وطن پاکستان اور اپنی قوم کی خدمت کر سکیں۔

میں پریذیڈنٹ ٹرومین کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے امریکہ آنے کی دعوت دی جس سے مجھے نہ صرف امریکہ کے لوگوں سے ملنے اور ان کے شاندار ملک کو دیکھنے کا اتفاق ہوا بلکہ اس کا بھی موقع ملا کہ میں اس ملک کے لوگوں کو پاکستان کے وجود میں آنے اس کی مختصر لیکن پُر واقعہ تاریخ اور اس کے باشندوں کے اسلامی نظریہ حیات کے متعلق کچھ بتا سکوں۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ دنیا میں اکثر لوگ پاکستان کے نام اور حالات سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں کیونکہ پاکستان کو قائم ہوئے ابھی تین سال بھی نہیں ہوئے لیکن خوشی کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو بھی پاکستان کے حالات سے کچھ واقفیت ہوئی ہے۔ وہ حیرت

کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکے اور انہوں نے پاکستان کے باشندوں کو اُن کی قربانی، اور اولعزمی اور ہمّت پر مبارکباد دی ہے۔ میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ پاکستانی اس مبارکباد کے جائز طور پر مستحق ہیں۔

ہم تین مئی کو واشنگٹن پہنچے اور تین روز وہاں ٹھہرنے کے بعد نیویارک، شکاگو، کینساس، سان فرانسسکو، لاس انگلیس، ہوسٹن نیو آرلین اور سکنک ٹڈی ہوتے ہوئے ۲۳ر مئی کو بوسٹن پہنچے جہاں ۲۶ر مئی کو ہمارا دورہ ختم ہوا۔ ہم نے امریکہ کے تقریباً ہر حصّے کا ایک نہ ایک بڑا شہر دیکھا ہے۔ امریکہ ایک بہت بڑا ملک ہے اور صرف اس میں سفر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ کے مشرقی صوبوں کی تہذیب مغربی صوبوں سے کتنی مختلف ہے اور جنوبی صوبوں کی ان دونوں سے کس حد تک ایک علیحدہ نوعیت رکھتی ہے یہ اختلاف بنیادی نہیں ہیں لیکن کافی اہمیت رکھتے ہیں۔ امریکہ میں یورپ کے ہر ملک سے لوگ آکر آباد ہوئے ہیں اور ان سب نے امریکن تہذیب کے ارتقاء میں ایک نمایاں حصّہ لیا ہے۔ اس ملاوٹ سے امریکن زندگی میں ایک خاص طرح کی تازگی پیدا ہوگئی ہے۔ ایک نووارد کے لئے یہ چیز انتہائی

دلچسپی کا باعث ہوتی ہے۔

امریکہ میں ہمیں ہر طرح کے لوگوں سے ملنے اور طرح طرح کے ادارے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ مغربی امریکہ میں ہم نے زراعتی تجربہ گاہیں دیکھیں جن میں جدید ترین مشینوں سے کھیتی باڑی کی جاتی ہے غرضیکہ امریکن زندگی کا شاید ہی کوئی شعبہ ہوگا جو ہم نے نہ دیکھا ہو ہم نے ہر چیز کو اسی نقطۂ نگاہ سے دیکھا کہ کس حد تک اور کس شکل میں پاکستان میں منتقل کی جا سکتی ہے ہمارے ذہن سے پاکستان کی ترقی اور اس کا مفاد ایک لمحے کے لئے بھی فراموش نہیں ہوئے۔ یہ سفر نہ صرف دلچسپ تھا بلکہ بہت مفید بھی ثابت ہوا۔ جو کچھ ہم نے ان ملکوں سے سیکھا ہے وہ ہمیں پاکستان کی خدمت میں بہت کار آمد ثابت ہوگا۔

ہم جہاں بھی گئے ہمارا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا گیا اور نہایت فراخدلی سے ہماری تواضع کی گئی، سچ تو یہ ہے کہ امریکہ اور کینیڈا کے لوگوں نے ہماری خاطر و مدارات میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور مہمان نوازی کے حقوق نہایت خلوص اور تپاک سے ادا کئے۔

ہمیں جب بھی امریکہ اور کینیڈا کے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا

ہم نے ان سے پاکستان کا ذکر کیا اور ان کو بتایا کہ وہ کیا جذبات تھے جنہوں نے دس کروڑ مسلمانوں کو پاکستان حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے پر آمادہ کیا۔

ہم نے یہ بات بھی واضح کر دی تھی کہ پاکستان میں اقلیتوں کو وہی حقوق حاصل ہیں جو پاکستان کے مسلمانوں کو۔ پاکستان کی حکومت اس کے لئے ہر وقت کوشاں رہتی ہے کہ اقلیتوں کی نہ صرف کسی طرح حق تلفی نہ ہو بلکہ ان سے نہایت فراخدلی کا سلوک کیا جائے۔

پاکستان کے متعلق دوسری غلط فہمی جو پھیلائی گئی تھی وہ یہ تھی کہ ہماری عورتیں پسماندہ ہیں اور ان کو کوئی حقوق حاصل نہیں ہیں وہ سماجی زندگی میں کوئی حصہ نہیں لیتیں۔ اور نہ ان کی کوئی آواز ہے۔ ہم نے ان کو بتایا کہ معاملات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ اسلام دنیا میں پہلا مذہب ہے جس نے عورتوں کو مناسب حقوق دیئے۔ آج پاکستان کی عورتوں کو وہی حقوق حاصل ہیں جو دنیا کے کسی اور ملک میں ان کو حاصل ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کے قیام میں عورتوں نے جو حصہ لیا ہے اور جو کام کر دکھایا ہے وہ مردوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ مہاجرین کی دیکھ بھال میں عورتوں نے

جس قربانی اور خلوص سے کام لیا ہے اس کے لئے وہ ہمیشہ ممنون اور شکر گذار رہیگی
آج زندگی کا کوئی شعبہ نہیں جس میں پاکستان کی عورتیں حصہ نہ لے رہی ہوں
نہ صرف ان کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے بلکہ وہ صوبائی اور مرکزی مجالس
قانون سازی ممبر ہیں اور اپنے فرائض نہایت خوبی سے ادا کر رہی ہیں۔ یہ
سُن کر امریکہ اور کینیڈا کے لوگوں کو حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔

ہم نے امریکہ کے لوگوں کو یہ بھی بتایا کہ پاکستان کو ترقی دینے کے لئے ہمارے
سامنے کیا کیا تجویزیں ہیں اور ان میں سے کن کن پر عمل ہو رہا ہے۔ ہماری صنعتی اسکیموں
سے وہ لوگ جو پاکستان سے تجارتی تعلقات پیدا کرنا چاہتے ہیں، بہت متاثر ہوئے
ہم نے امریکہ اور کینیڈا میں جگہ جگہ ان لوگوں سے جو صنعت و حرفت اور تجارت
میں ممتاز ہیں تفصیل سے پاکستان کی صنعتی اور تجارتی اور زراعتی ترقی کی نسبت
بات چیت کی۔ ہمارے لئے یہ خوشی کا مقام ہے کہ جو لوگ بھی ہم سے ملے وہ پاکستان
کے حالات نہ صرف شوق سے سنتے تھے بلکہ اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ
جاننے کے مشتاق تھے پاکستانیوں کی ہمت اور قربانی سے وہ بے انتہا متاثر
ہوئے ہیں اور مجھ سے اکثر لوگوں نے یہ کہا کہ محض ستّر لاکھ مہاجرین کو بسانے
کا کام اتنا مشکل ہے کہ اس کو کامیابی سے پورا کرنا ایک معجزہ نظر آتا ہے۔

قائد ملت ـ وزیر خارجہ پاکستان چودھری ظفراللہ خاں کے
ساتھ پاکستان کے خارجی مسائل پر غور فرما رہے ہیں





خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

قائد ملت امریکن
ایوان کانگریس
میں تقریر
فرما رہے ہیں

کینیڈا میں بھی پاکستان کے لئے عقیدت اور محبت کا اظہار کیا گیا خاص طور پر اس لئے کہ پاکستان اور کینیڈا دونوں کامن ویلتھ آف نیشنز کے ممبر ہیں میں نے وہاں کے ہاؤس آف کامنز اور سینٹ کے متحدہ اجلاس میں تقریر کی جس کو نہایت شوق اور دلچسپی سے سنا گیا۔ جب میں مسٹر میکنزی کنگ، سے جو ایک عرصہ دراز تک کینیڈا کے وزیر اعظم رہ چکے ہیں ملنے گیا تو وہ مجھ سے بغلگیر ہوئے اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ میں نے تیس سال سے کینیڈا کی پارلیمنٹ میں ایسا جوش و خروش نہیں دیکھا جس کا اظہار میں نے تمہاری تقریر پر ریڈیو میں سنا ہے۔

میں خوب جانتا ہوں کہ ہماری ان ملکوں میں جو آؤ بھگت ہوئی ہے وہ صرف اسی لئے تھی کہ ہم پاکستان کے باشندوں کے نمائندے تھے اور انہوں نے پچھلے تین سال میں جو کچھ کر دکھایا ہے وہ دنیا کی تاریخ میں ایک یادگار رہے گی اور دنیا اس کو عزت کی نظر سے دیکھتی ہے۔

اس سفر کے دوران میں ہم نے انگلستان امریکہ اور کینیڈا میں ان ملکوں کے مدبرین، سیاست داں اور صاحبِ اختیار لوگوں سے

پاکستان کے مسائل اور اس کے استحکام کی نسبت گفتگو کی، اور ان چیزوں کے حصول کی نسبت بھی گفت و شنید ہوئی جو پاکستان کی مضبوطی اور اس کے استحکام کے لئے درکار ہیں۔

پاکستان آنے سے پہلے ہمیں اپنے علاج کے لئے تین ہفتے ایک ہسپتال میں ٹھیرنا پڑا۔ اس عرصے میں ہماری سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ ہم جلد از جلد اپنے وطن عزیز کو لوٹیں اور قوم کی خدمت کا کام پھر جاری رکھ سکیں۔

میں آخر میں اپنی قوم، پاکستان کی حکومت اور خود اپنی طرف سے امریکہ اور کینیڈا کی حکومتوں اور باشندوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری اتنی آؤ بھگت کی اور انکو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے دل میں ان کیلئے پرخلوص دوستی کا جذبہ ہے اور ہم ان کی ترقی اور خوشحالی کیلئے اور دنیا میں امن کی سلامتی کیلئے دست بدعا ہیں۔

آیئے ہم مل کر خدا کے حضور میں یہ بھی دعا کریں کہ وہ ہمیں اس کی توفیق دے کہ ہم اپنے فرائض کو جن میں سے پاکستان کی ترقی اور حفاظت ہمارا سب سے بڑا فرض ہے خوبی سے انجام دے سکیں اور ہماری محنت بار آور ہو اور ہم دنیا کو ایک صحیح اور قابل تقلید اسلامی طرز زندگی کا نمونہ پیش کر سکیں۔

پاکستان زندہ باد (تلخیص)

پاکستانی سرحدوں پر بھارتی فوجوں کا اجتماع

اور

قائدِ ملت کی مدافعانہ سرگرمیاں

۱۵؍ جولائی ۱۹۵۱ء کو قائدِ ملت نے ایک پریس کانفرنس میں حسبِ ذیل بیان دیا:-

"مشرقی پنجاب اور جموں و کشمیر میں ہندوستان کی فوجوں کا اجتماع ہو رہا ہے۔ اس فوجی نقل و حرکت سے ہندوستان کی فوجوں کا بیشتر حصہ اب پاکستان کی سرحد کے سامنے مجتمع ہو گیا ہے۔ خاص طور سے ہندوستان کی بکتر بند فوج اس طرح آگے بڑھ آئی ہے کہ مغربی پاکستان پر آسانی سے حملہ آور ہو سکتی ہے

اس سے پاکستان کے تحفظ اور بین الاقوامی امن کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

میں نے بین الاقوامی امن اور دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات ہمسائیگی کے مفاد میں وزیر اعظم ہندوستان سے کہا ہے کہ اس خطرہ کو دُور کر دیں جو ہندوستان کی مسلح فوجوں کے پاکستانی سرحدوں تک بڑھ آنے سے پیدا ہو گیا ہے۔

یاد ہو گا کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہندوستانی فوج کے اس سے قلیل تر حصہ کے پاکستان کی سرحدوں کے پاس اجتماع سے ایسی نازک صورت حال پیدا ہو گئی تھی کہ خود وزیر اعظم ہندوستان کے قول کے مطابق دونوں ملک جنگ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ میں گذشتہ تمام سال وزیر اعظم ہندوستان کو جنگ نہ کرنے کے ایک موثر اعلان پر آمادہ کرنے کی انتہائی کوشش کرتا رہا جس کے تحت ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تمام تنازعات تسلیم شدہ پُر امن طریقوں یعنی گفت و شنید، مصالحت اور ثالثی کے ذریعے طے ہوتے۔ بدقسمتی سے وزیر اعظم ہندوستان نے وہ فارمولا قبول نہیں کیا۔ جو میں نے پیش کیا تھا اور جس سے دونوں

ملکوں کے درمیان تمام تنازعات فیصل ہونے کا ایک موثر طریقہ طے ہو جاتا ہے۔

ہندوستان اور پاکستان کے درمیان سب سے اہم اور سب سے خطرناک تنازعہ جموں اور کشمیر کی ریاست کے متعلق ہے۔ اس ریاست کا سب سے زیادہ آباد اور قیمتی حصہ ہندوستان کی فوجوں کے قبضہ میں ہے۔

اس بین الاقوامی راضی نامہ کے بالکل برعکس جو کمیشن اقوام متحدہ برائے ہندوستان و پاکستان کی قرارداد مورخہ ۱۳ راگست ۱۹۴۸ء اور ۵ رجنوری ۱۹۴۹ء میں درج ہے ہندوستان کشمیر سے اپنی فوجیں ہٹانے سے مسلسل انکار کرتا رہا اور فوجی ذرائع سے کشمیر پر اپنا غیر منصفانہ قبضہ قائم رکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔

پاکستان نے تنازعہ کشمیر کا پُرامن تصفیہ کرنے کے لئے مجلس تحفظ اور اس کے نمائندوں سے پوری طرح اشتراک عمل کیا تاکہ کشمیر کے باشندے ہر خوف اور جبر سے آزاد ہو کر اپنا حق خود ارادیت استعمال کر سکیں۔

اس پالیسی کے مطابق پاکستان نے مجلس تحفظ کی ۳۰ مارچ ۱۹۵۱ء کی قرارداد قبول کر لی جس کے تحت ڈاکٹر گراہم کو مجلس اقوام کا نمائندہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس قرارداد میں دونوں ملکوں سے کہا گیا تھا کہ "وہ تمام ممکنہ اقدامات کریں کہ ایسا ماحول پیدا ہو اور قائم رہے جو مزید گفت و شنید کی ترغیب کے لئے سازگار ہو۔ اور ایسے فعل سے باز رہیں جس سے منصفانہ اور پُرامن حل پر بُرا اثر پڑنے کا امکان ہو"

ہندوستان نے یہ قرارداد نامنظور کر دی اور سلامتی کونسل کی خواہشات نظر انداز کرنے پر تُلا نظر آتا ہے۔ وہ عمداً ایسی صورتِ حال پیدا کر رہا ہے جو منصفانہ اور پُرامن حل کے منافی ہے۔ اس مقصد کے پیش نظر وسیع پیمانہ پر یہ پروپیگنڈا شروع کیا گیا کہ پاکستان کے اخبارات اور پاکستانی جمہور کو ہندوستان کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بھڑکا رہے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستانی اخبارات اور ہندوستانی قائدین جنگ کے لئے ان سے کہیں زیادہ سنگین اور پر زور طریقہ پر اشتعال پیدا کر رہے ہیں ۔ اس کے بعد نشر و اشاعت کی ایک مہم شروع کی گئی جس کا مقصد چند سرحدی حادثات کو حد

سے زیادہ اچھالنا اور بڑھا چڑھا کر پیش کرنا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ ڈھائی سال میں جموں اور کشمیر میں جنگ بندی کے خط پر ہندوستانی فوجوں کی وجہ سے سینکڑوں حادثے رونما ہوئے۔

پاکستانی سرحدوں پر ہندوستانی فوجوں کا جو زبردست اجتماع ہوا ہے اس کی روشنی میں اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تمام پروپیگنڈا پہلے سے تیار کئے ہوئے منصوبہ کا جزو تھا اور اس کا مقصد ہندوستانی فوجوں کی پیشقدمی پر پردہ ڈالنا تھا۔ اب یہ دنیا کا کام ہے کہ وہ ہندوستان کے جارحانہ اقدامات کے بارے میں خود ہی فیصلہ کرلے۔

پاکستان نے اپنے افعال سے تمام دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہندوستان کے ساتھ اپنے تنازعات کو منصفانہ اور پرامن طریقہ پر حل کرنے کا خلوص کے ساتھ خواہشمند ہے لیکن پاکستان طاقت کے دباؤ سے مرعوب یا متاثر نہیں ہوگا۔ خدا کے فضل و کرم سے پاکستان نے ہر مصیبت کا کامیابی سے مقابلہ کیا ہے

پاکستان کی حکومت اور عوام کو ہر ناجائز مطالبہ کا مقابلہ کرنے اور ہر جائز حق کی حمایت کرنے کے سلسلے میں اپنی قوت پر اعتماد ہے اور وہ ہر صورت حال کا اسی پر اطمینان جرارت اور اعتماد سے مقابلہ کرینگے جو ہمیشہ ان کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔"

امن و صلح کا مبارک منصوبہ

قائدِ ملّت کے پانچ تاریخی نکات

قائد ملت نے ۲۵ جولائی ۱۹۵۱ء کو مسٹر جواہر لال نہرو کو جو جواب بھیجا ہے اس میں پانچ ٹھوس تجاویز پر مشتمل امن کا ایک منصوبہ پیش کیا گیا ہے اور اگر مسٹر نہرو اس منصوبہ کی کسی تجویز پر گفتگو کرنا چاہیں تو "پُر امن ماحول کی بحالی کے لئے پہلا ضروری اقدام یعنی مجتمع فوجوں کی واپسی مکمل ہوتے ہی" انہیں کراچی آنے کی پُر خلوص دعوت دی گئی ہے۔

وزیر اعظم پاکستان کا مکمل جواب درجِ ذیل ہے :-

" مجھے آپ کا تار نمبر پرائمن ۲۱۵۸۷ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۵۱ء

موصول ہوا۔ میں نے اپنے گزشتہ تار میں جسے آپ نے پروپیگنڈے سے تعبیر کرنا پسند کیا۔ صرف چند حقائق بیان کئے تھے جو شاید ناگوار ہوں مگر اس کے باوجود صحیح ہیں۔

۲۔ موجودہ بحران کا سبب پاکستان کی سرحدوں کے مقابل ہندوستانی فوجوں کا اجتماع ہے اور پہلے ہمیں نقص امن کے اس خطرے کو دور کرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ لیکن چونکہ اس مراسلت کے دوران میں متعدد مسائل پیش کئے گئے ہیں اس لئے مجبوراً مجھے ان کا مختصراً ذکر کرنا ضروری ہے۔

۳۔ اوّل یہ کہ جوناگڑھ کے سلسلہ میں مجھے آپ کو یہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ جوناگڑھ نے پاکستان سے الحاق کیا تھا۔ اس پر ہندوستانی فوجوں نے حملہ کیا اور اس پر ہندوستان کا قبضہ پاکستان کے خلاف ایک مسلسل جارحانہ اقدام ہے۔ یہ مقدمہ سلامتی کونسل کے زیر غور ہے۔ اسی طرح حیدرآباد کے خلاف ہندوستان کے جارحانہ اقدام کا معاملہ بھی سلامتی کونسل کے روبرو ہے۔ نیپال کی آزادی کی بیخ کنی ان مہموں سے ہوئی جو ہندوستانی علاقہ سے چلائی گئیں اور

اب نیپال فی الواقع ہندوستان کے ماتحت ہے۔ اگر ثبوت کی ضرورت ہو تو نیپال کے اندر ہندوستانی فوجوں کے عمل کے متعلق میرے حوالہ کے خلاف حکومت نیپال کا احتجاج کرنا اس ماتحتی کا صرف ایک مزید ثبوت ہے۔

ہندوستان کی مسلح افواج

آپ نے ۱۹۵۰-۵۱ء میں ہندوستانی فوج کا مبیّنہ تخفیف کا ذکر کیا ہے۔ اول تو کسی ملک کی فوجی طاقت کا انحصار بحیثیت مجموعی اس کی مسلح افواج کی طاقت پر ہوتا ہے نہ کہ صرف فوج کی ایک شاخ پر۔ آپ کے بحریہ اور ہوائیہ میں مسلّمہ طور سے کافی اضافہ ہوا ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تقسیم ملک کے بعد آپ کی مسلح فوجوں میں بحیثیت مجموعی اضافہ ہوتا رہا ہے۔

دوسرے یہ کہ برّی فوج کے سلسلہ میں بھی نام نہاد تخفیف اس کی جنگی طاقت میں ایک موثر تخفیف نہیں ہے بلکہ وہ محض ایک تنظیم نو ہے اور ہندوستانی ریاستوں کی ان افواج سے ناکارہ آدمیوں کو چھانٹا گیا ہے۔ جو افواج شامل کرلی گئی ہیں۔ یہ ریاستی فوجیں ماضی میں

ہمیشہ دوسرے درجہ کی فوجیں سمجھی جاتی تھیں اور ان کی تنظیم نو اور ہندوستانی فوج میں ان کے ایک جزو کی حیثیت سے شامل ہونے سے ان کی جنگی طاقت میں واقعی اضافہ ہوا ہے۔

حقیقتِ امر یہ ہے کہ ہندوستانی فوج کی موثر جنگی طاقت بڑھائی گئی ہے بالخصوص ہندوستانی توپ خانہ میں نمایاں اضافہ کے ذریعہ جو فوج کے حملہ کرنے کا ایک بڑا حربہ ہے۔

دفاع کے بجٹ بابت ۵۱-۱۹۵۰ء کی بحث میں آپ کے وزیر دفاع نے یہ یقین دلایا تھا کہ "فی الحال ہم اپنی بری - بحری یا ہوائی فوج کی طاقت کم کرنا نہیں چاہتے" یہ امر اس واقعہ سے ثابت ہوجاتا ہے کہ فوج کے متعلق بجٹ کا ابتدائی تخمینہ ۵۱-۱۹۵۰ء میں ۱۳۱ کروڑ روپے تھا اور ترمیم شدہ بجٹ ۱۴۴ کروڑ روپے تک پہنچ گیا۔

۵۔ تقسیم ملک کے وقت ہندوستان کی مسلح افواج کی طاقت پاکستان سے دگنی تھی۔ اس کے بعد آپ نے اس تفاوت کو بڑھانے کی مسلسل کوشش کی ہے۔ اس کے لئے آپ نے نہ صرف اپنی مسلح

افواج میں متواتر اضافہ کیا گیا بلکہ پاکستانی افواج کو وہ اسٹور دینے سے انکار کر کے بلے دست و پا بنانے کی بھی کوشش کی جو تقسیم ملک کے معاہدہ کی رو سے اس کا جائز حصہ تھا۔ چنانچہ پاکستان کو اس ساز و سامان کی خریداری پر کافی رقوم خرچ کرنے پر مجبور کیا گیا ہے جو ہندوستان نے ناجائز طریقہ سے روک لیا۔

اس کے باوجود پاکستان کے دفاع کے بجٹ کے اضافے ان اضافوں کے نصف سے بھی کم ہیں جو ہندوستان کے دفاع کے بجٹ میں ہوئے ہیں۔

لہذا یہ کہنا حقائق کا منہ چڑھانا ہے کہ پاکستان کے اقدامات کی وجہ سے آپ نے اپنی مسلح فوجوں میں کمی نہیں کی۔ دونوں ممالک کی مسلح فوجوں میں تفاوت کی وجہ سے یہ کہنا قطعاً مضحکہ خیز ہے کہ پاکستان کی جانب سے ہندوستان پر حملہ کا کوئی خطرہ ہے۔ ہندوستان کی مسلح فوجوں کی زیادہ تعداد پڑوسی علاقہ میں وقتاً فوقتاً ان کے استعمال کئے جانے کے طریقہ اور پاکستان کی سرحدوں کے مقابل آپ کی فوجوں کے اجتماع سے پاکستان کے تحفظ کے لئے متواتر

خطرات کے پیش نظر کسی شخص کو اس امر میں شبہ نہیں رہ سکتا کہ جارحانہ اقدام کا امکان کس جانب سے ہے۔

پریس اور ہندو مہاسبھا

۶۔ میں آپ کے اس بیان پر سخت متعجب ہوں کہ ایک چھوٹے اور غیر ذمہ دار حلقہ کے علاوہ ہندوستانی اخبارات میں پاکستان کے خلاف جنگ کے لئے کوئی پروپیگنڈا نہیں ہوا۔ یقیناً آپ اس سے لاعلم نہیں ہو سکتے۔ کہ آپ کے ملک میں دوسری سب سے بڑی سیاسی جماعت یعنی ہندو مہاسبھا نے جس کے وسیع اثر سے سب واقف ہیں۔ تقسیم کو ختم کرنا جو پاکستان کے خاتمہ کے مترادف ہے علی الاعلان اپنا نصب العین قرار دیا ہے جو جماعت اس مقصد کے لئے شدید اور مسلسل پروپیگنڈے کر رہی ہے۔ لیکن ہندوستان میں ہندو مہاسبھا واحد سیاسی جماعت نہیں ہے جو ایسا کر رہی ہے۔

ہندوستانی اخبارات پر سرسری نظر ڈالنے ہی سے پاکستان کے خلاف پروپیگنڈے کی شدت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ دیگر معاملات کی طرح اس معاملہ میں بھی کسی بھی غیر جانبدار شخص کا فیصلہ

ماننے کو تیار ہوں۔

ایک جائز اور غیر منفک حق

پاکستان میں پروپیگنڈے کے متعلق آپ کے حوالے غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ پاکستان نے صرف اس بات پر زور دیا ہے کہ کشمیر میں اقوام متحدہ کے زیر نگرانی آزاد و غیر جانبدارانہ استصواب رائے عامہ منعقد کیا جائے تاکہ باشندگان کشمیر دباؤ اور جبر سے آزاد ہو کر اپنا حق خود ارادیت استعمال کر سکیں۔ اس بنیادی حق کے متعلق آپ کی حکومت کے مسلسل انکار اور اس ریاست پر آپ کی مسلح فوجوں کے مسلسل قبضہ ہی کی وجہ سے نہ صرف باشندگان پاکستان بلکہ تمام دنیا کے امن پسند باشندے مایوس ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ اس مایوسی کا اظہار ہے جس پر آپ چراغ پا ہو رہے ہیں۔

آپ باشندگان کشمیر پر طاقت کے ذریعہ فیصلہ نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر پاکستان نیز کشمیر کے باشندے یہ کہتے ہیں کہ وہ اس طرح فیصلہ نافذ کرنے کی اجازت نہیں دینگے تو وہ اپنے جائز اور

غیر منفک حق پر زور دینے کے علاوہ کچھ اور نہیں کر رہے ہیں۔ پاکستان کے ذمہ دار اشخاص کے جن بیانات اور تقریروں کے آپ نے اقتباسات پیش کئے ہیں۔ ان کا بھی صرف یہی مطلب نکل سکتا ہے۔ ان بیانات اور تقریروں کی وجہ آپ۔ آپ کے وزراء اور دیگر اشخاص مثلاً مسٹر ٹنڈن صدر انڈین نیشنل کانگرس کی نہایت ہی اشتعال انگیز تقریریں ہیں۔ میں کسی بھی ایسے غیر جانب دار شخص کے فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار ہوں جو کشمیر اور ہندوستان و پاکستان کے تعلقات کے متعلق میری اور آپ کی تقریروں کو پڑھنے کے بعد یہ بتائے کہ ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

دیگر طریقے

گذشتہ سال ہندوستانی پارلیمنٹ میں کشمیر اور بنگال کے متعلق تقریر کرتے ہوئے آپ نے پاکستان کا ذکر کیا تھا کہ ہم نے جو طریقے پیش کئے ہیں اگر انہیں منظور نہ کیا گیا تو ممکن ہے ہمیں دیگر طریقے اختیار کرنا پڑیں۔ آپ کے سامعین اور تمام دنیا پر یہ بات

واضح تھی کہ آپ کن "دیگر طریقوں" کا ذکر کر رہے ہیں۔ مارچ ۱۹۵۱ء میں نئی دہلی کی ایک پریس کانفرنس میں آپ نے اس سوال کے جواب میں اگر ہندوستان اور پاکستان کی فوجیں ساتھ ساتھ نہ ہٹائی گئیں تو اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ ہندوستانی فوجیں تمام کشمیر پر قبضہ نہ کر لیں گی .... آپ نے کہا تھا کہ "اگر کشمیر کے کسی حصّے کو کوئی خطرہ ہوا تو پورے کشمیر پر قبضہ کرنا ان کا کام ہوگا۔"

آپ نے جون ۱۹۵۱ء میں کشمیر کے متعلق تین قابلِ اعتراض تقریریں کیں جن میں آپ نے کہا کہ "ہم کشمیر کے متعلق کوئی حماقت برداشت نہیں کرینگے خواہ کچھ ہی ہو۔" اتفاق یہ کہ آپ نے اپنے تار میں پاکستان کے وزیرِ خارجہ کے جس بیان کا حوالہ دیا ہے وہ آپ کی اسی تقریر کے جواب میں دیا گیا تھا۔

اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ریاستوں کے وزیر مسٹر گوپال سوامی آئینگر نے ان معمولی سرحدی حادثات کا ذکر کرتے ہوئے جو دونوں جانب واقع ہوئے تھے کہا کہ "ان کا یہ مقصد تھا کہ ہندوستان

اور پاکستان کے درمیان بڑے پیمانہ پر لڑائی شروع کرنے کا عذر پیش کیا جائے۔"

آپ کے ایک اور وزیر مسٹر جین نے اپریل ۱۹۵۱ء میں ہندوستانی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا "اگر پاکستان کا رویہ مناسب نہیں ہے تو ہمیں اسے اس کا احساس دلانے اور اسے مہذب طریقے سے پیش آنے پر مجبور کرنے کی غرض سے کچھ کرنے پر مجبور ہونا پڑیگا۔" پنجاب اور مشرقی پنجاب ریاستی یونین کے وزیر اعظم کرنل رگھبیر سنگھ نے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جنگ شروع ہونے کے امکانات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "اگر ایسا ہوا تو یہ جنگ پاکستان کی سرزمین پر لڑی جائے گی۔"

کشیدگی کی بڑی وجہ

ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کشیدگی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کشمیر میں اقوام متحدہ کے زیر نگرانی آزاد، نہ دغیر جانبدارانہ استصواب رائے عامہ منعقد کرنے کے متعلق اپنے بین الاقوامی وعدہ کو پورا کرنے سے انکار کر رہا ہے۔ اس

میں پورا ریکارڈ واضح ہے اور تمام دنیا اسے اچھی طرح جانتی ہے۔
اقوام متحدہ کے کمیشن برائے پاک و ہند کی ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ جنوری ۱۹۴۹ء کی قراردادوں کو عملی جامہ پہنانے کی ہر کوشش ہندوستان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ناکامیاب رہی۔

ان دونوں قراردادوں میں کہا گیا ہے کہ "ریاست جموں اور کشمیر کا ہندوستان یا پاکستان سے الحاق کا فیصلہ آزادانہ و غیر جانبدارانہ استصواب رائے عامہ کے جمہوری طریقہ سے کیا جائیگا" اور ہندوستانی و پاکستانی افواج کو ہٹانے نیز اقوام متحدہ کے زیر اہتمام آزادانہ استصواب رائے عامہ کے انعقاد کے دیگر حالات پیدا کرنے کے لئے ان قراردادوں میں ایک واضح طریق کار پیش کیا گیا ہے۔

اقوام متحدہ کے کمیشن۔ سلامتی کونسل۔ اقوام متحدہ کے نمائندے سر اوون ڈکسن اور دولت مشترکہ کے وزرا۔ سب نے عسکری نظام ختم کرنے اور آزادانہ استصواب رائے عامہ کے انعقاد کے متعلق بین الاقوامی معاہدہ پر عمل درآمد کرانے کی کوششیں کیں۔ ان میں سے ہر ایک کی پیش کردہ تمام تجاویز کو پاکستان نے تسلیم کیا اور ہندوستان نے

مسترد کر دیا۔ ان حالات میں یہ کہنا کہ پاکستانی افواج کی موجودگی پُرامن حل کی راہ میں حائل ہے حقائق کے بالکل منافی ہوگا۔ ہم نے بین الاقوامی معاہدہ کے تحت ہندوستانی افواج کی واپسی کے ساتھ ساتھ اپنی فوجوں کو واپس بلا لینے کو منظور کر لیا ہے۔ ہم اس معاہدے کے ایک ایک لفظ کی پابندی کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ ہندوستان بھی ایسا ہی کرے۔

جھگڑے کی بُنیاد

سارے جھگڑے کی بنیاد یہ ہے کہ آپ باشندگانِ کشمیر کی خواہشات نیز بین الاقوامی ذمہ داریوں سے بے پروا اور کشمیر پر طاقت کے ذریعہ قبضہ کرنے کی کوشش میں کشمیر سے اپنی فوجیں ہٹانے سے مسلسل انکار کرتے رہے ہیں۔ مہاراجہ کے پیش کردہ ناجائز معاہدہ الحاق کے پردے میں آپ کی مسلح افواج کا کشمیر پر قبضہ کرنا پاکستان اور باشندگانِ کشمیر کے خلاف ایک جارحانہ اقدام تھا۔

کشمیر پر اپنے قبضہ کو طاقت کے ذریعہ مستقل بنانے

کے سلسلہ میں آپ کی کوششوں سے بین الاقوامی امن کو شدید خطرہ لاحق ہے۔
اب آپ اس جھوٹے دعوے کو ایک ایسی مصنوعی مجلس دستور ساز کا سہارا دے رہے ہیں جسے ہندوستانی سنگینوں کے سایہ تلے اور ہندوستان کے زیر اقتدار نظم ونسق کی جانب سے طلب کیا جا رہا ہے۔ اس طور پر آپ بین الاقوامی معاہدہ کی قطعی خلاف ورزی کرتے ہوئے اور سلامتی کونسل کی مذمت کے باوجود اسے ایک فیصلہ شدہ امر کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کا قصد رکھتے ہیں۔
پاکستان ہندوستان کو کشمیر پر بذریعہ طاقت قبضہ نہیں کرنے دیگا۔ اور باشندگان کشمیر ہی آزادانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے عامہ کے ذریعہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا کشمیر ہندوستان سے الحاق کرے گا یا پاکستان سے۔ پاکستان باشندگان کشمیر کو ان کے مستقبل کے متعلق آزادانہ طور پر فیصلہ کرنے کا حق دلانے کے لئے ہر ممکن کوشش جاری رکھے گا اور جب تک انہیں حق نہ دلالے گا چین سے نہ بیٹھے گا۔ مسئلہ کشمیر کے متعلق اس رویہ اور اس عزم کا پاکستان میں بار بار اظہار کیا گیا ہے۔ اور انہیں بین الاقوامی امن

اور خودارادیت کے جمہوری اصول کے احترام سے تقویت پہنچی ہے۔

کیا میں آپ کو یاد دلا سکتا ہوں کہ جب پاکستان نے پُر امن حالات میں جوناگڑھ کا الحاق عوام کی کسی مخالفت کے بغیر تسلیم کیا تو آپ کی حکومت نے ہمیں تحریر کیا کہ:

"حکومتِ پاکستان نے یک طرفہ اقدام کیا ہے جسے ظاہر ہے کہ حکومتِ ہندوستان نہ تو تسلیم کر سکتی تھی اور نہ تسلیم کرتی ہے۔ حکومتِ ہندوستان جوناگڑھ کے الحاق کے سلسلہ میں پاکستان کے اس طور پر تسلیم کر لینے کو لامحالہ ہندوستانی علاقہ اور اس کی حاکمیت میں مداخلت پر محمول کرے گی اور دونوں مستعمرات کے درمیان جو دوستانہ تعلقات ہونے چاہئیں ان کے منافی تصور کرے گی۔ پاکستان کے اس اقدام کو حکومت ہند مستعمرہ پاکستان کی اپنے اثر اور اپنی سرحدوں کو وسعت دے کر ہندوستان کی سالمیت میں انتشار پیدا کرنے کی واضح کوشش خیال کرتی ہے اور یہ ان اصولوں کی قطعاً خلاف

ورزی ہے جن پر تقسیم ملک منظور کی گئی اور زیر عمل لائی گئی تھی۔"

یہ معلوم کرنے کے لئے کشمیر کے متعلق آپ کے اقدام کو ہم اور دنیا کے بقیہ ممالک کس روشنی میں دیکھتے ہیں آپ محض جوناگڑھ کی جگہ کشمیر اور پاکستان کے بجائے ہندوستان پڑھیں۔

بین الاقوامی امن کو شدید خطرہ

آپ کا یہ دعوےٰ کہ کشمیر ہندوستانی علاقہ کا ایک جزو ہے قطعی غلط اور ناقابل تسلیم اور اس بین الاقوامی معاہدہ کے قطعاً برخلاف ہے جسے ہندوستان اور پاکستان نے تسلیم کیا اور جس کی رُو سے ہندوستان یا پاکستان سے الحاق کا مسئلہ آزادانہ استصواب رائے عامہ کے ذریعہ حل ہونا چاہیئے۔

ہندوستان کی تیاریاں

چونکہ پاکستان باشندگانِ کشمیر کے لئے حقِ خود ارادیت کا مطالبہ کرتا ہے اور ہندوستان نے جو ذمہ داریاں اپنے ذمّہ لی تھیں انہیں پورا کرنے پر زور دیتا ہے لہٰذا آپ اس کی بنا پر اپنی افواج کے

بیشتر حصہ کو پاکستان کے سرحدوں کے مقابل جمع کر دینے ہیں اپنے آپ کو کافی حق بجانب سمجھتے ہیں، جنگ یا صلح کے متعلق کسی حکومت کے ارادوں کا پتہ اس کے اعمال سے چلتا ہے۔

جس وقت ہندوستان نے پاکستان کی سرحدوں کے مقابل اپنی فوجیں جمع کرنی شروع کر دیں۔ اس وقت پاکستان نے ہندوستان کی سرحدوں کی جانب فوجوں کی کوئی نقل و حرکت نہیں کی تھی۔ در اصل آپ پاکستان کی سرحدوں پر اپنی فوجوں کو جمع کرنے کی تیاری میں مہینوں پہلے سے سازوسامان اور ذخائر جمع کر رہے تھے، اڈے قائم کر رہے تھے اور سڑکیں بنوا رہے تھے۔ یہ تمام تیاریاں احتیاط سے سوچے سمجھے ہوئے ایک منصوبہ کا جزو تھیں۔ اور پاکستان کے خلاف سابق پروپیگنڈہ مہم ہندوستان کی مسلح طاقت کے مظاہرہ کی تمہید اور اس کا پردہ تھی۔ ہندوستانی اخبارات مسلح طاقت کے اس مظاہرہ کو بڑے شوق کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اور اس وہم میں بیکار مبتلا ہیں کہ باشندگان پاکستان اور کشمیر اس دھمکی میں آجائیں گے۔

آپ کا دعوےٰ ہے کہ یہ محض حفاظتی اور دفاعی اقدامات ہیں۔ آپ کی فوجوں کا اجتماع اور ترتیب اور آپ کی تمام بکتر بند فوج کا اتنا قریب جمع ہونا کہ پاکستان پر آسانی سے حملہ کیا جا سکے۔ واضح طور پر جارحانہ نوعیت رکھتا ہے۔ لیکن میں پھر اس معاملہ میں کسی غیر جانب دار مشاہد کا فیصلہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہوں۔

آہنی گھونسہ

آپ کا کہنا ہے کہ جنگ کے متعلق پاکستان کے پروپیگنڈے اور تیاریوں کا مقابلہ ہندوستان میں اس طرح کی سرگرمیوں کی عدم موجودگی سے اب بھی کیا جا سکتا ہے۔ ہندوستانی فوج کا ۹۰ فیصدی حصہ جس میں اس کی تمام بکتر بند فوج شامل ہے۔ پاکستان کی سرحدوں پر جمع کرنا ایسا فعل نہیں ہے جسے کوئی غیر جانبدار مشاہد مماثل جنگ سرگرمی کی عدم موجودگی سمجھے۔ جہاں تک پروپیگنڈے کا تعلق ہے میں آپ سے صرف نئی دہلی کا "ہندوستان ٹائمز" مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۵۱ء کا افتتاحیہ پڑھنے کو کہوں گا جس میں پاکستان کے خلاف ہندوستان کے آہنی گھونسے کا حوالہ

دیا گیا ہے۔ اور قطعی بے بنیاد اور جھوٹا الزام لگایا گیا ہے کہ پاکستان کشمیر کے متعلق مغربی بلاک کی حمایت حاصل کرنے کے لئے اسے فوجی اڈے دینے پر رضامند ہو گیا ہے۔

جنگ نہ کرنے کا اعلان

جنگ نہ کرنے کے اعلان کے متعلق یہ ہے کہ آپ جنگ نہ کرنے کا ایسا موثر اعلان منظور کرنے کو تیار نہیں ہیں جو تنازعات فیصل کرنے میں مختلف صورتوں سے طاقت کے استعمال کا امکان ختم کر دے اور جو تنازعات فیصل کرنے کے لئے موثر طریقے قائم کرے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے بہت سی شرطیں لگائی ہیں میں نے آپ سے صرف یہ کہا تھا کہ اگر کسی تنازعہ کا فیصلہ گفت وشنید اور مصالحت سے نہ ہو سکے تو ثالثی کو منظور کیا جائے۔

پاکستان ہندوستانی علاقہ پر حملہ کرنیکا کوئی ارادہ نہیں رکھتا

آپ نے کہا ہے کہ ہندوستان کا پاکستان پر حملہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں واضح طور پر اس امر کا دعوے کرتا ہوں کہ پاکستان ہندوستانی علاقہ پر حملہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ ہم دونوں۔ پہلے

بھی اس طرح کے اعلانات کر چکے ہیں۔ لیکن ان سے کوئی نتیجہ نہیں نکلا کیونکہ آپ طاقت کے مظاہروں کے ذریعہ پاکستان کی سلامتی کو بارہا خطرہ میں ڈال چکے ہیں۔

موجودہ کشیدگی دُور کرنے کے لئے آپ کے لئے پہلا اور انتہائی اہم اقدام یہ ہے کہ آپ اپنی فوجوں کو ہٹا کر ان عام مقامات پر پہنچا دیں جہاں وہ امن کے زمانہ میں رہتی ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں تو میں بھی فوجی نقل و حرکت ختم کرنے کو تیار ہو جاؤں گا جسے میں پاکستان کی سرحدوں پر آپ کی فوجوں کے اجتماع کے بعد شروع کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

پانچ تجویزیں

دونوں ملکوں کے درمیان پُرامن فضا پیدا کرنے اور مستقل بنیاد پر دوستانہ تعلقات قائم کرنے میں حسب ذیل تجاویز پیش کرتا ہوں :-

اس وقت سرحدوں پر جو فوجیں جمع ہیں انہیں فوراً ہٹا کر ان عام مقامات پر پہنچا دیا جائے جہاں وہ امن کے زمانہ میں رہتی ہیں

(ب) ایسا ہونے کے فوراً بعد ہندوستان اور پاکستان دونوں کو اپنے اس معاہدہ کا اعادہ کرنا چاہیئے کہ ریاست جموں اور کشمیر کے ہندوستان یا پاکستان سے الحاق کا مسئلہ اقوام متحدہ کے زیر انتظام ایک آزادانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے عامہ کے جمہوری طریقہ سے حل کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے مزاحمت اور تاخیر بغیر دونوں حکومتوں کو وہ تمام ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کردینی چاہیئے جو انہوں نے اقوام متحدہ کے کمیشن برائے پاک و ہند کی ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء اور ۵ر جنوری ۱۹۴۹ء کی قراردادوں کے تحت اپنے اوپر لی تھیں۔ یہ قراردادیں جنگ بندی کے معاہدہ کی تعمیل اور ریاست سے ان کی مسلح فوجیں ہٹانے نیز ان متفقہ قراردادوں کی تشریح اور نفاذ کے متعلق اختلاف رائے کی صورت میں سلامتی کونسل کے فیصلہ کی منظوری پر مشتمل تھیں۔

(ج) دونوں حکومتوں کو یہ بھی اعلان کرنا چاہیئے کہ وہ کسی دوسرے تنازعوں کا فیصلہ کرنے میں طاقت استعمال کرنے

سے گریز کریں گی اور اگر ایسے تنازعے گفت وشنید اور مصالحت سے فیصل نہ ہوئے تو انہیں ثالثی یا عدالتی فیصلہ کے ذریعہ طے کرائیں گی۔

(د) دونوں حکومتوں کو ۸ راپریل کے معاہدہ دہلی بالخصوص اس کی دفعہ (۸) کے تحت سنبھالی ہوئی ذمہ داری کا اعادہ کرنا چاہیئے کہ وہ "دونوں ملکوں میں سے کسی ملک میں ایسے پروپیگنڈے کی اجازت نہ دیں گی جو دوسرے ملک کی علاقائی سالمیت کے خلاف ہوں یا ان کے درمیان جنگ کرا دینے کے لئے ہو اور ہر اس شخص یا ادارہ کے خلاف فوری اور موثر کارروائی کرینگی جو اس طرح کے پروپیگنڈے کا مرتکب ہو گا۔

(ہ) دونوں حکومتوں کو اعلان کرنا چاہیئے کہ وہ کسی حالت میں بھی دوسرے ملک کے علاقہ پر حملہ یا یورش نہ کرینگی۔

ایک دعوت

یہ ہے وہ امن کا منصوبہ جسے ہیں آپ کی منظوری

کے لئے پیش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ بین الاقوامی امن اور ہمارے دونوں ملکوں کے دوستانہ تعلقات کے مفاد کا لحاظ کرکے آپ اسے کسی شرط کے بغیر منظور کرلیں گے تاہم اگر آپ اس منصوبہ کی دفعات پر مزید تبادلہ خیال کرنا پسند کریں تو میں پُرامن فضا پیدا ہونے کی طرف پہلے اہم اقدام کے مکمل ہونے یعنی فوجوں کے اجتماع ہٹنے کے فوراً بعد آپ کو کراچی آنے کی پُرتپاک دعوت دیتا ہوں۔"

"کشمیر میں آزادانہ استصواب رائے عامہ کے ذریعہ پُرامن حل کی اجازت دینے سے آپ کے متواتر انکار پر پاکستانی اخبارات میں جس بے چینی کا اظہار کیا گیا ہے آپ (پنڈت نہرو) اس کی اہمیت کو غلط طریقہ پر پیش کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ آپ نے کشمیر کی آزادی کے لئے قدرتی خواہش کے اظہار کو ہندوستان کے خلاف جنگ کے پروپیگنڈے سے تعبیر کیا ہے۔ اسکے برعکس ہندوستانی اخبارات۔ ممتاز ہندوستانی قائدین اور سیاسی جماعتیں پاکستان کے خلاف جنگ اور فی الحقیقت پاکستان کے خاتمہ کیلئے جو مسلسل اور لغو پروپیگنڈا کرتے رہے ہیں۔ یہ پروپیگنڈا اپریل ۱۹۵۰ء کے معاہدۂ دہلی کے باوجود جاری رہا ہے۔"

پاکستان کی حفاظت کیلئے آہنی دیوار بن جاؤ

یوم دفاع پر تقریر

"جب تک پاکستان کے ایک فرد کا بھی سر اس کے تن پر قائم ہے اس وقت تک وہ سر ناانصافی اور تشدد کے سامنے نہیں جھکے گا"

یہ تھے وہ الفاظ جو ۲۷ جولائی ۱۹۵۱ء کو قائد ملت نے کراچی میں ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے کہے۔

"پاکستانی بھائیو اور بہنو!

"سب سے پہلے میں تمہارے اسلامی جوش کا خیر مقدم کرنا چاہتا ہوں۔ بھائیو قائد اعظم کے الفاظ یاد رکھو یعنی اتحاد، تنظیم اور یقین محکم۔ ایک قوم کی آزادی کے لئے یہ تینوں چیزیں نہایت لازمی اور ضروری ہیں۔ ہم اس وقت جب کہ ایک کریٹیکل (CRITICAL) دور سے گزر رہے ہیں۔ ہمارے لئے تنظیم نہایت ضروری ہے۔ اس

عظیم الشان مجمع کی تنظیم کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا ہوں۔
"بھائیو! ہم کسی کے خلاف جنگ کرنا نہیں چاہتے۔ ہم امن و آشتی چاہتے ہیں۔ مگر امن کے نام پر اپنی آزادی اور پاکستان کی بقا کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم نے ہمیشہ ہر مسئلہ کا حل امن کے ساتھ تلاش کرنے کی کوشش کی ہے، اگر ہمارے مخالفین اور ہمارے دشمن یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے ۸ کروڑ باشندے کسی کے دباؤ میں آ سکتے ہیں تو وہ بلی کی طرح چھیچھڑوں کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ انصاف چاہا اور ہم ہمیشہ انصاف چاہتے ہیں۔ مگر جب تک پاکستان کے ایک فرد کا بھی سر اس کے تن پر قائم ہے وہ سر نا انصافی اور تشدد کے سامنے نہیں جھکے گا۔

"بس اب میری اپنی قوم سے یہی اپیل ہے کہ وہ متحد ہو کر پاکستان کی حفاظت کے لئے ایک آہنی دیوار بن جائے اور منظم ہو کر ان تمام ہدایات پر جو اب تک آپ کو پہنچائی گئی ہیں پورے طریقے پر عمل کرے۔

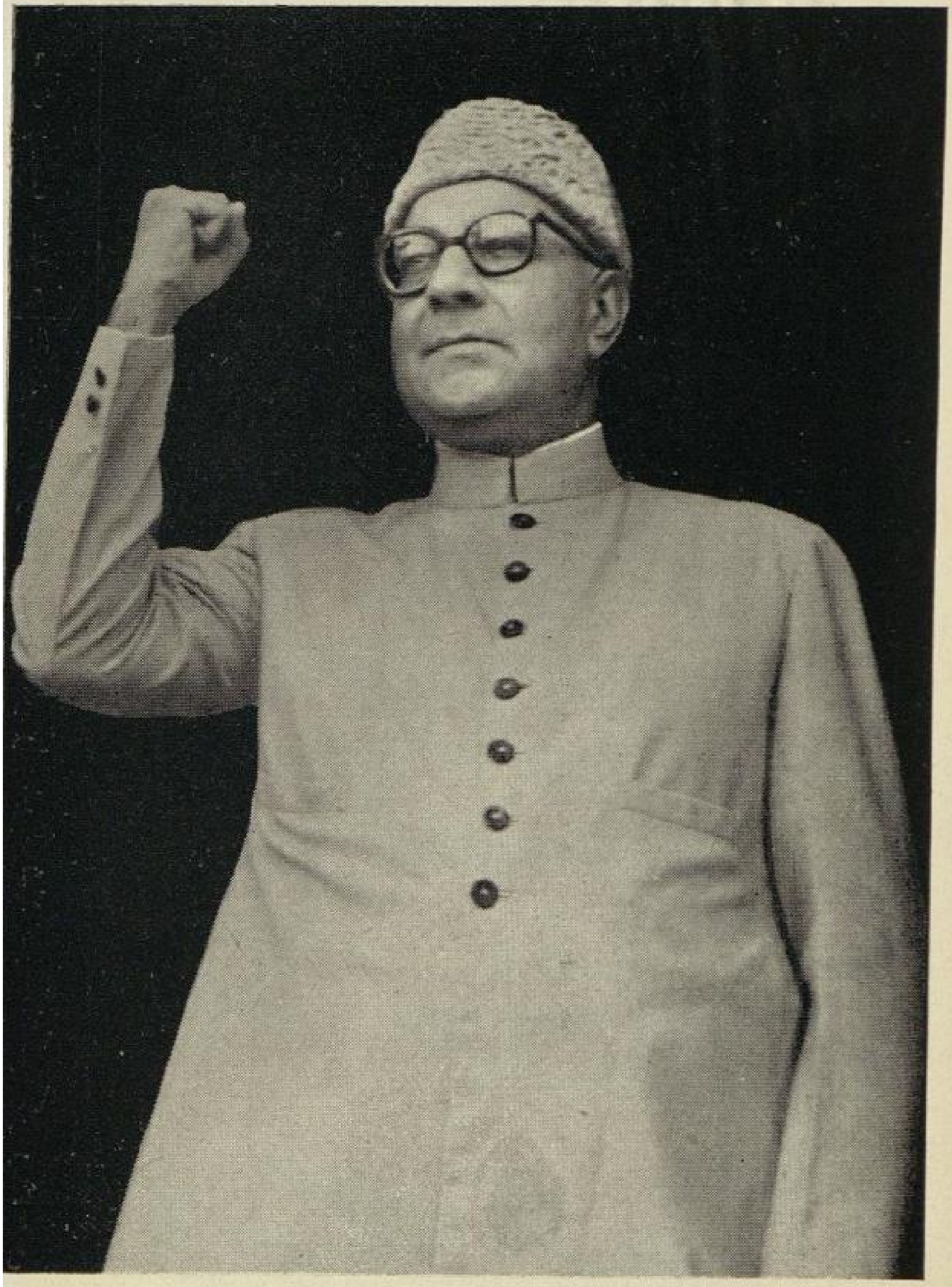
"ہم تلوار سے نہیں لڑتے۔ توپ سے نہیں لڑتے۔ ہم خدا کے فضل کے ساتھ لڑتے ہیں یعنی خدا کا فضل ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے۔ بس میرا یہی پیغام ہے کہ انشاء اللہ جب تک کہ دُنیا باقی ہے اس وقت تک پاکستان باقی رہے گا۔"

اس کے بعد قائد ملت نے بڑے عزم و استقلال کے ساتھ اپنا مٹّھی بند بندھا ہاتھ شانے سے اونچا بلند کرتے ہوئے کہا۔

"آج سے ہمارا نشان یہ ہے"

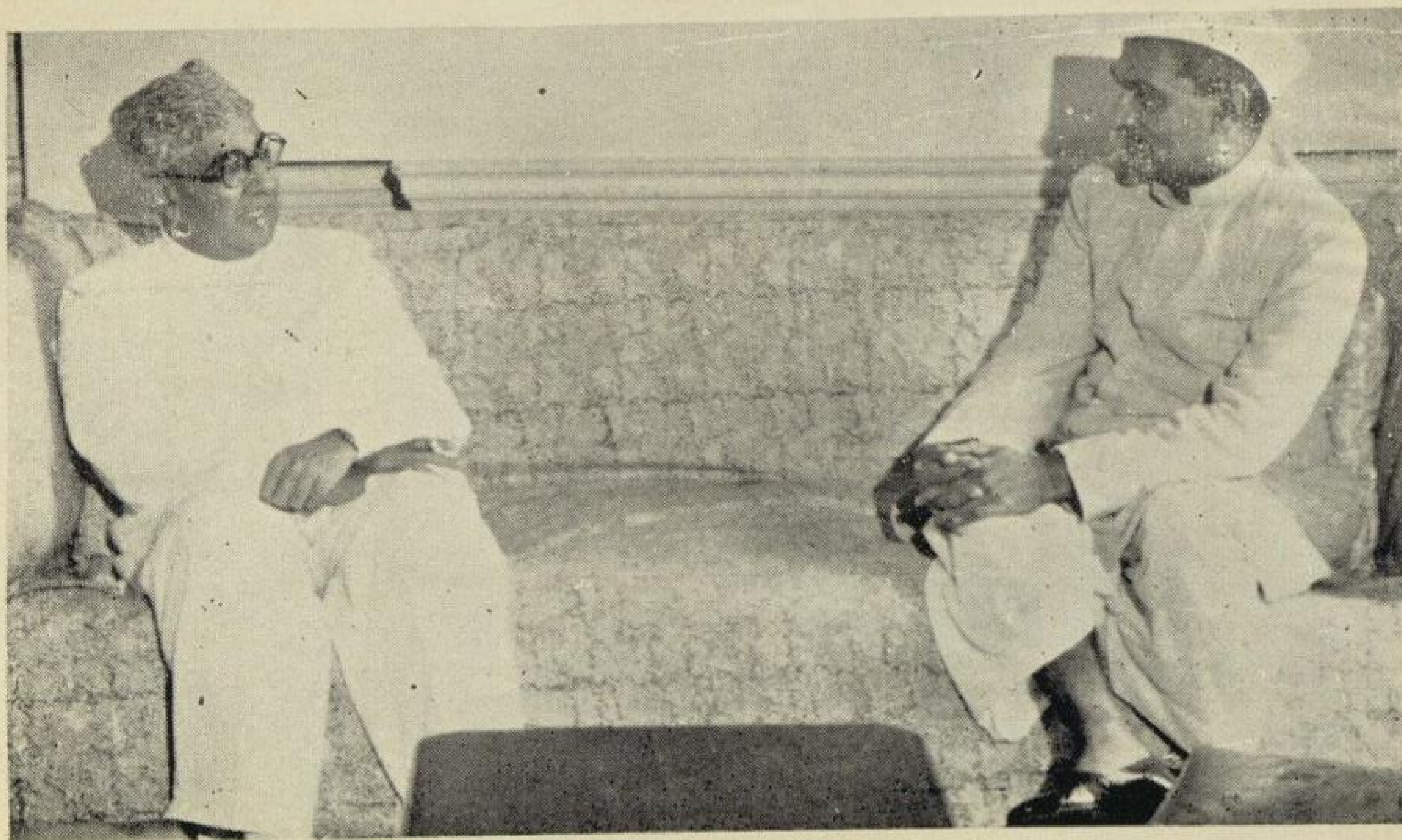
(یہ ہے وہ دفاعی اتحاد کا نشان جو بند مٹھی کے ساتھ قائد ملت نے ظاہر فرمایا)

عزم و دفاع کا اتحادی نشان



قائدِ ملت کا خطبہ یومِ دفاعِ پاکستان پر ——— !

”امن و صلح کا پیامی“



قائد ملت پاک ہند صلحنامہ کے دوران میں ڈاکٹر راجندر پرشاد سے گفتگو کر رہے ہیں

"امن کیلئے میں زمین کے آخری سرے تک جانے کو تیار ہوں"

(نہرو کو منصوبہ امن پر دوبارہ غور کرنیکی دعوت)

"دونوں ملکوں میں جنگ دونوں کی تباہی کا باعث ہوگی"

"امن کے لئے میں زمین کے آخری سرے تک جانے کو تیار ہوں۔ مگر میرے لئے یہ بہت دشوار ہے کہ آپ ہر مرتبہ پاکستان کی سلامتی خطرہ میں ڈالنے کا فیصلہ کرتے رہیں اور میں ہر سال دہلی آتا رہوں۔"

(قائد ملت)

وزیر اعظم بھارت مسٹر جواہر لال نہرو کے ۲۹ر جولائی ۱۹۵۱ء کے تار کے جواب میں قائد ملت نے مسٹر نہرو سے پھر پُر خلوص درخواست کی کہ "آپ اس منصوبہ امن پر جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے اور جسے آپ نے بظاہر نظر انداز کر دیا ہے پوری توجہ سے غور کیجئے۔

قائدِ ملت نے بتایا کہ میں نے جو منصوبۂ امن پیش کیا ہے وہ دونوں طرف کی فوجوں کی ایسے عام مرکزوں کو واپسی جہاں وہ امن کے زمانہ میں رہتی ہیں۔ تنازعہ کشمیر اور دیگر تنازعوں کے پُرامن فیصلہ، مخالفانہ پروپیگنڈے کے خاتمہ اور اس اعلان پر مشتمل ہے کہ دونوں ملکوں میں سے کوئی ملک ایک دوسرے کے علاقہ پر حملہ یا یورش نہیں کریگا۔"

انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ "بدقسمتی سے آپ نے ان میں سے کوئی تجویز بھی بلاشرط منظور نہیں کی جس سے تجویز کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر فوجیں ہٹانے کو آپ تیار نہیں ہیں جو اس خوف اور تشویش کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے جس سے دونوں ملکوں کے درمیان فضا تاریک ہو گئی ہے۔ پھر آپ مجھے دہلی کس لئے بلاتے ہیں۔"

آخر میں قائدِ ملت نے کہا کہ "میں ایک بار پھر کہوں گا کہ آپ میرے تجویز کردہ منصوبۂ امن کو اسی جذبہ کے ساتھ منظور کریں جس جذبہ کے ساتھ وہ پیش کیا گیا ہے۔ باور کیجیے کہ مجھے یقین کلی ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان جنگ دونوں ملکوں کی تباہی کا باعث ہوگی اور ہمارے

لئے صحیح راستہ صرف یہی ہے کہ ہم آپس میں گہرے تعاون اور پائیدار دوستی کی کوشش کریں۔

مجھے یقین ہے کہ یہ منصوبہ آپ کا منظور کر لینا موجودہ کشیدگی فوراً ختم کر دے گا اور اس سے دونوں ملکوں کے درمیان مستقل دوستانہ تعلقات کی بنیاد قائم ہو جائے گی۔ اگر آپ منصوبہ کی کسی دفعہ پر مزید تبادلہ خیال کرنا چاہیں تو میں کراچی آنے کی پُر خلوص دعوت دیتا ہوں۔" (تلخیص)

"ہر غیر جانبدار شاہد اس کی تصدیق کرے گا کہ پاکستانی اخبارات نے معاہدۂ دہلی کے بعد عرصہ دراز تک ہندوستان کے لئے خیر سگالی کے جذبات کی پُر زور ترویج کی جب کہ ہندوستانی اخبارات اور سیاسی قائدین پاکستان کے خلاف الزام تراشی اور پاکستان کی سالمیت پر حملے کرتے رہے۔ جب میں نے معاہدہ کی اس خلاف ورزی کی جانب آپ (پنڈت نہرو) کی توجہ مبذول کرائی تو آپ نے اس فرض کو پورا کرنے سے اپنی معذوری کا اظہار کیا جس کی ذمہ داری آپ نے لی تھی۔" (قائد ملت - ۱۹ر جولائی ۱۹۵۱ء)

قائدِ ملت کا منصوبۂ امن

نہرو کا رویہ سلامتی کونسل کی علانیہ نافرمانی اور اقوام متحدہ کو چیلنج کے مترادف ہے

قائدِ ملت نے مسٹر جواہر لال نہرو بھارتی وزیر اعظم کے نام اپنے جواب مورخہ ۶ راگست ۱۹۵۱ء تر قیم فرمایا۔

"یہ رویہ اقوام متحدہ کے لئے ایک چیلنج اور بین الاقوامی امن کے لئے شدید خطرہ ہے۔ اب آپ پاکستان کو فوجی طاقت سے ڈرا رہے ہیں تاکہ کشمیر کے متعلق اپنا دعوے منوانے سے ہمیں مرعوب کر سکیں۔

"گذشتہ ڈھائی سال میں آپ کے ہر فعل نے آپ کے اس بیان کی تکذیب کی ہے کہ آپ باشندگانِ کشمیر کے متعلق اپنے اس وعدہ پر قائم ہیں کہ وہ اپنے مستقبل کے متعلق خود فیصلہ کریں۔ اب آپ اپنی مسلح فوجوں کے زیر نگرانی مجلس دستور ساز کا ڈھونگ رچا کر کشمیر پر اپنے قبضہ کو دوامی بنانے میں مصروف ہیں۔

"اب آپ نے یہ عذر پیش کیا ہے کہ آپ نے پاکستانی سرحدوں پر

اپنی تقریباً ساری بڑی فوج جس میں ایک بکتر بند ڈویژن اور پیدل فوج کے متعدد ڈویژن شامل ہیں۔ جون ۱۹۵۱ء میں آزاد کشمیر میں ایک واحد پاکستانی بریگیڈ کی نقل و حرکت کی وجہ سے جمع کی ہے یہ عذر امتحان کی کسوٹی پر پورا نہیں اترے گا۔ اوّل تو یہ صحیح نہیں ہے کہ آپ نے اس وقت تک اپنی فوجیں منتقل کرنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا تھا۔ مئی ۱۹۵۱ء میں آپ نے کشمیر میں اپنی مسلح فوجوں میں چار بٹالین کا اضافہ کیا۔

"دوم یہ کہ آپ نے جس بریگیڈ کا ذکر کیا ہے اُسے آرام کرنے کے لئے چند ماہ پہلے کشمیر بلایا گیا تھا اور بعد میں وہ آزاد کشمیر واپس گیا جس کا اقوام متحدہ کے فوجی مشاہدوں کا پورا پورا علم تھا۔ اس ڈویژن کے واپس جانے کے بعد بھی کشمیر میں پاکستانی فوجوں کی تعداد جنگ بندی کے وقت کی تعداد اور کشمیر میں ہندوستانی فوجوں کے ایک تہائی سے بھی کم تھی۔ اِن حقائق کی روشنی میں یہ نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے جب پاکستان کے خلاف اپنی تقریباً ساری فوج جمع کرنی شروع کی اس وقت آپ کی سلامتی کو کوئی خطرہ لاحق تھا۔

"میں نے جو منصوبہ امن پیش کیا ہے وہ آپ کی منظوری کیلئے اب بھی موجود ہے۔"

"ہمارے سامنے اصل مسئلہ امن قائم رکھنا اور اپنے تنازعات منصفانہ اور پرامن طریقہ سے حل کرنا ہے۔ میں نے اس مقصد کے حصول کے لئے ایک منصوبہ پیش کیا لیکن آپ نے اس کی کوئی دفعہ بھی منظور نہیں کی ہے۔ آپ کشمیر میں ایک سیاسی ڈھونگ رچانے اور اپنا جارحانہ پروگرام پورا کرنے کے لئے برصغیر اور تمام دنیا کا امن خطرہ میں ڈالنے پر تلے نظر آتے ہیں۔ میں نے امن کا راستہ دکھانے کی حتی الامکان کوشش کی ہے اب دنیا کو ہمارے متعلق فیصلہ کرنا چاہیئے۔

کشمیر کا مسئلہ

کشمیر کا مسئلہ محض کسی فرضی سوال کے حسن و قبح کے متعلق اختلاف رائے نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہندوستان کشمیر پر ناجائز قبضہ کئے ہوئے ہے اور اس قبضہ کو طاقت کے ذریعہ دوامی بنانا چاہتا ہے۔

آپ کا کہنا ہے کہ آپ اقوام متحدہ کے کمیشن برائے پاک و ہند کی

دونوں قراردادوں پر عمل کرنے کے لئے اپنے وعدہ پر قائم رہینگے بشرطیکہ ان وعدوں پر بھی عمل کیا جائے جو اقوام متحدہ کے کمیشن نے آپ سے کئے ہیں۔ آپ کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ مسئلہ آپ کی جانب سے کی ہوئی تشریحات کا نہیں بلکہ کمیشن کے آپ سے کئے ہوئے باضابطہ وعدوں کا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کمیشن نے ہندوستان اور پاکستان دونوں کو ان دو قراردادوں کے متعلق تصریحات سے آگاہ کیا تھا۔ ان تصریحات پر اقوام متحدہ کے کمیشن سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کے نمائندوں کے سامنے مباحثہ ہو چکا ہے۔

کسی صورت میں بھی یہ تصریحات ان دونوں قراردادوں کی شرائط کی تردید نہیں کرتیں اور نہ وہ دونوں حکومتوں کو ان قراردادوں کے تحت اپنے فرائض سے بری الذمہ قرار دیتی ہیں۔ آپ ان قراردادوں کو کمیشن کی جانب سے کی ہوئی تصریحات کے بجائے خود اپنی جانب سے کی ہوئی تشریحات کی بنیاد پر معانی پہنا کے ان فرائض سے رو گردانی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خود کمیشن نے کئی ماہ تک آپ کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ آپ اپنے فرائض پورے

کریں لیکن یہ کوشش ناکام ہونے پر اُس نے آخر میں یہ تجویز پیش کی کہ قراردادوں کی تشریحات کے متعلق اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے ناظمِ استصواب رائے عامہ امیرالبحر نیمٹز ثالث مقرر کئے جائیں۔

"آپ نے جن وعدوں کا ذکر کیا ہے اگر ان پر آپ کو کوئی اعتماد ہوتا تو آپ انہیں امیرالبحر نیمٹز کے سامنے پیش کرتے اور موصوف کو اپنے دلائل کی صحت کا یقین دلانے کے اس موقع کا خیر مقدم کرتے۔ لیکن آپ نے اپنی جانب سے کی ہوئی تشریحات کی قطعاً کمزور حیثیت کی وجہ سے یہ راستہ اختیار نہیں کیا۔ آپ متفقہ قراردادوں کے متعلق اپنی تشریحات اور مذکورہ نام نہاد وعدوں کی قدر و قیمت پر کسی غیر جانب دار صاحبِ اختیار کے فیصلہ کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔"

مجھے ڈرا نہیں سکتی فضا کی تاریکی
مری سرشت میں ہے پاکی و درخشانی

یوم پاکستان پر قوم کے نام پیغام

امن - خوش حالی اور متوازن ترقی

کراچی ۱۴ر اگست ۱۹۵۱ء

"یہ دن جسے ہم ہر سال مناتے ہیں ہمارے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے شروع کردہ تعمیر مملکت کے اہم کام کے لئے خود کو دوبارہ وقف کرنے کا موقع ہے۔ ہم نے متعدد طوفانوں کا مقابلہ کیا ہے اور اپنے راستے پر قائم رہے ہیں۔ مشکلات کا مستقل مزاجی کے ساتھ مقابلہ کرنے اور تعمیری جدوجہد کی بنا پر دیگر قومیں ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ لیکن اس سے مطمئن ہو کر بیٹھ رہنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہمارا کام دشوار اور طویل ہے۔

"ہمیں اتحاد - یقین اور تنظیم کو شمع ہدایت بنا کر گامزن رہنا چاہیئے اور پاکستان کی اسلامی جمہوریت کو متضاد نظریات کی شکار دنیا کے سامنے امن - خوشحالی اور متوازن ترقی کی مثال قائم کرنی چاہیئے۔" "پاکستان زندہ باد"

"پاکستان کی بقا کیلئے لیاقت کا خون"

قائدِ ملت کی یادگار تقریر

قائدِ ملت نے پاکستان کی چوتھی سالگرہ کے موقع پر جہانگیر پارک کراچی میں صوبائی مسلم لیگ کے زیرِ اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ میں ۱۴ اگست ۱۹۵۱ء کو جو تقریر فرمائی تھی اس کا ایک ایک لفظ یادگار رہے گا۔ قائدِ ملت کا یہ خطبہ ہماری تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔

پاکستانی بھائیو اور بہنو!

آج ہماری آزادی کو پورے چار برس ہوئے۔ آپ کو یہ آزادی مبارک ہو۔ بھائیو چار برس ایک قوم کی زندگی میں ایسے ہی ہیں، جیسے کہ ایک انسان کی زندگی میں چار لمحے، جب سے کہ پاکستان عالمِ وجود میں آیا، اس کو مختلف قسم کی دقتیں دشواریاں اور مصائب کا بار بار مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر خدا کا فضل اور خدا کا شکر ہے کہ پاکستان کی قوم نے ہر وقت کا مقابلہ کامیابی سے کیا۔ بھائیو! آج پاکستان کے سامنے ایک اور مرحلہ درپیش وہ یہ کہ ہندوستان نے پاکستان کو

مرعوب کرنے کے لئے اپنی تمام فوجیں پاکستان کی سرحدوں پر لاکر جمع کر دی ہیں مگر وہ نادان ہیں یہ نہیں سمجھتے ؎

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

بھائیو! اس نازک مرحلہ پر جس محبت اور جس اعتماد کا قوم نے ثبوت دیا۔ میں حیران ہوں کہ اس کا شکریہ کس طرح ادا کروں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں خط اور تار پاکستان کے ہر گوشہ سے بلکہ دنیا کے ہر گوشہ سے .... جہاں جہاں پاکستانی آباد ہیں میرے پاس آتے ہیں۔ اس میں بڈھے بھی شریک ہیں، بچے بھی شریک ہیں، مرد بھی شریک ہیں اور عورتیں بھی شریک ہیں۔ مسلمان بھی شریک ہیں ہندو بھی شریک ہیں، عیسائی بھی شریک ہیں اور پارسی بھی شریک ہیں۔ میں حیران ہوں کہ قوم کو اس محبت اور اعتماد کے بدلے میں کیا دوں، دولت میرے پاس نہیں، جائداد کا میں مالک نہیں، خدا کا شکر ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں کیونکہ یہی چیزیں ہیں، جو انسان کے ایمان میں خلل ڈالتی ہیں، اس

کے عقیدہ کو کمزور کرتی ہیں، صرف ایک جان میرے پاس ہے اور وہ بھی چار برس سے پاکستان کے لئے وقف ہے۔ اب میں کیا آپ کو دوں، اس محبت اور اس عقیدت کے بدلے میں صرف یہ وعدہ کہ اگر پاکستان کی حفاظت کے لئے پاکستان کی بقا کے لئے پاکستان کی عزت کے لئے قوم کو خون بہانا پڑا تو "لیاقت" کا خون بھی اس میں شامل ہوگا۔

بھائیو! جب ہم نے یہ بتایا کہ ہندوستان اپنی تمام فوج پاکستان کی سرحد پر جمع کر رہا ہے۔ اور میں نے پنڈت نہرو کو لکھا کہ یہ جارحانہ عمل ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو محض تحفظ کے طور پر یہ اقدامات کئے ہیں۔ آخر وہ کیوں؟ اس لئے کہ تمہارے پاکستان میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے۔ بھائیو! میں اگر پنڈت نہرو کی جگہ ہوتا تو اس سے مطمئن ہوتا کہ پاکستان میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے جنگ کا ذکر نہیں ہوتا۔ جہاد کے اصلی معنی ہیں کوشش کرنا، جدوجہد کرنا انصاف کے لئے، سچائی کے لئے، جنگ کے معنی ہیں لوگوں سے لڑنا۔ ملک گیری کے لئے۔

پنڈت نہرو نے ایک تار میں لکھا ہے کہ تم نے گزشتہ جون میں راول کوٹ میں ایک بریگیڈ بھیج دیا تھا۔ حالانکہ یہ بریگیڈ جنگ کے معاہدے سے پہلے وہاں موجود تھا۔ ان بیچاروں کو آرام دینے کے لئے پاکستان بلایا گیا تھا کہ ان سپاہیوں کو آرام ہو جائیگا اور پھر ان کو اسی جگہ بھیج دیا جائے گا۔ چھپا کر نہیں۔ چوری چھپے ہمارا شیوہ نہیں (نعرہ تکبیر) علانیہ طور پر اور اقوام متحدہ کے مبصروں کو مطلع کر کے ہم نے ایسا کیا۔ اس وقت آزاد کشمیر میں ہماری جتنی فوج تھی۔ وہ ہندوستان کی اس فوج سے ایک تہائی کم تھی۔ جو اس نے غاصبانہ قبضہ کے لئے کشمیر بھیج رکھی تھی۔ میں پوچھتا ہوں۔ میں نے ایک بریگیڈ بھیج دیا۔ تو پنڈت جی نے ۹۰ فیصدی فوج سرحدوں پر بھیج دی۔ اگر میں دو بریگیڈ بھیج دیتا تو آپ کیا کرتے؟ مگر واقعہ تو یہ ہے کہ یا تو وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا نادان ہے۔ بیوقوف ہے اور بیوقوفوں سے بھری ہوئی ہے۔ یا وہ خود اتنے نادان ہیں کہ سمجھ نہیں سکتے اس قسم کے بیانات سے کوئی ذی عقل انسان متاثر نہیں ہو سکتا۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کی فوجوں کا ہماری

سرحدوں پر جمع ہونا ایک جارحانہ عمل ہے۔

ہندوستانی لیڈروں کی (جس میں پنڈت نہرو بھی شامل ہیں) تقریروں میں کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں یہ بُرا ہے۔ پاکستان میں یہ خرابیاں ہیں۔ یعنی یہ کہ پاکستان واقعی اس قدر خراب چیز ہے کہ اسے زندہ نہیں رہنا چاہیئے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ اعلان جنگ نہیں تو اور کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ چالیس لاکھ کشمیریوں کو یہ حق حاصل ہونا چاہیئے کہ وہ پاکستان یا ہندوستان میں شامل ہونے کا فیصلہ خود کریں۔ میں اب بھی یہ کہتا ہوں اور میں آگے چل کر بھی یہی کہونگا۔

بھائیو! ہم ہندوستان سے جنگ کرنا نہیں چاہتے۔ ہم کسی ملک سے بھی جنگ کرنا نہیں چاہتے۔ ہم کو ہمارے اسلام نے سچائی اور امن کا راستہ بتایا ہے۔ ہم اس پر برابر چلتے رہیں گے۔ لیکن جیسا کہ میں ایک دوسرے موقع پر کہہ چکا ہوں۔ امن کی خاطر ہم اپنی آزادی کو قربان نہیں کرینگے۔

" قصہ زمیں برسرِ زمیں " آج کا معاملہ ہے اسے آج ہی طے کرنا چاہیئے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ پنڈت جی آج کا فیصلہ پانچ سو سال

بعد کرنا چاہتے ہیں (قہقہے) لیکن مشکل تو یہ ہے کہ اس وقت بھی اگر کوئی مورخ یہ لکھے گا کہ پاکستان صحیح راستے پر تھا تو پنڈت نہرو تسلیم نہیں کرینگے، وہ کہیں گے کہ جو کچھ مورخ کہتا ہے، میں اسے منظور نہیں کر سکتا۔ دُنیا بھی وہی، مورخ بھی وہی۔ اور جب کبھی قوم میں یہ چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں تو اس کا حشر نمرود کی طرح ہوتا ہے۔

کشمیر کی جنگ کوئی نہیں جیت سکتا۔ کشمیر کی جنگ صرف کشمیر کے باشندے جیت سکتے ہیں۔ کشمیر کی جنگ اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کشمیری عوام آزادانہ طور پر اپنی رائے کا اظہار نہ کریں اس وقت پاکستان اس جنگ کو جیتے گا۔

بھائیو! ہم کشمیریوں کو آزاد کرانے کے لئے انہیں ان کا حق دلانے کے لئے برابر کوشش کرتے رہیں گے۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ میں اب پھر اعلان کرتا ہوں کہ چالیس لاکھ کشمیریوں پر کسی کو بزور شمشیر قابض نہیں ہونے دینگے (تالیاں)

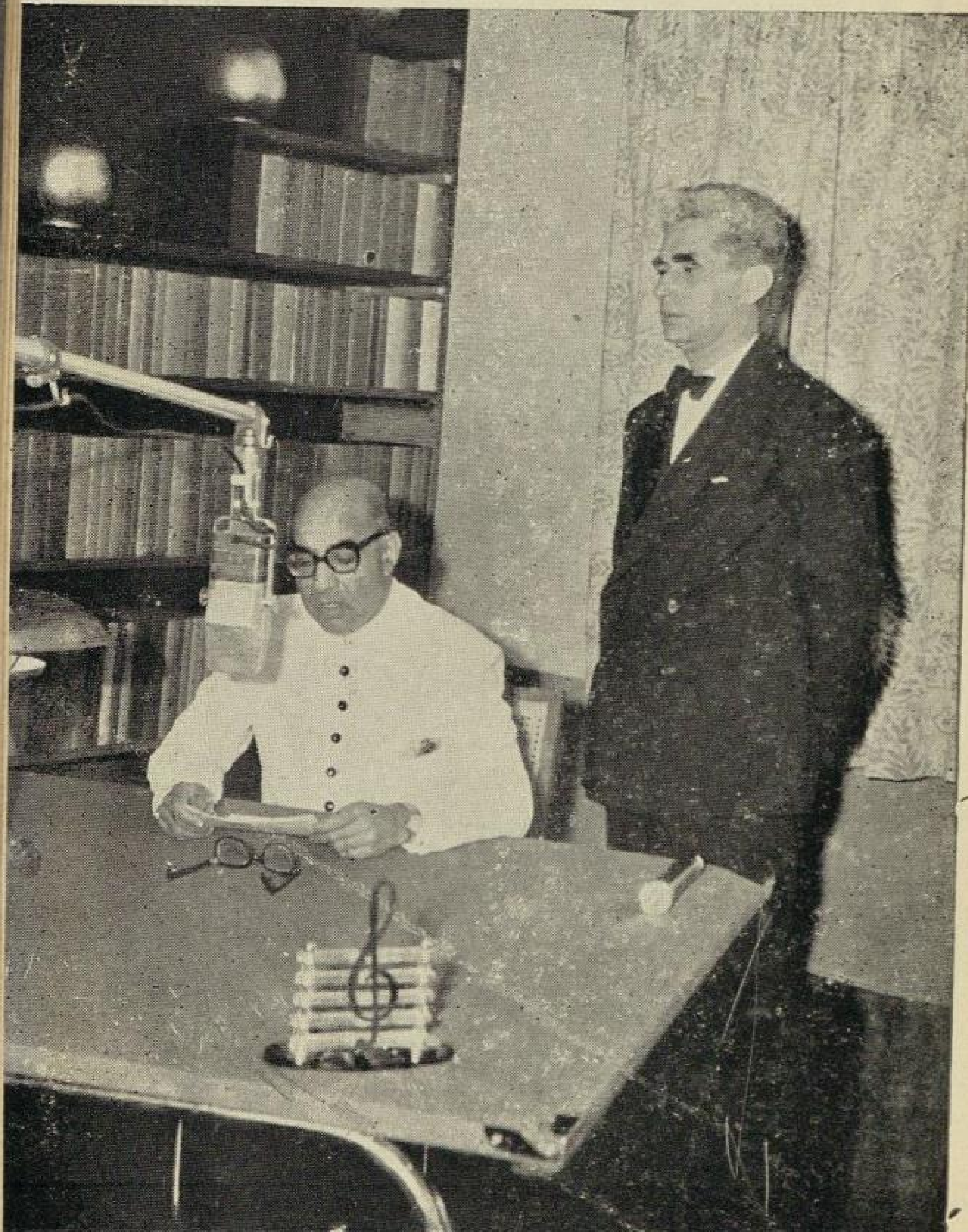
یاد رکھو۔ اگر ایک دفعہ تم ناانصافی اور تشدد کے سامنے جھک گئے۔ اگر ایک دفعہ پاکستانیوں نے ناانصافی کو منظور کر لیا

تو اس روز تم پاکستان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ بھائیو! ہم راہِ راست پر ہیں۔ ہم انصاف پر ہیں۔ انصاف اور راستی کی ہی فتح ہوتی ہے

بھائیو! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قوم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے بڑی بڑی طاقتوں اور دشواریوں کا مقابلہ کامیابی سے کیا۔ ہم اس سے نہیں گھبراتے کیونکہ جب تک مسلمانوں کو یہ اعتماد اور یقین ہے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے وہ نہ اس سے ایک لمحہ پہلے آتی ہے نہ اس سے ایک لمحہ بعد آتی ہے تو اگر سارے ہندوستان کے باشندے توپ بندوق لے کر چلے آئیں تب بھی ہم کو فکر نہیں۔

میں قوم سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انسان کا یہ فرض ہے کہ ہر مرحلہ کے لئے تیار رہے۔ اس لئے ہم کو اپنی حفاظت کا پورا پورا سامان کرنا چاہیئے۔ اور میں پاکستانی بھائیوں اور بہنوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سول ڈیفنس کے سلسلہ میں جو تجویز ہو یا دوسرے سلسلہ میں جو حکومت کی طرف سے پیش کی جائے اس پر پورا پورا عمل کریں اور اس میں پوری پوری مدد دیں۔ ہر شخص اپنے کام کو جو کچھ بھی

قائد ملت نے بارہا ریڈیو پاکستان کے ذریعہ ملت کو خطاب فرمایا



قائد ملت نشرگاہ کراچی کا افتتاح فرمارہے ہیں۔ کنٹرولر براڈ کاسٹنگ
سید ذوالفقار علی بخاری آپ کے بائیں جانب ہیں



قائد ملت پاکستان کا ایک قومی ترانہ سن رہے ہیں - بیگم لیاقت علی خاں اور انتخابی مجلس کے اراکین آپ کے ساتھ ہیں

کام کر رہا ہے اطمینان اور پوری محنت کے ساتھ انجام دیتا رہے آپ اپنے دماغ اور دل سے تفکرات نکال ڈالیے۔ آپ کے تفکرات سب میں نے اپنے دل و دماغ میں لے لئے۔ آپ اپنا کام کرتی رہیئے، یہ بھی نہ سوچئے کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں، چونکہ آج اس دنیا میں جنگ محض فوجوں سے نہیں لڑی جاتی، بلکہ ملک کا ہر باشندہ اس جنگ میں حصہ لیتا ہے اور وہ اس طریقہ سے کامیابی سے حصہ لے سکتا ہے جب وہ اپنے کام کو جو بھی کام وہ کر رہا ہو پورے طریقہ سے انجام دیتا رہے۔

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چار برس ہوتے ہماری افواج کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ مجھے خوشی ہے کہ ہماری فوجیں ہماری ہدایت پر پورے طریقہ سے عمل کر رہی ہیں، یہی نہیں کہ وہ ہر موقع پر پاکستان کی حفاظت توپ بندوق سے کرنے کیلئے تیار رہیں بلکہ ہر اس موقع پر جب کوئی مصیبت آئی، انہوں نے دن رات ایک کرکے اس مصیبت میں امداد دی ہے۔ چنانچہ گذشتہ سال جب پنجاب میں سیلاب آیا تو آپ سب کو معلوم ہے

کہ ہماری فوجوں نے اس وقت کیسی شاندار خدمت انجام دی۔ ہماری فوج نے ہر شعبۂ زندگی میں امداد کر کے پاکستان کو مضبوط بنایا ہے۔

بھائیو! ایک اور مسئلہ ہماری افواج کے سلسلے میں یہ ہے کہ ہمارے ہاں پاکستانی افسر بہت کم تھے۔ آج خدا کا شکر ہے کہ اس قلیل عرصہ میں جہاں تک افواج کا تعلق ہے ہمارے کمانڈر انچیف مسلمان ہیں۔ ہمارے چیف آف اسٹاف پاکستانی مسلمان ہیں ہمارے جتنے بھی بڑے عہدیدار ہیں وہ سب پاکستانی ہیں اور جن کا نیوی سے تعلق ہے سب پاکستانی ہیں اور پاکستان ایئرفورس میں جتنے بڑے بڑے آفیسر ہیں اور جتنے ایئر فورس سے متعلق ہیں سب پاکستانی ہیں۔

جب پاکستان بنا تو ہم کو چار ہوائی جہاز ملے تھے مگر اس میں بھی برابر ترقی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ آپ حیران ہونگے کہ اب کی مرتبہ اس پریڈ کے سلسلہ میں ہم نے آپ کو ہوائی جہاز کیوں نہیں دکھائے۔ بھائیو یہ غلط اصول ہے کہ ایسے نازک وقت پر آدمی سب چیز ایک جگہ جمع کر کے رکھے، جہاں تک کہ ہماری مُسَلّح

فوجوں کا تعلق ہے میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ہر وقت پاکستان کی حفاظت کے لئے، پاکستان کی عزّت کے لئے، پاکستان کی بقا کے لئے دشمن کا آخری قطرہ خون بہانے کے لئے تیار ہے۔

میں نے پہلے کہا تھا کہ مہاجرین کے مسئلہ کو ہم نے بہت اہمیت دی تھی چنانچہ مجھے خوشی ہے کہ گذشتہ ایک سال میں کچھ نہ کچھ ہوا ہے۔ اگر یہی مسئلہ ہمارے سامنے ہوتا کہ جو مہاجرین آگئے تھے ان کی آبادکاری کرنا ہے تو وہ کبھی کا ختم ہوجاتا مگر یہاں تو یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ گذشتہ اٹھارہ مہینوں میں تین لاکھ سے زیادہ مہاجرین کھوکھراپار کے راستے بلا پرمٹ آئے ہیں۔ میں نے ایک وقت پنڈت نہرو سے کہا کہ یہ سینکڑوں مسلمان کھوکھراپار سے آتے ہیں جہاں راستہ میں جنگل صحرا میں سے ہوتے ہوئے آنا ایک مصیبت ہے۔ یعنی کوئی انسان خوشی سے تو نہیں آسکتا۔ اس قدر مصیبت برداشت کرکے وہ کراچی کی تفریح کرنے تو نہیں آتے۔

مہاجرین کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ختم ہونے نہیں پاتا۔ بہرحال میں اسے حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا

مشرقی پاکستان میں بھی دس لاکھ سے زیادہ مسلم مہاجرین پہنچ چکے ہیں' ان کی آبادکاری کے مسئلہ کو آپ اس سے اندازہ لگائیے کہ اب تک مرکزی حکومت نے اور صوبہ کی حکومتوں نے مہاجرین کی آبادکاری پر ۲۸ کروڑ روپے صرف کئے ہیں مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم یہ محسوس کریں کہ ۲۸ کروڑ روپیہ ختم ہو چکا۔ ہم تو یہ سمجھ چکے ہیں کہ پاکستان اصلی معنوں میں اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک ہر مہاجر آباد نہ ہو جائے۔

گذشتہ سال ہم نے ایک ٹیکس لگایا تھا جو مہاجر ٹیکس کہلاتا ہے۔ اس سے ہم کو تین کروڑ روپیہ سے زیادہ ملا۔ اور حکومت نے پانچ کروڑ روپیہ اپنے بجٹ میں سے دیا۔ اور آٹھ کروڑ روپے ان کی آبادکاری پر صرف کئے۔ اب گذشتہ سال کے حالات لیجئے، شکر ہے کہ محل نہ سہی جھونپڑیاں تو کم از کم ان کے لئے مہیا کئے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ خدا نے چاہا تو یہی جھونپڑیاں ایک روز ان کے لئے محل بن جائیں گی۔

مسلم ممالک آزادانہ طریقہ سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو اُن

کیلئے لازم ہے کہ وہ متحد ہوں۔ یہی نہیں بلکہ سب مسلم ممالک پر ایک فرض عائد ہوتا ہے وہ یہ کہ ہم خدا اور رسول کے پیغام کو صحیح طریقہ پر عملی جامہ پہنا کر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ خدا کا شکر ہے .... کہ پاکستان کے عالم وجود میں آجانے کے بعد دنیائے اسلام میں ایک نئی روح اور نیا جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب ہم تمام مسلم ممالک دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ایک ہو کر کوشش کرینگے۔ مجھے نہایت ہی مسرت ہے کہ ہمارے ایران سے تعلقات نہ صرف برادرانہ بلکہ سب ملکوں سے زیادہ خوشگوار اور سب سے زیادہ برادرانہ ہیں۔ وہاں ملٹری مشن گیا، اور ترکی سے ملٹری مشن یہاں آیا۔ مجھے افسوس ہے کہ اپنے ہمسایہ افغانستان سے ہمارے تعلقات خوشگوار نہیں ہیں۔ باوجودیکہ ہمیں مختلف طریقوں سے اشتعال دیا گیا مگر ہم نے برابر یہی کوشش کی اور کر رہے ہیں کہ سختی نہ برتیں۔

بھائیو! جیسا میں نے کہا مجھے اس کا سخت افسوس ہے کیونکہ وہی ہمارا ہمسایہ ملک ہے جس کے تنگ نظر حکمراں پاکستان سے

معاندانہ طریقہ اختیار کئے ہوئے ہیں حالانکہ افغانستان کے باشندے پاکستان کے دوست ہیں، پاکستان سے محبت رکھتے ہیں، لیکن وہاں کے حکمران اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے ہیں۔

بھائیو! آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ ہندوستان کے لیڈر (جن میں پنڈت نہرو بھی شامل ہیں) اور اخبارات بار بار کہہ رہے ہیں کہ مشرقی پاکستان میں ہندوؤں کی حالت خراب ہے۔ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ لیکن مشرقی پاکستان کے ہندو خود اس کی تردید کر چکے ہیں۔ اپریل ۱۹۵۰ء میں اقلیتی معاہدہ طے ہوا تھا اس وقت سے لے کر آج تک پاکستان میں ایک بھی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوا۔ کیا پنڈت نہرو یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے بھی اس معاہدہ کے مطابق یہ ذمہ داری قبول کی تھی کہ وہ اقلیتوں کی حفاظت کرینگے لیکن آج تک ہندوستان میں کتنے فساد ہو چکے ہیں۔

بھائیو! سب سے بڑی چیز ایک ملک کے لئے اس کے اقتصادی حالات ہوتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ شروع میں ہمارے پاس

بنکنگ کا کچھ انتظام نہیں تھا۔ لیکن اس وقت سے اب تک اسٹیٹ بنک کی ۴۳ اور نیشنل بنک کی ۱۲ شاخیں کھل گئی ہیں۔ اور ہر طریقہ سے پاکستان ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جب تک ہمارا ملک صنعتی ترقی نہیں کریگا۔ اس وقت تک ہم اپنے ملک کے حالات بہتر نہیں بنا سکیں گے اور نہ عوام کے حالات بہتر ہو سکیں گے۔ ہم اس سلسلہ میں کوشش کر رہے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ ہم نے کسی سے اب تک امداد نہیں لی۔ صرف پاکستان نے اور پاکستان کی حکومت نے اپنی کوششوں سے گزشتہ چار سال میں بہت کچھ کیا ہے۔ مگر ابھی بہت آگے جانا ہے۔ یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ بس ہم نے ترقی کر لی۔

مرکزی حکومت نے صوبوں کی ترقیوں کے لئے کثیر رقمیں دی ہیں۔ صوبوں کو ۱۸ کروڑ کے روپیہ دیا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے کاموں کے لئے بھی امداد دی ہے۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سال بھر میں حکومت نے کیا کیا ہے یہ نہ سمجھئے کہ جو میں بتا رہا ہوں صرف یہی چیزیں ہیں جہاں تک ہماری تجارت کا تعلق ہے وہ بھی روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے،

انڈسٹری کے متعلق میں مختصراً کہہ چکا ہوں، کہنے کے لئے تو اٹھارہ گھنٹے رہیئے اور میں گھنٹوں بولتا رہوں۔ پھر بھی میں اس ترقی کا ایک حصہ پیش کر سکونگا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم ترقی کے راستوں پر چلے جا رہے ہیں، مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم اپنی رفتار ہی سست کر دیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان ایسا عظیم الشان ملک بنے جیسا کہ قائداعظمؒ چاہتے تھے تو آپ کو انتہائی کوشش کرنی چاہیئے۔

بھائیو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی ترقی بے سود ہے اگر مادی ترقی کے ساتھ ساتھ رُوحانی ترقی نہ ہو۔ پاکستان اس وقت تک اپنا پیغام دنیا کو کامیابی کے ساتھ دے سکتا ہے، جب پاکستان اپنی مملکت اسلامی اصولوں پر بنا کر دینی اور دنیوی ترقی برابر کرتا رہے۔

اب صرف ایک بات آپ سے کہتا ہوں کہ آپ بالکل نہ گھبرائیں، خدا ہمارے ساتھ ہے اور بھائیو جب تک ہم متحد ہیں، جب تک ہم منظم ہیں، جب تک کہ ہم میں استقلال ہے اس وقت تک ہم کو کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

پاکستان زندہ باد

"جبر و ناانصافی کے سامنے سر خم نہ ہو"

قائد اعظمؒ کی تیسری برسی کے موقعہ پر ۱۱ ستمبر ۱۹۵۱ء کو قائد ملت نے ایک لاکھ افراد ملت کو جہانگیر پارک کراچی کے میدان میں مخاطب فرمایا ۔ یہ اہم تقریر شہید ملت کی آخری یادگار تقریر تھی

"پاکستانی بھائیوں اور بہنو! آج قائد اعظمؒ کے جسم خاکی کو ہم سے جدا ہوئے پورے تین سال گزرے ہیں۔ مگر دراصل قائد اعظمؒ مرے نہیں وہ زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ بھائیو اس برسی منانے کا بڑا مقصد جو میں سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور دیکھیں کہ آیا ہم نے واقعی قائد اعظمؒ کے اصولوں کے مطابق چلنے کی کوشش کی ہے یا نہیں۔ آیا ہم قائد اعظم زندہ باد،، کا جو نعرہ لگاتے ہیں،، وہ صرف حلق سے نکلتا ہے یا دل سے یہ نعرہ ہمارے دل اسی وقت نکل سکتا ہے جب ہمیں ان کا پڑھایا ہوا سبق یاد ہو اور یاد رہے۔

بھائیو! قائد اعظمؒ ہمارے لئے بہت بڑی دولت چھوڑ گئے ہیں۔ وہ ایسی دولت چھوڑ گئے ہیں جس کی قیمت کوئی انسان ادا نہیں

کر سکتا۔ کیونکہ آزادی کی کوئی قیمت نہیں۔ ایک تنہا شخص نے تمام ہندو قوم اور تمام انگریز کی سنگینوں کا مقابلہ کر کے اس برصغیر کے مسلمانوں کو آزاد کرایا۔ اور ان کو دنیا کی سب سے بڑی پانچویں مملکت کا مالک بنایا اب ہمارا فرض یہ ہے کہ ہر پاکستانی چوبیس گھنٹے نیک نیتی اور ایمانداری کے ساتھ پاکستان کو مضبوط بنانے کے لئے کوشاں رہے یہی ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے پاکستانی قائد اعظم کو خراج عقیدت پیش کر سکتے ہیں۔ ہم نے کوشش کی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہم اس کسوٹی پر پورے اترے ہیں۔ ابھی تک ہمارے یہاں نفع خوری جاری ہے ابھی تک ہمارے یہاں بے ایمان لوگ موجود ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان صرف ان کے فائدے کے لئے بنایا گیا ہے۔ ابھی تک ہمارے یہاں کچھ بزدل بھی موجود ہیں۔ ابھی تک ہم میں ایسے غدار بھی موجود ہیں جو دشمنوں کے چند پیسوں پر پاکستان کو ایذا دینے اور نقصان پہونچانے سے بھی دریغ نہیں کرتے مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی کہوں گا۔ کہ ان کمزوریوں اور خامیوں کے باوجود پاکستانی باشندوں کی اکثریت نے قائد اعظمؒ کے اصولوں اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے اور انکے

سبق کو یاد رکھنے کی کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ دقتوں اور دشواریوں کے باوجود پاکستان دنیا کے مضبوط ملکوں میں گنا جاتا ہے قائد اعظمؒ نے ہم کو بتایا۔ کہ اقلیتوں کی حفاظت تمہارا فرض ہے، ہم نے اب تک یہ فرض نہایت خوبی کے ساتھ ادا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جب بھارت نے پاکستان کی سرحدوں پر اپنی فوجیں جمع کر دی ہیں تو ہر پاکستانی نے مذہب و ملت اور اقلیت اور اکثریت کا لحاظ کئے بغیر یہ اعلان کیا کہ وہ پاکستان کی حفاظت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار رہے۔ یہ اسی کی وجہ ہے۔ کہ آج مشرقی پاکستان میں ہندو چین اور آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، کہ پنڈت نہرو اور ان کے حواری جھوٹے الزامات ہم پر لگا رہے ہیں کہ اقلیتوں کی حفاظت نہیں ہو رہی اور پاکستان میں اقلیتیں بے چین ہیں۔ میں ان سے یہ کہوں گا کہ تم ایسا کر کے ان سے دشمنی کر رہے ہو دوستی نہیں۔ وہ آرام اور چین سے ہیں اور ہندوستان کے لوگ انہیں پریشان کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پنڈت جی پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو اور دیکھو کہ تمہارے ملک میں مسلمانوں سے

تمہاری قوم کیا سلوک کر رہی ہے۔

پنڈت جی کھوکھرا پار کی سرحد پر جا کر ذرا اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ مسلمانوں پر کیا مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ نئی دہلی میں بیٹھ کر تقریریں کرنے بڑے بڑے بیانات دینے اور کہنے سے کہ بھارت غیر مذہبی ملک ہے اس لئے یہاں اقلیتیں آرام سے ہیں کچھ حاصل نہیں۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ بھارت تباہی کے راستے پر جا رہا ہے نہ اس کا کوئی دین ہے نہ کوئی مذہب اور نہ کوئی ظرف۔

بھائیو! قائداعظمؒ نے ہمارے لئے ایک مشن ادھورا بھی چھوڑا ہے۔ ایک کام تو وہ اپنی زندگی میں پورا کر گئے یعنی پاکستان قائم کر کے اسے ترقی کے راستے پر لگا کر اس کی نشو ونما ہمیں سونپ گئے۔ دوسرا مشن جو قائداعظمؒ نے شروع کیا۔ جس کی ابھی تک تکمیل نہیں ہوئی وہ کشمیر کے چالیس لاکھ باشندوں کو آزاد کرانے کا مشن تھا۔ جبتک قائداعظمؒ کے اس مشن کو جسے انہوں نے شروع کیا تھا۔ ہم پایۂ تکمیل کو نہ پہنچادیں اس وقت تک ہم صحیح معنوں میں ان کے پیرو کہلانے مستحق نہ ہوں گے کشمیر کے متعلق آپ کو معلوم ہی ہے کہ شیخ عبداللہ نے ایک اسمبلی کا

انتخاب کیا ہے۔ وہ انتخاب ایسا ہی جیسا کہ مہاراجہ کا الحاق کا اقدام تھا یعنی دھوکا بازی اور جھوٹ یہی انتخاب کی حیثیت ہے اور یہی حیثیت مہاراجہ کے بھارت سے الحاق کے اقدام کی تھی۔ اب شیخ جی کہتے ہیں کہ نام نہاد دستور ساز اسمبلی منتخب ہو گئی۔ اور یہ طے کرے گی کہ کشمیر ہمیشہ کے لئے بھارت میں شامل ہو جائے۔

"میں کہتا ہوں کہ شیخ جی! کشمیر تمہارے باپ کی ملکیت نہیں ہے تم ایک نہیں بیسیوں اسمبلیاں بناتے رہو۔ تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا جب تک کشمیر کے ۴۰ لاکھ باشندے اقوام متحدہ کے زیر اہتمام آزادانہ طور پر اپنی رائے استعمال کر کے یہ طے نہ کریں گے۔ کہ آیا وہ ہندوستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا پاکستان میں۔ اس وقت تک کشمیر کا کوئی پُرامن فیصلہ نہیں ہو سکتا اور مجھے یقین ہے کہ وہاں کے باشندے کیا فیصلہ کریں گے۔ ان کے لئے ایک ہی راستہ ہے۔ اگر پنڈت نہرو اور شیخ عبداللہ کو وہاں کے باشندوں کے متعلق اس قدر یقین ہے کہ وہ اسمبلی کے ۷۵ نمائندوں کا بلامقابلہ انتخاب کرا سکتے ہیں۔ تو وہ ڈرتے کس واسطے ہیں۔ اسی بوگس انتخاب کے لئے باوجود کشمیر میں کثیر تعداد میں اپنی

فوج کے رکھنے کے پنڈت نہرو اپنی تمام فوج گھسیٹ کر ہماری سرحد پر لائے ہیں۔ میں آج کشمیر کے باشندوں کو پاکستان کے ۸ کروڑ باشندوں کی جانب سے ایک پیغام بھیجنا چاہتا ہوں۔

کشمیری بھائیو! تم یہ نہ سمجھو کہ پاکستان تم کو بھول سکتا ہے تم یہ نہ سمجھو کہ پاکستان تمہیں آزاد کرائے بغیر آرام سے بیٹھ سکتا ہے۔ تم کبھی دل نہ ہارنا۔ ہم نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ ہم کشمیر کو آزاد کرا کر رہیں گے قائداعظمؒ نے ۱۹۴۸ء میں جبکہ چاروں طرف مایوسی تھی۔ یہ سنا جاتا تھا۔ کہ اب بھارت نے حملہ کیا اب حملہ کیا۔ جب ہمارے پاس نہ پوری فوج تھی نہ توپ نہ بندوق اس وقت اس مردِ مجاہد نے شہادت کی انگلی اٹھا کر کہا تھا۔ کہ میں ناانصافی اور تشدد کے سامنے کبھی سرِ تسلیم خم نہ کروں گا۔ آج میں شہادت کی اسی انگلی کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ پاکستان ناانصافی اور تشدد کے سامنے کبھی سرِ تسلیم خم نہیں کرے گا۔ بھارت اپنی فوجیں ہماری سرحدوں پر لگا کر ہمیں مرعوب کرنا چاہتا ہے۔ بھارت کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح ہم کشمیر کے باشندوں کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں میں کہتا ہوں کہ وہ غلطی کر رہے ہیں۔ وہ نادان ہیں۔ ہم ایسی باتوں سے

مرعوب نہیں ہو سکتے۔ اور کشمیریوں کو ان کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتے اس نازک موقع پر جب کہ بھارت ہماری سرحدی پر اپنی فوجیں لگا کر ہماری آزادی سلب کرنا چاہتا ہے۔ میں قائداعظمؒ کے وہ تاریخی الفاظ دُہراتا ہوں جو انہوں نے جولائی ۴۶ء میں بمبئی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں کہے تھے۔ میں آج یہ الفاظ بھارت اور ساری دنیا کے لئے دُہراتا ہوں۔

"اگر تم امن کے متلاشی ہو تو میں بھی جنگ نہیں
چاہتا۔ لیکن اگر تم جنگ چاہتے ہو۔ تو ہم بھی اسے بلاجھجک
قبول کرتے ہیں"

فدائے حریت:۔ قائد ملت کا یہ آخری خطبہ تاریخ پاکستان کا ایک اہم باب ہے اس کا ایک ایک لفظ عزم و حوصلہ۔ راستی و صداقت کا پیغام ہے، ملت کے نام مہاجرین کے نام! برادران کشمیر کے نام! اور سب سے زیادہ عام انسانیت کے نام!۔ اور کھلا چیلنج ہے جبر و تشدد کو — ہر بیجا عنصر کو! اور پاکستانی دشمنی کو!

پاکستان پائندہ باد　　　　　قائد ملت زندہ باد

پیام عزم و ہمت ہے یہ یہ گفتار صداقت ہے!

یہی سرمایہ ملت، یہی کردار لیاقت ہے

فرموداتِ لیاقت

(قائد ملت خان لیاقت علی خاں کے اہم تاریخی خطبات و فرمودات کے چند اقتباسات ذیل میں درج ہیں جنہیں بار بار دہرانا اور "نصب العین سمجھکر ان کی پیروی کرنا ہر پاکستانی محب وطن کا فرض ہے۔ یہی سچی گفتار اس بندۂ مومن کا زندہ کردار تھا۔ اور یہی ملت کی زندگی کا سرمایہ ہے۔ (مولف)

ملک و ملت کا معمار لیاقت

"ہمارا فرض ہے کہ جس عظیم الشان عمارت کی بنیاد قائد اعظمؒ نے اخوت برابری اور آزادی کے اسلامی اصولوں پر رکھی ہے، اس کو ہم آسمان تک لے جائیں۔"

فدائے وطن۔ لیاقت

"پاکستان پر حملہ کی صورت میں خواہ کسی طرف سے ہو، میں، میرے رفقار اور پاکستان کا ہر فرد پاکستان کی ایک ایک انچ زمین کی خاطر اپنے لہو کا آخری قطرہ بہا دے گا۔"

اتحاد ملّی کا علمبردار لیاقت

"اپنے تفرقے بھول جاؤ۔ ایک ہو جاؤ اور پاکستان کی حفاظت کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر دو۔"

مہاجرین کا غمخوار لیاقت

ہر پاکستانی کا فرض ہے کہ وہ مہاجرین کی ہر ممکن امداد کرے یہ ہماری ہمدردی اور امداد کے حقدار ہیں۔ کیونکہ ان کے ساتھ انتہائی بربریت کا سلوک کیا گیا ہے۔ ان کا سوائے اس کے اور کوئی قصور نہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔"

پاکستان کے شاندار مستقبل کا امین لیاقت

"پاکستان کے مستقبل کے ساتھ ہمارے بڑے شاندار اور سہانے خواب وابستہ ہیں ان کو صحیح ثابت کرنا ہمارے اپنے اختیار میں

ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ وہ سچے ثابت ہوں گے "۔

امن اور سلامتی کا محافظ لیاقت

"پاکستان کی ترقی اور بقا اسی میں ہے کہ پاکستان کے باشندے اتحاد رائے اور اتحاد عمل سے کام لیں اور منظم ہو کر نیکی اور سچائی کے راستے پر چلیں۔ نیکی کا راستہ کٹھن دکھائی دیتا ہے لیکن دائمی راحت کا یہی راستہ ہے اسلام ہمیں یہی سبق دیتا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پر عمل کریں"

اقلیتوں کا مددگار لیاقت

"پاکستان میں اقلیتوں کو وہی حقوق حاصل ہیں جو پاکستان کے مسلمانوں کو۔ پاکستان کی حکومت اس کے لئے ہر وقت کوشاں رہتی ہے کہ اقلیتوں کی نہ صرف کسی طرح حق تلفی نہ ہو بلکہ ان سے نہایت فراخدلی کا سلوک کیا جائے "۔

اسلامی جمہوریت کا پیغامبر لیاقت

" اگر دنیا میں ایک مستحکم جمہوریت قائم کرنے کے لئے ان اسلامی اصولوں سے بہتر کوئی اصول ہیں تو ہم اپنے مخالفین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان کو سامنے لے آئیں آج کل دنیا میں لوگ طرح طرح کے

ذہنی انتشار میں اور غلط فہمیوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور نہیں جانتے کہ کونسا راستہ اختیار کریں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ ہمیں صحیح راستہ تیرہ سو سال پہلے دکھایا جا چکا ہے۔"

"اخوت و مساوات کا ضامن، لیاقت

ہم نے پٹھانوں، پنجابیوں، سندھیوں، بلوچیوں یا بنگالیوں کی حیثیت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی حیثیت سے آزادی حاصل کی ہے، ہم نے جس نظریہ کے تحت پاکستان حاصل کیا ہے اسی پر قائم رہ کے ہم تحفظ و ترقی حاصل کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ دوسرا راستہ ہمیں تباہی کی جانب لے جائے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم ایک پلیٹ فارم پر قائم رہیں۔ ایک ادارہ میں شامل ہوں اور ایک مقصد کو سامنے رکھیں وہ مقصد جسے بابائے ملت حضرت قائداعظمؒ سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ یعنی پاکستان کو طاقتور، ترقی پذیر اور خوشحال ملک بنانا۔"

پاسبانِ حرم لیاقت

"مسلم ممالک آزادانہ طریقہ سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو

ان کے لئے لازم ہے کہ وہ متحد ہوں۔ ہم سب ممالک پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ ہم خدا اور رسولؐ کے پیغام کو صحیح طریقہ پر عملی جامہ پہنا کر دنیا کے سامنے پیش کریں "۔

عوام کا اپنا لیاقت

"پاکستان عوام قربانیوں سے حاصل ہوا ہے۔ اب یہ ان کا فرض ہے کہ اسے ترقی دیں۔

مجھے یقین ہے کہ میرے ہم وطن اپنا فرض پورا کریں گے اور پاکستان کو ایسا خوشحال ملک بنانے کے لئے جس پر ہم بجا طور پر فخر کر سکیں، پرخلوص اور انتھک کوشش کریں گے "۔

غازئ پاکستان۔ لیاقت

"میں قوم سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انسان کا یہ فرض ہے کہ ہر مرحلہ کے لئے تیار رہے اس لئے ہم کو اپنی حفاظت کا پورا پورا سامان کرنا چاہیئے۔ اور میں پاکستانی بھائیوں اور بہنوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سول ڈیفنس کے سلسلہ میں جو تجویز ہو یا دوسری سلسلہ میں جو تجویز حکومت کی طرف سے پیش کی جائے اس پر پورا پورا عمل

کریں اور اس میں پوری پوری مدد دیں"

قومی زبان کا معاون لیاقت

"قومی تعمیر کے سلسلے میں قومی زبان کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے ہر شخص واقف ہے اس لئے جو ادارہ بھی قومی زبان کی خدمت کے لئے وقف ہو وہ مستحق مبارکباد ہے لہذا میں ان حضرات کا جو انجمن ترقی اردو یا اردو کالج یا کسی اور ادارے کے ذریعہ اردو زبان کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں نہ صرف حکومت کی طرف سے بلکہ تمام پاکستانی قوم کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں"

پاکستان کے ارتقا کی تعبیر۔لیاقت

ہماری ترقی کا آغاز ہے۔ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے اگر ہم پاکستان کو اپنے خوابوں کا ملک دیکھنا چاہتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کو بلاتخصیص مخلصانہ سرگرمی کے ساتھ دن رات کام کرنا چاہیئے ہمیں ہمیشہ اپنے قائد اعظم رحمت اللہ علیہ کے زرین اصول یقین محکم، اتحاد اور تنظیم پر عمل کرنا ہے۔مجھے پورا بھروسہ ہے کہ انشاء اللہ پاکستان بہت جلد ایسا ملک بن جائے گا جیسا کہ اس کے بانی نے چاہا تھا

یعنی روحانی اور مادّی طور پر مضبوط"

پاکستان کی زندگی کے لئے جان دینے والا لیاقت

"ہم نے پاکستان کی مقدّس سرزمین کے ایک ایک انچ کی حفاظت کرنے کا تہیہ کرلیا ہے۔ ہم یہ طے کرچکے ہیں کہ پاکستان ہی کے لئے زندہ رہیں گے اور پاکستان ہی کے لئے مریں گے"

ترقیٔ نسواں کا حامی لیاقت

"کوئی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتا جب تک اس کی خواتین تعلیم یافتہ نہ ہو، میں یہ تجویز نہیں کرتا کہ عورتوں کو بھی مردوں کی سی تعلیم دی جائے، انہیں ایسی تعلیم دینی چاہئے جس سے وہ سماج کی بہتر رکن بن سکیں"

صنعتی فروغ کا طالب لیاقت

"ہم اپنے ملک کو جلد از جلد ایک صنعتی ملک بنا دینا چاہتے ہیں اول تو یہ کہ صنعتوں کے بغیر کوئی ملک ترقی یافتہ ہو ہی نہیں سکتا دوسرے یہ کہ خام مال برآمد کرنے اور تیار شدہ مال درآمد کرنے کے باعث ملک کی بھاری رقم ہر سال ضائع ہو جاتی ہے۔ اسکو محفوظ کیا جاسکتا ہے

اتحاد یقین محکم و تنظیم کا امانت دار۔ لیاقت

"اگر ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان پھلے پھولے تو ہمیں آپس میں متحد ہو جانا چاہئے۔ اگر ہم متحد رہے اور ہم نے دیانت اور وفاداری سے پاکستان کی خدمت کی تو ہمارا ملک بہت جلد ایک طاقتور مملکت بن جائے گا قائد اعظم تن تنہا پاکستان کے حصول میں کامیاب ہو گئے تھے۔ کیونکہ وہ مخلص اور ایماندار تھے اور تمام قوم کو ایک مقصد کے لئے ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے ان ہی اصول پر عمل کر کے ہم پاکستان کو ایک ایسا وطن بنا سکتے ہیں جہاں ہر شخص امن و سکون اور خوشحالی و فارغ البالی کی زندگی بسر کر سکے۔"

آزادیٔ کشمیر کا مجاہد۔ لیاقت

"پاکستان اس نظریہ کا حامل ہے کہ مسائل کشمیر کے حل کرنے کا فیصلہ وہاں کے عوام کے ہاتھ میں ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں کشمیر کے چالیس لاکھ مسلمانوں کو ان کی رائے کا اظہار پوری آزادی سے کئے بغیر غیر کے ہاتھوں میں نہ جانے دوں گا۔"

تعمیر وطن میں خواتین کے فرض کا پیامی

"عورتوں کو مکمل آزادی ملنی چاہئے لیکن آزادی کا مقصد یہ نہیں کہ پردہ ترک کرکے صرف ہوٹلوں میں بیٹھ کر کافی پئیں یا باغ کی سیر کریں آزادی کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے ملک و قوم کی حفاظت اور استحکام کے لئے خلوص کے ساتھ کام کریں۔"

قائد ملت لیاقت

"ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا یہ نصب العین ہے کہ ایک پرامن مستحکم اور خوشحال پاکستان قائم ہو یہ مقصد صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم ایک عرصہ تک ضبط و نظم اور پوری قوت کے ساتھ حقیقی جفاکشی سے کام کریں۔"

ناموس ملت کا فدائی لیاقت

"میرے پاس روپیہ نہیں۔ جائداد نہیں، قوم کی نذر کے لئے صرف ایک وعدہ ہے پاکستان کی حفاظت کے لئے۔ پاکستان کی بقا کے لئے، پاکستان کی عزت کے لئے قوم کو خون بہانا پڑا تو لیاقت کا خون اس میں شامل ہوگا۔"

(بیدِ ملت زندہ باد)

(مطبوعہ دین محمدی پریس میکلوڈ روڈ کراچی)

شہید

پاکستان تاریخِ عالم میں عظیم انسانیت کی کامرانیوں کی ایک معجز نما مثال ہے۔

اس زندہ مثال کے بانی تھے قائدِ اعظم محمد علی جناح ؒ بطلِ عظیم قائدِ اعظم ؒ نے اس بے مثال تشکیل کی تعمیر اپنے دستِ راست بطلِ حریت قائدِ ملت لیاقت علی خاں کے سپرد فرمائی۔

قائدِ ملت قائدِ اعظم کے ذوقِ تپش اور سوز و سازِ عشق سے آشنا تھے۔ انہوں نے بزم کو شمعِ بزم کی مانند حاصلِ سوز و ساز بنا دیا۔

مردِ مومن کے عمل سے عمارت کے نقوش غیر فانی ہو گئے۔ اور معمارِ ملت (لیاقت) نے ملت کی اسی بقا کیلئے جان کی بازی لگا دی اور شہید کی زندگی پائی۔

شہیدِ ملت مرحوم قائدِ ملت لیاقت علی خاں کی بصیرت افروز حیات اور کارہائے عظیمہ کا سرسری مطالعہ ہے۔

شہیدِ ملت کی مساعیٔ جلیلہ کی یہ مختصر داستان، پاکستان اور ملتِ پاکستان کے عروج و ارتقا کا خاکہ ہے جسے ملت کی جانب سے 'ھدیۂ حقیر' کے طور پر زندۂ جاوید شہیدِ ملت کی یاد کی نذر کرنے کا فخر حاصل کرتا ہوں۔

سرِ خاکِ شہیدے برگہائے لالہ می پاشم
کہ خونِ نونہالِ ملت ما سازگار آمد

نذر گذار

عشرت رحمانی

کراچی
۲۶ر اکتوبر ۱۹۵۱ء

اس کتاب کی قیمت تین روپے ہے۔

ملنے کا پتہ :— دین محمدی پریس میکلوڈ روڈ کراچی